عمران سیریز
لائم لائٹ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون:۔ میرا نیا ناول ''لائم لائٹ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں کافرستانی سیکرٹ سروس کے ایک سیکشن کی انتہائی تربیت یافتہ لیڈی ایجنٹ پاریتی پہلی بار سامنے آئی ہے اور انتہائی تجربہ کار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس طرح ٹکرائی کہ عمران اور اس کے ساتھی شدید زخمی بھی ہو گئے اور مشن بھی مکمل نہ کر سکے لیکن خود پاریتی کا انجام کیا ہوا؟ یہ تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا البتہ مشن مکمل کرنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک ایسی لیبارٹری میں پہنچنا تھا جس تک پہنچنا ہر لحاظ سے ناممکن بنا دیا گیا تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ اس مشن میں کامیابی تقریباً ناممکن ہے۔ پھر عمران کی زندگی میں وہ لمحہ بھی آ گیا جب اسے برملا مشن کی ناکامی کا اعتراف کرنا پڑا۔ اس کی تفصیل تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو سکے گی لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

تلہ گنگ سے عبدالصمد خان لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول مجھے اور

میرے دوستوں کو بے حد پسند ہیں۔ آپ جس طرح پڑھنے والوں
کو لاشعوری طور پر مسلسل جدوجہد کرنے، ناکامی سے نہ گھبرانے اور
مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا سبق دے رہے ہیں
اس سے لاکھوں نہیں تو ہزاروں نوجوان واقعی بے حد متاثر ہو رہے
ہیں کیونکہ موجود دور انتہائی مشکل دور ہے۔ اس دور میں مسلسل
جدوجہد کی شدید ضرورت ہے۔ آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ
آپ ہر ماہ ایک سے زیادہ ناول لکھا کریں۔ امید ہے آپ ہماری
گزارش پر غور کریں گے۔

محترم عبدالصمد خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
بے حد شکریہ۔ آپ نے درست کہا ہے کہ موجودہ دور میں مقابلہ
بے حد سخت ہے۔ ہمیں اپنی اور اپنے خاندان کی سلامتی اور بقاء کے
لئے مسلسل اور مثبت جدوجہد کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ میں اللہ
تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ اس نے اپنی رحمت سے مجھے اس قابل
بنایا کہ میں اس مثبت انداز میں جدوجہد کرنے کا جو سبق طویل
عرصے سے دے رہا ہوں اس کے اثرات معاشرے پر واضح دکھائی
دے رہے ہیں اور آپ قارئین کے خطوط میری رہنمائی کرتے
ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

فیصل آباد سے محمد علی شمس لکھتے ہیں۔ آپ طویل عرصے سے
مسلسل اور اچھا لکھ رہے ہیں اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ آپ بے حد سپیڈ سے لکھتے ہیں اور کم ہی اپنے لکھنے پر خط تنسیخ

پھیرتے ہیں۔ یہ تمام خوبیاں آپ میں ہیں تو آپ کیوں نہیں ہر
ماہ دو یا اس سے زائد ناول لکھ کر شائع کرواتے تاکہ ہمیں زیادہ
سے زیادہ آپ کے ناولوں کو پڑھنے کا موقع مل سکے۔ امید ہے
آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم محمد علی شمس صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
شکریہ۔ آپ نے دلچسپ انداز میں اپنی بات کی ہے۔ ناول لکھنا
اور پھر اس کا شائع ہونا یہ سب کچھ خاصے وقت کا تقاضہ کرتے
ہیں۔ اس لئے ہر ماہ ایک ناول کا باقاعدگی سے شائع ہو جانا بھی
غنیمت کی بات ہے اور آپ ہر ماہ دو ناولوں کا تقاضہ کر رہے
ہیں۔ گو آپ کا تقاضہ خلوص پر مبنی ہے اس لئے میں آپ کا شکریہ
ادا کرتا ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

واہی منڈی سندلا سے حافظ احمد حسین لکھتے ہیں۔ آپ کے
ناول گزشتہ تھوڑے عرصے سے پڑھنا شروع کئے ہیں۔ آپ کا طرز
تحریر واقعی سحر انگیز ہے اور سب سے خوبصورت بات یہ ہے کہ ناول
پڑھتے ہوئے جو سوالات قارئین کے ذہنوں میں آتے ہیں ان کے
آپ ساتھ ساتھ کرداروں کی طرف سے سوالات کے ذریعے جواب
دے دیتے ہیں اور پڑھنے والا مطمئن ہو کر آگے بڑھ جاتا ہے۔
اس طرح دیکھا جائے تو آپ لکھتے وقت دو مختلف جہتوں پر کام کر
رہے ہوتے ہیں۔ ایک تو بطور تخلیق کار آپ لکھ رہے ہیں اور دوسرا
پہلو غیر جانبدار قاری کا جو ساتھ ساتھ پڑھتا ہے اس پر سوالات کرتا

ہے جن کے جواب بھی اسے اسی وقت مل جاتے ہیں۔ یہ آپ کی ایسی خصوصیت ہے جو شاید ہی کسی اور مصنف میں پائی جاتی ہو۔

محترم حافظ احمد حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے درست لکھا ہے کہ میرا ذہن بیک وقت دو جہتوں پر کام کرتا ہے۔ میں لکھنے کے ساتھ ساتھ بطور قاری بھی اس کے ساتھ وابستہ ہوتا ہوں اور بطور قاری میں ہر وہ سوال پوچھنے کا حق رکھتا ہوں جو قاری کے ذہن میں آ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے قارئین طویل عرصے سے میرے ساتھ چل رہے ہیں کیونکہ ان کے ہر سوال کا جواب انہیں بروقت مل جاتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail Address mazharkaleem.ma@gmail.com

عمران فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات ے مطاعے یں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جونیئر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ کارمن سے“...... دوسری طرف سے کارمن سیکرٹ سروس کے چیف جونیئر کی آواز سنائی دی۔

”تم اپنا نام بدل لو تو بہتر ہے۔ ورنہ تمہارا نام سنتے ہی مجھے اپنے سینئر ہونے کا احساس شدت سے ہونے لگتا ہے۔ حالانکہ تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو اور میں تو ویسے ہی کرائے کا سپاہی ہوں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نام کوئی بھی ہو۔ اس سے حقیقت تو نہیں بدل سکتی۔ میں نے

فون اس لئے کیا ہے کہ میں نے ایک خصوصی خط آپ کو بھجوایا ہے۔ اسے پلیز سیریس لیں''...... جونیئر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ خط پڑھ لیں۔ پھر فون کریں۔ پھر بات ہو گی۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے جونیئر نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے جونیئر کا یہ انداز پسند نہ آیا تھا اور وہ پھر اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اسی لمحے سلیمان کے قدموں کی آواز سنائی دی جو بیرونی دروازے کی طرف جا رہی تھی۔

''کارمن کے جونیئر کا آدمی ہو تو اس سے خط لے لینا''۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''اچھا''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر سلیمان ہاتھ میں ایک لمبا سا لفافہ پکڑے سٹنگ روم میں داخل ہوا۔

''کون تھا''...... عمران نے لفافہ لیتے ہوئے کہا۔

''اس نے صرف اتنا بتایا ہے کہ کارمن سے جونیئر نے آپ کے لئے یہ خط بھجوایا ہے اور بس''...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران

کے سر ہلانے پر وہ واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ لفافہ نہ صرف بند تھا بلکہ اسے باقاعدہ سیلڈ کیا گیا تھا۔ عمران نے ایک سائیڈ کھولی اور اندر موجود کاغذ نکال لیا۔ یہ ایک ہی کاغذ تھا جس پر باریک حروف ٹائپ کئے گئے تھے۔ عمران نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کاغذ پڑھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کاغذ پر ٹائپ تحریر بچوں کی کہانی لگتی تھی۔ اس میں ایک سفید رنگ کے چوہے کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ چوہا بل میں داخل ہونے کی بجائے ادھر ادھر چٹانوں پر بھاگتا پھرتا تھا کہ ایک روز آسمان پر اڑنے والی ایک چیل نے اچانک جھپٹا مارا اور وہ چوہے کو اپنے پنجوں میں دبا کر لے گئی۔ عمران نے کاغذ پر لکھی ہوئی کہانی کو بار بار پڑھا لیکن اسے واقعی یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ جونیئر نے کارمن سے یہ کہانی باقاعدہ سیلڈ کر کے یہاں پاکیشیا میں اسے کیوں بھجوائی ہے اور کیوں فون کر کے کہا کہ وہ اسے سیرئس لے۔ عمران نے کاغذ کو لفافے میں ڈالا اور لفافہ سامنے موجود میز کی دراز میں رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ کارمن کا کوڈ نمبر اور جونیئر کا ڈائریکٹ نمبر اسے معلوم تھا اس لئے وہ انکوائری سے پوچھنے کی بجائے براہِ راست جونیئر کو فون کر رہا تھا۔

''جونیئر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی جونیئر کی آواز سنائی

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ تمہارا بھجوایا ہوا خط تو مجھے مل گیا ہے لیکن اب یہ بتا دو کہ علی عمران چوہا ہے یا چیل ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کارمن میں کافی عرصے سے موجود ایک کافرستانی انجینئر کرشن کی نگرانی حسب معمول کی جا رہی تھی کہ روسیاہ سے آنے والا ایک کافرستانی اس کرشن سے ملا اور ان دونوں کے درمیان صرف اتنی بات ہوئی کہ کرشن یہ خط کافرستان پہنچا دے۔ اس کے بعد وہ آدمی واپس چلا گیا۔ کرشن جس کی نگرانی کی جا رہی تھی اس نے ایک خصوصی فون کے ذریعے کافرستان رابطہ کیا لیکن ہم نے اس خصوصی فون سے ہونے والی کال کو بھی کیچ کر لیا۔ اس کال میں کرشن نے کافرستان میں کسی شرما سے بات کی۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ مبارک ہو، چیل سفید چوہے کو اٹھا کر لے گئی ہے۔ جس پر اس شرما نے مسرت کا اظہار کیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی بڑی کامیابی کی اطلاع مل گئی ہو۔ شرما نے کرشن سے پوچھا کہ اسے کیسے معلوم ہوا تو اس نے بتایا کہ اسے نمبر تھرٹی تھری روسیاہ سے ایک کاغذ دے گیا ہے جس میں کہانی درج ہے۔ اس پر شرما نے یہ خط فوری کافرستان بھجوانے کا کہہ دیا اور بات ختم ہو گئی۔ ہم نے کرشن کے ساتھ کارمن کی ایک لڑکی کو کافی عرصہ سے اٹیچ کیا ہوا تھا۔ اس لڑکی کو کہا گیا کہ اس خط کی کاپی حاصل کرے اور کرشن

سے معلوم کرے کہ اس خط کا اصل پس منظر کیا ہے۔ اس نے کاپی حاصل کر لی جو میں نے آپ کو بھجوائی ہے اور ساتھ ہی اس لڑکی نے بتایا کہ کرشن نے صرف اتنا بتایا کہ اس کہانی کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اس پر میں نے فیصلہ کیا کہ اس کرشن کو گرفتار کر کے اس سے اصل حقائق معلوم کئے جائیں لیکن اس دوران کرشن خط لے کر کافرستانی سفارت خانے چلا گیا۔ ہم چونکہ خط کی کاپی حاصل کر چکے تھے اس لئے ہمیں اس خط سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ چنانچہ ہم کرشن کی واپسی کا انتظار کرنے لگے لیکن جیسے ہی کرشن سفارت خانے سے باہر کار لے کر نکلا اسے دور مار رائفل سے گولی مار دی گئی۔ اس کی کھوپڑی کے پرزے اڑ گئے اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ قاتل کی تلاش جاری ہے۔ میں نے اس لئے خط آپ کو بھجوایا ہے کہ پاکیشیا کا ذکر آیا ہے اور جس انداز میں اس خط کو روسیاہ سے یہاں کارمن لا کر کافرستان بھجوایا گیا ہے اور جس طرح یہاں کافی عرصہ سے کام کرنے والے انجینئر کرشن کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کاغذ کی کافرستان کی نظر میں بے حد اہمیت ہے اور اس کرشن پر انہیں کوئی ایسا شک پڑا کہ اسے وہ ہلاک کرنے پر مجبور ہو گئے۔ باقی اب آپ خود زیادہ سمجھ دار ہیں''...... جونیئر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''وہ ایجنٹ جو خط لے کر روسیاہ سے آیا تھا اس کا کیا نام تھا اور اس کے بارے میں تمہارے پاس کوئی رپورٹ ہے''...... عمران نے

اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ وہ پہلی بار یہاں آیا اور جب تک ہم اس کے بارے میں کسی نتیجے پر پہنچتے وہ واپس روسیاہ چلا گیا۔ اس کے کاغذات حاصل کر کے چیک کرائے گئے تو ان میں اس کا نام اور دیا گیا پتہ دونوں ہی جعلی ثابت ہوئے''...... جونیئر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تمہارا بے حد شکریہ کہ تم نے پاکیشیا کے لئے اتنا کچھ کیا۔ باقی ہم دیکھ لیں گے کہ چوہے بے چارے کا انجام کیا ہوا۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر لفافہ نکال کر اس میں سے کاغذ نکال کر پڑھا اور پھر اٹھ کر سپیشل روم میں چلا گیا۔ وہاں اس نے اس کاغذ کو ہر لحاظ سے چیک کیا کہ کہیں اس پر کوئی خفیہ تحریر نہ ہو اور بظاہر بچوں کی کہانی لکھ دی گئی ہو لیکن کاغذ پر کوئی خفیہ تحریر، لفظ یا مونوگرام موجود نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ واقعی ایک عام سا کاغذ تھا۔ عمران نے ایک بار پھر اس کہانی کو پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ اس لئے اسے بار بار پڑھ رہا تھا کہ سمجھ سکے کہ یہ گورکھ دھندہ اصل میں ہے کیا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔

'' سفید چوہا۔ یہ چوہے کو خصوصی طور پر سفید کیوں لکھا گیا ہے۔ صرف چوہا کیوں نہیں لکھا گیا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ سفید چوہے میڈیکل ریسرچ

میں استعمال کئے جاتے ہیں لیکن کسی میڈیکل ریسرچ کا کافرستان، پاکیشیا اور روسیاہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ عمران کافی دیر سے بیٹھا یہ سب سوچ رہا تھا لیکن کوئی واضح بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی بھاپ اڑاتی پیالی تھی۔

''آپ کو کیا پریشانی لاحق ہو گئی ہے کہ اتنے عرصے میں آپ نے چائے ہی طلب نہیں کی''...... سلیمان نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ تم سے مشورہ ضروری ہو گیا ہے کیونکہ تم مشورے بہت اچھے دیتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''مفت مشورے لینے والے ایسے ہی تعریفیں کرتے رہتے ہیں تاکہ مشورہ فیس نہ دینی پڑے بہرحال بتائیں کیا پریشانی ہے آپ کو''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے جونیئر کے فون سے لے کر خط پر موجود عبارت کی تفصیل کے ساتھ دوبارہ جونیئر سے ہونے والی تفصیلی بات چیت کو دوہرا دیا۔

''اب یہ بچوں کی کہانی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ سفید چوہے میڈیکل ریسرچ میں کام آتے ہیں۔ اب کسی میڈیکل ریسرچ کا کافرستان یا روسیاہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بڑی سادہ سی بات ہے صاحب کہ آسمان پر اڑنے والی چیل نے پہاڑی چٹانوں پر موجود سفید چوہے کو اٹھا لیا ہے۔ اس پر

کافرستان والے خوش ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اس کا تعل
پاکیشیا سے ہے تو یہ بالکل ہی سیدھی بات ہو گئی''...... سلیمان ن
کہا۔

''وہ سیدھی سی بات ہے کیا۔ یہ بتاؤ''...... عمران نے جھلا
ہوئے لہجے میں کہا۔

''کسی پہاڑی علاقے میں کوئی ریسرچ ہو رہی ہے جسے ا
سیٹلائٹ سے چیک کروانے میں وہ لوگ کامیاب ہو گئے ہیں
سفید چوہے پر ریسرچ کی گئی ہو گی۔ پہاڑی علاقے کا مطل
واضح ہے چیل کی جگہ آسمان پر اڑتے ہوئے سیٹلائٹ کو دے د
بات سمجھ میں آ جائے گی''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جوا
دیا۔

''بات تمہاری کچھ تو سمجھ میں آ رہی ہے لیکن اس خط میں لک
ہوا ہے کہ سفید چوہا بل میں رہنے کی بجائے باہر پہاڑی چٹانوں
اچھلتا کودتا پھرتا رہتا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہوا''...... عمران ن
کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اس سفید چوہے کو یقین تھا کہ اسے کو
چیک نہ کر سکے گا اور پہلے ہو گا بھی ایسا ہی لیکن اب روسیاہ
کافرستان کے لئے اپنے کسی سیٹلائٹ میں کوئی ایسی مشینری نص
کی ہے یا نیا سیٹلائٹ فضا میں چھوڑا ہے جس سے اس سفید چو
کو قابو میں کیا جا سکتا ہے''...... سلیمان نے کہا اور واپس درواز

کی طرف مڑ گیا۔

''ہونہہ''...... عمران نے ہنکارا بھرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا
دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع
کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ خود
بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پہلے تم کہتے تھے کہ فلیٹ سوپر فیاض کا ہے اور تم نے قبضہ
دوستانہ کر رکھا ہے۔ اب تم اسے اپنا فلیٹ کہہ رہے ہو۔ کیا سوپر
فیاض سے خرید لیا ہے یا اس بیچارے کو تمہیں گفٹ کرنا پڑا ہے''۔
سرداور نے کہا۔ وہ شاید موڈ میں تھے۔

''یہ بڑی لمبی کہانی ہے سرداور۔ سلیمان، ڈیڈی اور اماں بی کا بڑا
منہ چڑھا ہوا ہے اور اماں بی تو مجھ سے زیادہ سلیمان کی بات مانتی
ہیں۔ اس نے سوپر فیاض کو دھمکی دی کہ وہ ڈیڈی اور اماں بی کو بتا
دے گا کہ سوپر فیاض نے اس بلڈنگ کے کتنے فلیٹس جعلی سکیموں
سے لے رکھے ہیں یا دوسری صورت میں سوپر فیاض یہ فلیٹ اسے
گفٹ کر دے تا کہ وہ مجھے فلیٹ سے نکالنے کی دھمکی دے سکے جس
پر سوپر فیاض کو فلیٹ اسے گفٹ کرنا پڑا۔ اس کے بعد جب سلیمان
نے مجھ سے فلیٹ کا کرایہ مانگا تو میں نے اسے دھمکی دے دی کہ

میں اماں بی کو بتا دوں گا کہ سلیمان نے کس طرح سوپر فیاض کو بلیک میل کر کے اس سے فلیٹ لیا ہے اور اب مجھ سے کرایہ مانگ رہا ہے ورنہ دھمکی دے رہا ہے کہ میرا سامان اٹھا کر باہر سڑک پر پھینک دے گا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ اماں بی کی دھمکی تو ڈیڈی پر چل جاتی ہے تو سلیمان پر کیسے نہ چلتی اور اسے مجبوراً فلیٹ میری ملکیت میں دینا پڑا۔ چاہے کسی طرح بھی سہی بہرحال اب یہ فلیٹ میرا ہے''۔ عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو سر داور کافی دیر تک ہنستے رہے۔

''سرداور۔ آپ کی ہنسی ایسی ہے جیسے جلترنگ بج رہے ہوں لیکن ہمارے ملک کے فون محکمہ کے ریٹس بھی بہت زیادہ ہیں''۔ عمران نے سہمے سہمے لہجے میں کہا تو سر داور اس بار بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

''اچھا بتاؤ کیوں فون کیا تھا''...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا پاکیشیا کے کسی پہاڑی علاقے میں کوئی ایسی لیبارٹری کام کر رہی ہے جس میں سفید چوہے پر بھی تجربات کئے جا رہے ہوں اور اس لیبارٹری کو سیٹلائٹ کے ذریعے بھی ٹریس نہ کیا جا سکتا ہو''...... عمران نے کہا۔

''پہاڑی علاقوں میں تو کئی لیبارٹریاں ہیں لیکن ان میں سفید یا کالے چوہے کا کیا کام۔ یہ سب لیبارٹریاں تو دفاعی لیبارٹریاں ہیں۔ تم کھل کر بات کرو''...... سرداور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو

عمران نے کارمن سے جونیئر کا فون آنے کے بعد خط آنے اور خط کی تفصیل سے لے کر سلیمان سے مشورے تک سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ویری بیڈ''...... سرداور نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کون سی بات سرداور''...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''ہمیں اطلاعات مل رہی تھیں کہ کافرستانی سائنسدانوں نے ایک دفاعی روبوٹ بالکل انسان جیسا بنایا ہے جو وائرلیس کنٹرولڈ ہے۔ اس میں ایسی مشینری نصب کی گئی ہے جو میزائلوں کو آپریٹ کر سکتی ہے۔ اس روبوٹ کو فضا میں بھی بھیجا جا سکتا ہے اور یہ چھوٹا سا مشینی روبوٹ بڑی پہاڑی غاروں، کریکس اور ایسی ہی دوسری رکاوٹوں کو آسانی سے عبور کر سکتا ہے اور نہ صرف میزائلوں کو آپریٹ کر سکتا ہے بلکہ دوسرے ملکوں کی تنصیبات کی تصاویر بھی اپنے ہیڈکوارٹر کو بھجوا سکتا ہے۔ یہ ہمارے لئے انتہائی غیر معمولی بات تھی۔ اس طرح پہاڑی علاقوں میں موجود ہماری لیبارٹریوں کے بارے میں تفصیلات دشمن حاصل کر سکتے تھے اور سب سے زیادہ تشویش ناک بات یہ تھی کہ ہماری ایٹمی تنصیبات بھی پہاڑی علاقے میں ہیں۔ ان کے لئے بھی یہ روبوٹ خطرناک ثابت ہو سکتا تھا چنانچہ ہم نے اس کو چیک کرنے کے لئے اپنی حدود میں ایک

پہاڑی پر ایک سائنسی آلہ نصب کیا تا کہ جیسے ہی اس روبوٹ پر کام شروع ہو، ہم اس کو چیک کر سکیں اور اس کا فارمولا حاصل کر کے اس کا اینٹی نظام تیار کر کے کم از کم اپنی ایٹمی تنصیبات کو دشمن سے بچا سکیں۔ کافرستان کو بھی اس آلے کی تنصیب کا علم ہو گیا۔ انہوں نے اپنے سیٹلائٹس میں نصب مشینری کے ذریعے اسے بلاک کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں روسیاہ سے مدد لی ہو۔ روسیاہ کے انتہائی طاقتور اور جدید سیٹلائٹ بھی فضا میں موجود ہیں''...... سرداور نے کہا۔

''لیکن کیا آپ نے اس آلے کو اوپن نصب کیا ہوا ہے۔ اسے خفیہ نہیں رکھا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اسے خفیہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس میں سے نکلنے والی ریز سے اس کی موجودگی کی نشاندہی آسانی سے ہو جاتی ہے البتہ ہم اس کی جگہیں وقتاً فوقتاً تبدیل کرتے رہتے تھے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... سرداور نے کہا۔

''کیونکہ اس خط میں لکھا گیا ہے کہ سفید چوہا بل میں رہنے کی بجائے چٹانوں پر اچھلتا پھرتا تھا۔ اگر اس آلے کو سفید چوہا سمجھ لیا جائے تو پھر آپ نے اسے خفیہ رکھنے کی بجائے اوپن کیوں رکھا اور آپ اس کی جگہیں کیوں بدلتے رہتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے بتایا ہے کہ اس کی موجودگی کو ریز سگنل کی وجہ سے خفیہ نہیں رکھا جا سکتا البتہ اس کی جگہیں بدل دی جاتی تھیں''۔

سرداور نے کہا۔

''اگر ایسا تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس خط کا مطلب ہے کہ اب یہ آلہ ناکارہ ہو چکا ہے کیا آپ اسے چیک نہیں کر سکتے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کر سکتا ہوں لیکن اس میں بہت وقت لگے گا۔ تم کہاں سے کال کر رہے ہو''...... سرداور نے کہا۔

''اپنے فلیٹ سے جسے سلیمان نے مجھے گفٹ کیا ہے''...... عمران نے پہلی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں معلوم کر کے تمہیں کال کرتا ہوں''...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''کچھ بات بنی''...... سلیمان نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہارا مشورہ واقعی کام آ گیا ہے۔ تم نے سیٹلائٹ کا اشارہ دے کر معاملے کو کسی حد تک حل کر دیا ہے''...... عمران نے کہا اور سلیمان چائے کی خالی پیالی اٹھا کر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"داور بول رہا ہوں"...... سرداور کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ کوئی پتہ چلا اس معمے کا"...... عمران نے کہا۔

"ہمارا آلہ گزشتہ بارہ تیرہ دنوں سے کام نہیں کر رہا۔ اس میں سے ریز تو نکل رہی ہیں لیکن وہ آگے جا کر رک جاتی ہیں۔ ٹارگٹ تک پہنچ ہی نہیں رہیں۔ ہمارے سائنس دان اس پر کام کر رہے ہیں لیکن فوری طور پر کامیابی کا کوئی چانس نہیں ہے کیونکہ جن ریز کے ذریعے اسے ناکارہ کیا گیا ہے ان ریز کی اصل ماحیت معلوم ہونے کے بعد ان کا اینٹی سوچا جائے گا اور پھر اس پر عمل کر کے اس آلے کو دوبارہ کارآمد کیا جا سکتا ہے"...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کافرستان کو وہ روبوٹ تیار کرنے میں کتنا وقت لگے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ایسے روبوٹس جو پہاڑی علاقے میں چل پھر کر آپریشن کر سکیں باچان اور ایکریمیا دونوں نے بنائے ہوئے ہیں۔ اصل مسئلہ ایسے روبوٹس میں ایسے آلات کی تنصیب ہے جن سے نکلنے والی ریز مخالف کی لیبارٹریوں یا ایٹمی تنصیبات کی تفصیلات حاصل کر سکیں۔ ایسا ایک آلہ کافرستان کی لیبارٹری میں تقریباً تیاری کے قریب ہے۔ اسے لائم لائٹ کا نام دیا گیا ہے۔ اسے چیک کرنے کے لئے ہم نے یہ آلہ لگایا تھا۔ اگر یہ آلہ کام کرتا رہتا تو اس لائم لائٹ کی تفصیل ہم تک پہنچ جاتی اور ہم اس کا توڑ کر لیتے لیکن اب ایسا

نہیں ہو سکے گا۔ وہ لائم لائٹ کو کسی بھی روبوٹ میں نصب کر کے اس کے ذریعے ہماری لیبارٹری کے ساتھ ساتھ ایٹمی ہتھیاروں کے بارے میں تمام تنصیبات بھی معلوم کر لیں گے جو وہ آج تک انتہائی جدید سائنسی آلات سے بھی معلوم نہیں کر سکے"...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس لائم لائٹ آلے کو تیار کر کے جب کسی روبوٹ میں نصب کیا جائے گا تو کیا اس روبوٹ سے اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ وہ روبوٹ آئے گا تو ہمارے ہی علاقے میں"...... عمران نے کہا۔

"بچوں جیسی باتیں کم از کم تم تو نہ کیا کرو۔ ایسے آلات اس انداز میں ہی تیار کئے جاتے ہیں کہ مخالف اگر ان کو کھولنا چاہے تو یہ ٹوٹل زیرو ہو جائیں۔ ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ دنیا کے تمام ممالک ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس روبوٹ میں جب لائم لائٹ آلہ نصب کیا جائے گا تو یہ معاملہ اس طرح رکھا جائے گا کہ جیسے ہی ہم اسے اوپن کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ ٹوٹل زیرو ہو جائے گا جبکہ اس دوران ہماری لیبارٹری کی تمام تفصیلات ان تک پہنچ بھی چکی ہوں گی"۔ سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کتنے دنوں میں وہ لائم لائٹ تیار کر کے اسے کسی روبوٹ میں نصب کر کے ہمارے علاقے میں پہنچا سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"میرے ذاتی خیال کے مطابق زیادہ سے زیادہ دو ماہ کے اندر

اندر''...... سرداور نے جواب دیا۔

''جس میں سے بارہ تیرہ دن گزر بھی چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اگر تم اس معاملے پر بات نہ کرتے تو مجھے بھی اس آلے کے ناکارہ ہونے کا علم نہ ہوتا کیونکہ متعلقہ افراد نے اس کی رپورٹ نہیں بھیجنی تھی تاکہ ان کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ ہو سکے وہ اس پر کام کرتے رہنے کو ہی ترجیح دیتے''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جس لیبارٹری میں یہ لائم لائٹ آلہ تیار ہو رہا ہے وہ لیبارٹری کہاں ہے۔ اس کی تفصیلات ہیں آپ کے پاس''...... عمران نے کہا۔

''صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری کافرستان کے پہاڑی سلسلے بھوشن کے دروپدی علاقہ میں ہے۔ ہمیں لیبارٹری میں موجود سائنسی آلات کے ذریعے کاشنز تو ملے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ لیبارٹری دراصل ہے کہاں۔ اس کا راستہ کون سا ہے۔ وہ کتنے ایریا میں ہے۔ یہ تفصیلات ریز کے ذریعے حاصل نہیں کی جا سکتیں''۔ سرداور نے کہا۔

''یہ تو کنفرم ہے کہ لیبارٹری دروپدی علاقے میں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... سرداور نے کہا۔

''اوکے۔ ہمیں وہاں سے لائم لائٹ کا فارمولا لانا ہو گا۔ باقی سب تباہ کرنا ہو گا۔ یہ ہمارے دفاع کے لئے ضروری ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا تمہارا چیف بھی تمہیں اجازت دے گا''...... سرداور نے کہا۔

''وہ مجھ سے زیادہ محب وطن ہے سرداور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین۔ اللہ حافظ''...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر ایسے تاثرات موجود تھے جیسے اس نے کوئی حتمی فیصلہ کر لیا ہو۔

چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کم اِن"...... اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ لڑکی خوبصورت اور سمارٹ تھی۔ اس نے جینز اور جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کا نام پاریتی تھا اور یہ موجودہ کافرستان پرائم منسٹر کی قریبی رشتہ دار تھی۔ حال ہی میں یورپ اور ایکریمیا سے مارشل آرٹس کا کورس کر کے آئی تھی اور کچھ عرصہ ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرنے کے بعد پرائم منسٹر کی سفارش پر اسے سیکرٹ سروس میں ٹرانسفر کیا گیا تھا۔ اسے سیکرٹ سروس میں آئے ہوئے تقریباً ایک سال ہونے والا تھا۔ لڑکی ذہین تھی کیونکہ وہ شاگل کا مزاج سمجھتے ہوئے اس کی خوشامد اس انداز میں کرتی تھی کہ شاگل اپنے مزاج کا مخصوص چڑچڑا پن

بھی بھول جاتا تھا لیکن پاریتی کردار کے لحاظ سے بہت مضبوط تھی اور سیکرٹ سروس میں اب تک اس کا کوئی چھوٹا یا بڑا سکینڈل سامنے نہیں آیا تھا۔ شاگل چونکہ عمر میں اس سے کافی بڑا تھا۔ ویسے بھی شاگل کا کردار بھی خاصا مضبوط تھا۔ اس لئے شاگل اس سے اس انداز میں ڈیل کرتا تھا جیسے پاریتی کوئی چھوٹی سی بچی ہو اور جسے شاگل انگلی پکڑ کر دنیا میں جینے کا سلیقہ سکھا رہا ہو۔ چونکہ پاریتی اس کا مزاج سمجھ گئی تھی اس لئے وہ بھی شاگل کو اس انداز میں ٹریٹ کرتی تھی جیسے شاگل دنیا کا سب سے ذہین آدمی ہو اور شاگل اس کے اس انداز پر خوش ہوتا تھا۔

"کہاں سے آ رہی ہو"...... شاگل نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کے پاس آ رہی تھی چیف کہ راستے میں میری ایک فرینڈ مجھے مل گئی۔ وہ پاکیشیا میں کافرستانی سفارت خانے میں کام کرتی ہے۔ وہ مجھے یہاں دیکھ کر حیران ہوئی کیونکہ جب میں ایکریمیا میں ٹریننگ لے رہی تھی تو وہ ایکریمیا میں کافرستانی سفارت خانے میں کام کرتی تھی۔ پھر ہم دونوں ایک ریستوران میں بیٹھ گئیں۔ جب میں نے آپ کا نام لیا کہ میں ان کے تحت کام کرتی ہوں تو اس نے آپ کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے۔ اس لئے مجھے دیر ہو گئی"...... پاریتی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو شاگل کا قدرے بگڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

’’کون تھی وہ جو مجھے اس حد تک جانتی ہے‘‘...... شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

’’آپ کو کون نہیں جانتا چیف۔ ساری دنیا آپ کی تعریفیں کرتی ہے اور میرا تو دل خوشی سے بھر جاتا ہے جب لوگ آپ کی تعریفیں کرتے ہیں‘‘...... پاریتی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

’’میں ہوں ہی ایسا۔ بہرحال یہ فائل لو اور اس پر انکوائری کر کے رپورٹ مجھے دو۔ یہ بے حد سیریس معاملہ ہے۔ اس لئے میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں‘‘...... شاگل نے میز کی ایک دراز کھول کر اس میں سے ایک فائل نکال کر پاریتی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

’’کس سلسلے میں ہے یہ فائل چیف‘‘...... پاریتی نے فائل لیتے ہوئے کہا۔

’’پاکیشائی ایجنٹ علی عمران کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ وہ کافرستان کے خلاف حرکت میں آ رہا ہے۔ یہ اطلاع پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹوں نے دی ہے۔ تم ان سے رابطہ کرو اور معلوم کرو کہ وہ کس سلسلے میں یہاں آ رہا ہے اور کب آ رہا ہے اگر واقعی یہاں آ رہا ہے تو اس بار ہم اسے کسی صورت زندہ بچ کر نہیں جانے دیں گے‘‘۔ شاگل نے کہا۔

’’او کے‘‘...... پاریتی نے کہا اور فائل لے کر اٹھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ شاگل جانتا تھا کہ وہ اب فون سیکشن میں جائے

گی اور وہاں سے پاکیشیا میں مختلف ایجنٹوں سے رابطہ کر کے حالات معلوم کرے گی اور پھر رپورٹ شاگل تک پہنچ جائے گی۔ اس لئے وہ دوبارہ اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل پر جھک گیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد دروازہ کھلا اور پاریتی اندر داخل ہوئی۔

’’کیا ہوا‘‘...... شاگل نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’چیف۔ عمران تو اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا کے پہاڑی علاقے کاتال کی سیر کے لئے گیا ہے۔ ان دنوں اس علاقے میں دنیا بھر کے سیاح جاتے ہیں۔ اس کا کافرستان آنے کا ارادہ شاید بدل گیا ہے۔ اسے شاید اطلاع مل گئی ہو گی کہ آپ کو اس بارے میں اطلاع مل گئی ہے اور اب وہ صرف مرنے کے لئے تو یہاں کا رخ کر سکتا ہے ورنہ نہیں‘‘...... پاریتی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

’’کیسے تم اس نتیجے پر پہنچی ہو‘‘...... شاگل نے نرم لہجے میں کہا۔

’’لعل رام نے حتمی اطلاع دی ہے کیونکہ وہ بھی بطور سیاح کاتال پہنچا ہوا ہے اور انہیں مسلسل چیک کر رہا ہے‘‘...... پاریتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم نے لعل رام سے پوچھا ہے کہ ان کے پاس سامان کس قسم کا ہے‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’سامان۔ کیسا سامان۔ وہ تو بس سیاحت کے لئے گئے ہیں تو سیاحت کے لئے ضروری سامان ہی ان کے ساتھ ہو گا‘‘...... پاریتی

نے چونک کر کہا۔

''تم احمق ہو۔ محض احمق۔ سر سے پیر تک احمق۔ تمہارا کیا خیال ہے یہ شیطان عمران سیدھا سادہ آدمی ہے۔ یہ عفریت ہے عفریت۔ یہ وہ ہے جس کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور کھانے کے اور۔ اسے پوری دنیا میں، میں جانتا ہوں۔ صرف میں۔ اس لئے وہ بھی پوری دنیا میں مجھ سے ہی ڈرتا ہے۔ وہ ویسے ہی سیر و تفریح کرنے کا تال نہیں گیا۔ اگر اس کا ارادہ ادھر سے کافرستان میں داخل ہونے کا ہے تو لامحالہ خصوصی سامان وہ لوگ ساتھ لے گئے ہوں گے''...... شاگل نے یکلخت چیخ کر بولتے ہوئے کہا تو پاریتی کے چہرے پر قدرے ناگواری کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کر لیا۔

''وہ جتنا بھی بڑا عفریت ہو لیکن آپ سے...... مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ آپ سے بچ نہیں سکتا''...... پاریتی نے رک رک کر کہا کیونکہ شاگل کا چہرہ غصے سے جل سا اٹھا تھا۔ ظاہر ہے پاریتی یہ کہنے جا رہی تھی کہ عمران جتنا بھی بڑا عفریت ہو وہ شاگل سے بڑا عفریت تو نہیں ہو سکتا اور اس بات پر شاگل کو غصہ ہی آنا تھا لیکن پاریتی شاگل کے چہرے پر غصے کے تاثرات کو دیکھتے ہی بر وقت سنبھل گئی تھی۔

''ڈائریکٹ فون سے لعل رام کا نمبر ملاؤ۔ میں خود اس سے بات کرتا ہوں''...... شاگل نے میز پر پڑے ہوئے تین فون سیٹس میں

سے ایک فون سیٹ پاریتی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا تو پاریتی نے فائل کھولی اور پھر رسیور اٹھا کر فائل کو دیکھتے ہوئے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کرنے لگی۔

''یس۔ فیروز بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے لعل رام نے اپنا کوڈ نام بولتے ہوئے کہا۔

''پاریتی بول رہی ہوں''...... پاریتی نے کہا۔

''ایک منٹ مس۔ میں ذرا فاصلے پر چلا جاؤں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو مس۔ ابھی تو آپ سے بات ہوئی تھی۔ کوئی نئی بات تو اس دوران سامنے نہیں آئی''...... دوسری طرف سے لعل رام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف شاگل سے بات کرو''...... پاریتی نے کہا اور ایسے لہجے میں کہا جیسے دھمکی دے رہی ہو اور رسیور شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیلو۔ شاگل بول رہا ہوں۔ سنا تم نے''...... شاگل نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ وہ اپنے ماتحتوں سے اسی انداز میں بات کیا کرتا تھا۔

''یس چیف۔ لعل رام بول رہا ہوں پاکیشائی علاقے کا تال سے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''عمران کے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔ کتنے مرد اور کتنی عورتیں اور کس قسم کا سامان ہے ان کے پاس''...... شاگل نے تیز لہجے میں

کہا۔

''سر۔ عمران کے ساتھ تین مرد اور دو عورتیں ہیں ہے اور سامان بھی وہی عام سا ہے ایک ایک بریف کیس''...... لعل رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ عمران کافرستان کے خلاف حرکت میں آ رہا ہے لیکن اب تم کہہ رہے ہو کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کاتال کی سیر کے لئے آیا ہوا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا''۔ شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ کاتال پہاڑی علاقہ ہے اور کافرستان کے بھوشن سلسلہ کوہ سے ملحقہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عمران اس بار بذریعہ ہوائی جہاز یا ٹرین سے کافرستان آنے کی بجائے پہاڑی راستے سے پیدل بھوشن پہاڑی علاقے میں داخل ہو جائے۔ ویسے اس کی حرکات سے تو ایسا محسوس نہیں ہو رہا''...... لعل رام نے جواب دیا۔

''اوکے۔ جب تک عمران اور اس کے ساتھی واپس نہ جائیں۔ تم نے انہیں چیک کرتے رہنا ہے۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو تم نے فوراً پاریتی کو رپورٹ کرنی ہے۔ یہ مشن ہوا تو اس کی انچارج پاریتی ہوگی''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھا ہی تھا کہ دوسرے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ فون سیکرٹری سے متعلق فون تھا۔ اس نے اس کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے کہا۔

''پاکیشیا سے کے تھری رانا کی کال ہے۔ وہ آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتا ہے''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... شاگل نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں کے تھری رانا بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ تم نے رپورٹ دی تھی کہ عمران کافرستان کے خلاف حرکت میں آ رہا ہے لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کاتال کے پہاڑی علاقے کی سیر کرتا پھر رہا ہے''...... شاگل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اس دوران میں نے مزید کوشش کی تو پتہ چلا کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کاتال سے بھوشن جا رہا ہے''...... کے تھری رانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسے معلوم ہوا ہے تمہیں۔ بولو''...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سر۔ ہم نے جب مزید معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ایک بڑی خصوصی جیپ ایک پہاڑی ڈرائیور سمیت دارالحکومت سے کاتال عمران کے پاس بھیجی جا رہی ہے۔ یہ انتظام یہاں کے ایک کلب مینجر نے کیا تھا لیکن ہمیں اطلاع مل گئی۔ ہم نے اس ڈرائیور

کو کور کیا تو اس نے بھاری رقم لے کر بتایا کہ وہ جیپ لے کر کافرستانی پہاڑی سلسلے بھوشن کچھ لوگوں کو چھوڑنے جا رہا ہے۔ پھر وہ جیپ لے کر روانہ ہو گیا۔ اس طرح یہ اطلاع حتمی ہے''...... رانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم نے بڑا اہم کام کیا ہے۔ تمہیں اس کا بھاری انعام ملے گا۔ وری گڈ۔ پھر بھی خیال رکھنا''...... شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون سیٹ کے نچلے حصے میں موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سائنس سیکرٹری موہن لال سے بات کراؤ''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''سائنس سیکرٹری سے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں چیف''۔ پاریتی نے پوچھا۔

''تم بچوں سے بھی بدتر ہو۔ تمہیں اتنا خیال نہیں آیا کہ عمران جیسا شیطان اپنے ساتھیوں سمیت بھوشن پہاڑی سلسلہ میں مشن کے لئے آ رہا ہے نانسنس۔ وہ لازماً یہاں کسی لیبارٹری یا کسی خصوصی تنصیب کے خلاف کام کرنے آ رہا ہے۔ اس لئے سائنس سیکرٹری سے پوچھنا ضروری ہے تاکہ اصل بات سامنے آ جائے اور

اس کے مطابق دفاعی پلان بنایا جائے''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کے سامنے تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے چیف۔ آپ جیسی سوچ تو شاید کسی کی بھی نہ ہو۔ میں انکل پرائم منسٹر کے سامنے بھی آپ کی تعریف کرتی رہتی ہوں''...... پاریتی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''پھر پرائم منسٹر صاحب کیا کہتے ہیں''...... شاگل، پرائم منسٹر والی بات سن کر سارا غصہ بھول گیا۔

''وہ بھی آپ کی بے حد تعریفیں کرتے ہیں''...... پاریتی نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے کہا۔

''جناب سیکرٹری سائنس لائن پر ہیں۔ بات کیجئے''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو۔ میں شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''...... شاگل نے اپنا پورا عہدہ دوہراتے ہوئے کہا۔

''موہن لال بول رہا ہوں چیف شاگل۔ کوئی خاص بات''۔ دوسری طرف سے ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا بھوشن پہاڑی سلسلے

میں کافرستان کی کوئی سائنسی لیبارٹری موجود ہے''...... شاگل نے کہا۔

''آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... سیکرٹری سائنس نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ سیکرٹ سروس کو پاکیشیا سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا سے براہ راست بھوشن پہاڑی سلسلہ جانے والی ہے اور ان لوگوں کا ٹارگٹ عام طور پر کوئی سائنسی لیبارٹری ہی ہوتی ہے''...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ مجھے دس منٹ بعد فون کریں۔ میں اس بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کرلوں''...... سیکرٹری سائنس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''سیکرٹری سائنس کو حتمی طور پر علم نہیں ہے جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کے خلاف کام کرنے آ رہے ہیں تو انہیں اس بارے میں حتمی اطلاعات ہوں گی۔ یہ ہماری غفلت اور ناکامی ہے''...... پاریتی نے کہا۔

''تنقید مت کیا کرو۔ کام کیا کرو بس''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں پاریتی کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

''سر۔ کیوں نہ ہم کافرستان میں موجود تمام چھوٹی بڑی لیبارٹریوں کے بارے میں فائلیں بنا کر رکھیں اور وقتاً فوقتاً ان کا

سیکورٹی سسٹم چیک کرتے رہیں''...... پاریتی نے اپنی ہی دھن میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹریوں کی سیکورٹی ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے۔ اس معاملے میں ہم عام حالات میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتے''...... شاگل نے کہا اور اس بار پاریتی اثبات نے سر ہلا دیا۔

''آپ واقعی بے حد ذہین ہیں''...... پاریتی نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''تم واقعی اچھے ذہن اور اچھے دل کی مالکہ ہو لیکن یہ بتادوں کہ عمران اور اس کے ساتھی عام انسان تو کیا، عام ایجنٹس بھی نہیں ہیں۔ وہ حد درجہ شاطر اور تیز طرار لوگ ہیں۔ اس لئے ان سے مقابلے کے وقت تمہیں بے حد چوکنا رہنا ہو گا''...... شاگل نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ میں آپ کی شاگرد ہوں۔ آپ سے ہی تو میں نے سب کچھ سیکھا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ پاریتی کیسے ان کے مقابلے میں کامیاب ہوتی ہے۔ میرے ہاتھوں ہی ان کا عبرت ناک انجام ہو گا''...... پاریتی نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں''...... شاگل نے کہا اور اسی لمحے شاگل نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری سائنس سے بات کراؤ"...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"سیکرٹری سائنس صاحب سے بات کیجئے"...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ شاگل بول رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا نام اور عہدہ بتاتے ہوئے کہا۔

"چیف شاگل۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق پہلے بھوشن سلسلہ کوہ میں ایک علاقہ دروپدی۔ میں ایک لیبارٹری تھی جس میں ایک مخصوص دفاعی روبوٹ اور ان میں نصب کرنے کے لئے ٹریسنگ آلہ جس سے کسی بھی لیبارٹری کی تفصیلات اور تصاویر حاصل کی جا سکیں تیار کیا جا رہا تھا اس آلے کا نام لائم لائٹ ہے۔ پاکیشیا نے اس لائم لائٹ کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے اپنے علاقے میں ایک مخصوص آلہ نصب کر رکھا تھا جس سے اس لیبارٹری میں ہونے والے کام کو نہ صرف چیک کیا جا سکتا ہے بلکہ اسے چوری بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ آلہ چونکہ سگنلز پر کام کرتا تھا اس لئے اسے چھپایا نہ جا سکتا تھا اس لئے ہمیں معلوم ہو گیا۔ اس پر ہم نے ایک ڈاجنگ پروگرام بنایا اور اس لیبارٹری سے لائم

لائٹ پر کام کرنے والے سائنسدانوں اور فارمولے کو نکال کر ایک اور لیبارٹری پہنچا دیا۔ وہاں سائنسدان اس پر کام کر رہے ہیں جبکہ یہاں بھی ہم نے یہی شو کیا کہ یہاں لائم لائٹ پر کام ہو رہا ہے تاکہ جو معلومات پاکیشیا تک پہنچیں وہ ان کے کام نہ آ سکیں لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ روسیاہ کے سائنسدانوں نے اپنے خصوصی سیٹلائٹ میں ایسی مشینری نصب کر دی ہے جس سے اس آلے کو بے کار کیا جا سکتا ہے۔ کافرستان حکومت کی درخواست پر روسیاہ حکومت نے پاکیشیائی آلے کو بے کار کر دیا۔ اب اس آلے کی مدد سے لیبارٹری کو چیک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی اطلاع ایک خط کی صورت میں روسیاہ سے کارمن اور کارمن سے کافرستان پہنچ چکی ہے۔ ایسا اس لئے کیا گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو معلوم نہ ہو سکے لیکن ابھی یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ لائم لائٹ کو واپس اس لیبارٹری میں لایا جائے یا اس کو وہیں مکمل کیا جائے جہاں اس پر اب کام ہو رہا ہے"...... سیکرٹری سائنس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے سر کہ پاکیشیا کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ان کے آلے کو ناکارہ کر دیا گیا ہے اس لئے اب انہوں نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے یا اس لائم لائٹ آلے کو حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھیجنے کا پروگرام بنایا ہے"۔ شاگل نے کہا۔

''لیکن وہ لیبارٹری تو ڈاجنگ کے لئے استعمال کی جا رہی ہے۔ وہاں سے لائم لائٹ پر کام کرنے والے سائنسدانوں اور فارمولے کو ہٹا لیا گیا ہے۔ اب وہاں تین سائنسدان عام سے فارمولوں پر کام کر رہے ہیں''...... سیکرٹری سائنس نے حیران ہو کر کہا۔

''انہیں تو نہیں معلوم۔ وہ تو یہی سمجھیں گے کہ روسیاہی سیٹلائٹ کی وجہ سے ان کا آلہ ناکارہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اب وہ خطرے کی زد میں آ گئے ہیں''...... شاگل نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ لائم لائٹ کو واپس دروپدی میں موجود لیبارٹری میں نہ لایا جائے''۔ سیکرٹری سائنس نے کہا۔

''وہاں موجود سائنسدانوں کو تو علم ہو گا کہ لائم لائٹ کو کہاں بھیجا گیا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... سیکرٹری سائنس نے کہا۔

''وہ ان میں سے کسی ایک کو اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کر لیں گے۔ اس لئے ایک تو آپ فوری طور پر وہاں سے تمام قیمتی مشینری اور ان سائنسدانوں کو نکال لیں۔ ہم وہاں کی نگرانی شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح آسانی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکار کھیلا جا سکتا ہے اور آپ اس لیبارٹری کو خفیہ رکھیں جہاں لائم لائٹ پر کام ہو رہا ہے لیکن ہمیں ضرور بتا دیں تا کہ ہم اس کی طرف سے باخبر رہیں''...... شاگل نے کہا۔

''آپ کی تجویز ٹھیک ہے۔ میں پرائم منسٹر سے اجازت لے کر

یہ کام آج ہی کروا دیتا ہوں۔ دوسری لیبارٹری جہاں لائم لائٹ پر کام ہو رہا ہے وہ خلیج بنگال میں واقع جزیرہ نیلور پر ہے جہاں انتہائی گھنے جنگلات ہیں اور وہاں ایئر فورس کا خصوصی سپاٹ ہے۔ اس جزیرے پر ایئر فورس کا کنٹرول ہے۔ تھوڑی سی آبادی ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ اس جزیرے پر سوائے خصوصی اجازت یافتہ افراد کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے وہاں لیبارٹری انتہائی محفوظ ہے اور اسے خفیہ بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس لیبارٹری میں صرف لائم لائٹ پر ہی کام نہیں ہو رہا بلکہ یہاں چند ایسے فارمولوں پر بھی کام ہو رہا ہے کہ ان کے تیار ہونے کے بعد کافرستان دنیا کی بڑی چند طاقتوں میں سے ایک بڑی طاقت بن جائے گا اور پھر پاکیشیا ہمارے رحم و کرم پر ہو گا۔ ہم جب چاہیں گے اسے ختم کر سکیں گے''...... سیکرٹری سائنس نے بڑے فاتحانہ انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ آپ یہ کارروائی کرا دیں۔ پھر مجھے اطلاع دے دیں تا کہ میں وہاں بھوشن لیبارٹری میں اپنے سیکشن کو بھیج کر آنے والوں کا خاتمہ کرا دوں''...... شاگل نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

''اب یہ کام تم نے کرنا ہے۔ اپنے ساتھ دس بارہ آدمی لے جاؤ اور وہاں پاکیشیا سے آنے والی اس جیپ کو میزائلوں سے اڑا

دو۔ وہاں یہ کام تم انتہائی آسانی سے کر لو گی کیونکہ وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ہمیں ان کی آمد کی اطلاع ہی نہیں ہے“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف۔ میں ان کی لاشوں کے ٹکڑے یہاں آپ کے قدموں میں لا رکھوں گی“...... پاریتی نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”گڈ لک“...... شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ اپنے پیروں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھ رہا ہو۔

کاتال پاکیشیا کے پہاڑی سلسلے میں ایک ایسا پر فضا مقام تھا جو دنیا میں جنت کے نام سے مشہور تھا وہاں چونکہ ہر موسم میں پوری دنیا سے سیاح آتے رہتے تھے اس لئے وہاں کافی زیادہ تعداد میں چھوٹے بڑے ہوٹل موجود تھے۔ ان میں سب سے بڑا ہوٹل کاتال ہوٹل تھا جو مکمل طور پر لکڑی سے بنایا گیا تھا اور یہ چار منزلہ تھا لیکن فرشوں اور دیواروں پر ایسا ربڑ لگایا گیا تھا کہ لکڑی کے فرش پر چلنے کے باوجود آواز نہیں آتی تھی اور نہ ہی دیوار پر ہاتھ مارنے سے کوئی آواز نکلتی تھی۔ ویسے بھی یہ ہوٹل کاتال کی قدیم ثقافت کا علمبردار تھا۔ وہاں ہر طرف قدیم ثقافتی اشیاء رکھی گئی تھیں۔ دیواروں پر ایسی نقاشی کی گئی تھی جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ اس ہوٹل کے ایک بڑے کمرے میں اس وقت عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ اس کے ساتھیوں میں صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، جولیا اور صالحہ شامل تھے۔ وہ سب پاکیشیا کے دارالحکومت سے کاتال تک

چلنے والی جدید بس میں سفر کر کے یہاں پہنچے تھے۔ گو سب نے کاروں کے ذریعے یہاں آنے کی بات کی تھی لیکن عمران نے انہیں یہ کہہ کر خاموش کرا دیا تھا کہ انہوں نے آگے کافرستانی پہاڑی سلسلے میں داخل ہونا ہے۔ انہیں یہاں آئے تین روز ہو چکے تھے اور اس دوران سوائے سیاحت کے انہوں نے اور کچھ نہیں کیا تھا۔

''عمران صاحب۔ آخر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں جبکہ ہماری باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے لیکن یوں لگتا ہے کہ آپ یہاں واقعی سیاحت کرنے آئے ہیں''...... صفدر نے اچانک دوسری باتیں چھوڑ کر براہِ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں۔ کب کافرستان جانا ہے اور کیوں۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''بڑی مشکل سے چیف کو چکر دے کر اس خوبصورت مقام پر سیاحت کے لئے خود بھی آیا ہوں اور تمہیں بھی ساتھ لایا ہوں لیکن لگتا ہے کہ تمہیں سیر و سیاحت پسند نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا، سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور چونکہ یہ کمرہ عمران کے نام پر بک تھا اس لئے عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اپنے

مخصوص انداز میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس نہیں کیا گیا تھا اس لئے ٹائیگر کی آواز صرف عمران ہی سن سکتا تھا۔

''ہزار بار سمجھایا ہے کہ ٹائیگر بولا نہیں کرتے، غرایا اور دھاڑا کرتے ہیں لیکن تم پھر بولنا شروع کر دیتے ہوئے ہو''...... عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

''باس کے سامنے تو ٹائیگر بولنا بھی بھول جاتا ہے۔ غرانا اور دھاڑنا تو ایک طرف رہا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ چونکہ اس کی آواز اس بار سب نے سن لی تھی اس لئے وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''اچھا چلو اب بولنا شروع کر دو''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ایک ڈرائیور مل گیا ہے جو سرحدی پہاڑی علاقے پاسیری کا رہنے والا ہے اور وہیں سمگلروں کے تحت پاکیشیا سے کافرستان ٹرک چلاتا رہا ہے اس لئے وہ وہاں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور اچھا ڈرائیور بھی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''قابل اعتماد بھی ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ بظاہر تو قابل اعتماد ہی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے اس ڈرائیور کا''...... عمران نے پوچھا۔

''احسان''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اسے جیپ سمیت کا تال بھجوا دو''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کس علاقے میں سفر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کو ڈرائیور کی ضرورت پڑی ہے ورنہ اس سارے علاقے کو تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''دروپدی علاقے میں باقاعدہ سڑک کا سفر بغیر کافرستان حکومت کے خصوصی اجازت نامے کے نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ہم نے ایسے راستوں سے سفر کرنا ہے جنہیں سمگلر اختیار کرتے ہیں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تو آپ تفصیل بتا دیں''...... صفدر نے بے چارگی سے پُر لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب ہنس پڑے۔

''اب وقت آ گیا ہے کہ تم نہ بھی پوچھتے تو میں بتا دیتا''۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھول کر اس پر بیرونی طرف چسپاں کسی چیز کو اتارا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ کھولا تو اس کی ہتھیلی پر ایک چھوٹا سا مکھی کے سائز کا سپیشل ڈکٹا فون موجود تھا۔ عمران نے اسے فرش پر پھینکا اور پھر بوٹ کی ایڑی سے اسے کچل کر پرزوں میں تبدیل کر دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ اس ڈرائیور تک نہ پہنچ جائیں۔ آپ نے اس کا نام پوچھ کر اس کی شناخت ممکن بنا دی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ٹائیگر نے اسے وہاں سے فوری روانہ کر دینا ہے اور اگر اس تک پہنچ بھی جائیں تو وہ کیا بتائے گا''...... عمران نے کہا اور اس بار صفدر اور دیگر ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی ہم کچھ نہیں جانتے تو وہ ڈرائیور کیا جانتا ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''مختصر پس منظر تمہیں بتا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے کارمن سیکرٹ سروس کے چیف جونیئر کے فون آنے سے لے کر خط وصول کرنے تک اور پھر خط کی تحریر کے بارے میں بتا کر آخر میں سرداور سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

''تو اب ہم نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ کیا صرف اس لائٹ کو لانا ہے یا اس کا فارمولا بھی حاصل کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم نے اس کا فارمولا بھی لانا ہے اور اس لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے تاکہ وہ طویل عرصہ تک اسے دوبارہ تیار نہ کر سکیں اور اس دوران ہم اس کا اینٹی بھی تیار کر لیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ پہلے ہمیں روسیاہ کو کوئی سبق سکھانا چاہئے جس نے کافرستان سے مل کر ہمارے خلاف سازش کی ہے''۔ صالحہ

نے کہا۔

''یہ کام سرداور کا ہے کہ وہ ان کے خصوصی سیٹلائٹ کے بارے میں تفصیلات حاصل کر کے ایسے انتظامات کریں گے کہ روسیاہی خصوصی سیٹلائٹ کی تمام مشینری مکمل طور پر اس طرح بلاک کر دی جائے کہ وہ سیٹلائٹ کی بجائے کباڑ بن کر خلا میں گھومتا رہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اس سارے علاقے کا نقشہ حاصل کر لیا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ وہ تو میں بھول گیا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکال کر اسے کھولا اور سامنے میز پر پھیلا دیا اور وہ سب اپنی اپنی کرسیاں کھسکا کر میز کے قریب ہو گئے۔

''یہ دیکھیں۔ یہاں ہیں ہم اور یہ نشان جو میں نے ڈالا ہے۔ میرے اندازے کے مطابق لیبارٹری یہاں ہونی چاہئے''...... عمران نے ایک جگہ پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ آپ نے اس لیبارٹری کا محل وقوع کنفرم نہیں کرایا''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اس لئے کہ کافرستان کی طرف سے بھی اس لیبارٹری کا کوئی باقاعدہ راستہ نہیں ہے کیونکہ دروپدی علاقے میں کوئی باقاعدہ

سڑک ہے ہی نہیں اور لیبارٹری اسی علاقے میں ہی ہے۔ اس لئے اندازہ ہی لگایا جا سکتا ہے باقی وہاں جا کر اسے تلاش کریں گے''۔ عمران نے کہا۔

''وہاں کیا اس پر کافرستانی جھنڈا لہرا رہا ہو گا''...... خاموش بیٹھے تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''جھنڈا نہیں تو بہرحال کوئی انٹینا تو ہو گا''...... عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''انٹینا کیسے اوپن رکھا جا سکتا ہے''...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب مذاق کر رہے ہیں اور تم غصہ کھا رہے ہو۔ ویسے تنویر کی بات درست ہے ہمیں پہلے اس کا محل وقوع کنفرم کرانا چاہئے تاکہ ہم دشمن کے پہاڑی علاقے میں احمقوں کی طرح مارے مارے نہ پھرتے رہیں اور ہمیں اچانک گولیوں یا میزائلوں کا نشانہ نہ بنا دیا جائے''...... صفدر نے لمبی بات کرتے ہوئے کہا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''تمہیں احمقوں کی طرح وہاں گھومنے پھرنے پر اعتراض ہے تو دانشوروں کی طرح وہاں گھومنا شروع کر دینا۔ نتیجہ یہ کہ کسی چٹان سے نیچے گر کر گردن تڑوا لو گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ مذاق میں بات کو ٹال رہے ہیں۔ اصل

بات بتائیں کہ ہم وہاں لیبارٹری کو کیسے ٹریس کریں گے۔ آج کل اوپن لیبارٹری بنانے کا تو رواج ہی نہیں رہا۔ پہاڑی علاقے میں بھی کسی بڑے کریک کے اندر یا بڑے غار کے اندر مزید کھدائی کر کے لیبارٹری بنائی جاتی ہے۔ اس لئے باہر سے تو اسے ٹریس کرنا ناممکن ہو گا''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں سوچ رہا تھا کہ جیپ اور ڈرائیور آ جائے۔ پھر اس بارے میں سوچیں گے لیکن اگر تم بضد ہو تو چلو ابھی پتہ لگا لیتے ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا اور فون پر ہوٹل ایکسچینج کی بجائے ڈائریکٹ ایکسچینج سے رابطہ ہو جانے کا چھوٹا سا بلب جلتے ہی اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے بعد کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ازاں کاتال ہوٹل بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''کاتال۔ تو آپ کاتال کی سیر وسیاحت میں مصروف ہیں۔ حکم فرمائیں''...... ناٹران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تمہارے ذمے چیف نے ایک کام لگایا تھا کاتال سے ملحقہ علاقے کے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''جی صاحب۔ وہ کام میں نے کر لیا ہے اور ابھی میں چیف کو اطلاع دینے ہی لگا تھا''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''چیف سے پہلے چیف کے نمائندہ خصوصی کو اطلاع دو''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے جناب۔ جو کام میری ذمے لگایا گیا تھا وہ دروپدی علاقے میں کشان پہاڑی کے نیچے موجود ہے اور کشان پہاڑی کی مخصوص نشانی اس کی چوٹی کا آخری حصہ کسی سلیٹ کی طرح ہے''۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے خود راؤنڈ لگایا ہے یا صرف معلومات حاصل کی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے ایک ایسے سائنسدان کو ٹریس کر لیا تھا جس نے طویل عرصہ تک اس میں کام کیا تھا۔ پھر وہ ریٹائر ہو گیا۔ اس نے یہ تفصیل بتائی ہے اور وہ جھوٹ نہیں بول سکتا''...... ناٹران نے کہا۔

''اوکے۔ اب چیف کو براہ راست رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کیا خیال ہے اتنے پیسوں میں ایک رپورٹ ہی دی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ناٹران ہنس پڑا۔ اس نے رابطہ منقطع کر دیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر نقشے پر جھک گیا۔

"یہ ہے کشان پہاڑی"...... عمران نے ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہاں مارکر سے گول دائرہ ڈال دیا۔

"کیا نقشے پر پہاڑیوں کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہر پہاڑی کے نہیں۔ خاص خاص پہاڑیوں اور علاقوں کے"۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ سب کاتال سے کشان پہاڑی تک کا راستہ مارک کرتے رہے لیکن جس علاقے میں یہ پہاڑی تھی وہاں واقعی کوئی باقاعدہ راستہ نہ تھا۔ اس لئے آخرکار وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ عمران نے اس علاقے میں آنے جانے والے ڈرائیور کی خدمات حاصل کر کے واقعی عقلمندی سے کام لیا ہے۔

پاریتی اپنے آفس میں بیٹھی سامنے میز پر پھیلے ہوئے ایک نقشے کو بغور دیکھ رہی تھی وہ اپنے دو ساتھیوں سمیت لیبارٹری والے پورے علاقے کا پاکیشیائی سرحد تک راؤنڈ لگا آئی تھی اور ان تمام راستوں کا بغور جائزہ لے آئی تھی جہاں سے پاکیشیائی ایجنٹوں کی جیپ گزر کر لیبارٹری پہنچ سکتی تھی اور اب وہ نقشے کو بغور اس لئے دیکھ رہی تھی کہ کہاں کہاں وہ اپنے آدمیوں کو تعینات کرے کہ وہ جیپ کو سو فیصد نشانہ بنا سکیں۔ پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے مارکر سے اس نے تین جگہوں پر نشانات لگائے۔ کچھ دیر تک وہ ان پوائنٹس کو دیکھتی رہی۔ پھر ایک اطمینان بھرا سانس لے کر اس نے ایک دائرے پر دوسرا دائرہ لگا دیا۔ یہ پوائنٹ اس نے اپنے لئے منتخب کیا تھا جبکہ دوسرے دو پوائنٹس پر اس کے ساتھی تعینات رہیں گے جن کا اس سے ٹرانسمیٹر پر مسلسل رابطہ رہے گا۔ وہ چند لمحے مزید سوچتی رہی۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے

دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس میڈم۔ راج بول رہا ہوں''...... دوسری طرف رابطہ ہوتے ہی اس کے اسسٹنٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میرے آفس آ جاؤ''...... پاریتی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیکن ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ راج تھا۔

''بیٹھو''...... پاریتی نے کہا اور راج ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یہ نقشہ دیکھو۔ اس پر میں نے تین اسپاٹس منتخب کر کے وہاں نشانات لگائے ہیں اور جہاں ڈبل دائرہ لگا ہوا ہے یہاں میں خود رہوں گی۔ باقی ہر اسپاٹ پر تین تین افراد ہوں گے جن کا رابطہ ٹرانسمیٹر کے ذریعے مسلسل مجھ سے رہے گا۔ ڈبل دائرے والے اسپاٹ پر بھی میرے ساتھ دو ساتھی ہوں گے''۔ پاریتی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یس میڈم۔ آپ نے بہترین لوکیشنز کا انتخاب کیا ہے''۔ راج نے نقشے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اب ساتھیوں کا انتخاب تم نے کرنا ہے اور یہ کام فوری ہونا ہے کیونکہ یہاں سے اس علاقے کا فاصلہ کافی ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا کچھ پتہ نہیں کہ کس وقت یہاں کے لئے روانہ ہو جائیں البتہ میں اس وقت یہاں سے ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچوں گی جب پاکیشیا سے ایجنٹوں کی روانگی کی اطلاع مل جائے گی''...... پاریتی

نے کہا۔

''اور اگر کئی روز تک پاکیشیائی ایجنٹس روانہ نہیں ہوئے تو پھر کیا کیا جائے گا۔ وہاں تو کافی سردی ہو گی''...... راج نے کہا۔

''سنگل ملٹری خیمے لے جاؤ ساتھ۔ اگر ایسا ہو تو رات کسی غار میں خیمے لگا کر گزاری جا سکتی ہے۔ ویسے سردیوں کی مخصوص یونیفارمز بھی پہنی جا سکتی ہیں۔ یہ تمام بندوبست تم نے کرنا ہے۔ ہمیں ہر حالت میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے اور وہاں ضروری اسلحہ ساتھ لے جانا ہے جس میں دور مار رائفلوں کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر ائزڈ میزائل گنیں بھی شامل ہوں تاکہ یہ لوگ کسی بھی صورت بچ کر نہ جا سکیں''...... پاریتی نے کہا۔

''ٹھیک ہے میڈم۔ ہم شکار کے لئے مکمل سامان ساتھ لے جائیں گے''...... راج نے مسکراتے ہوئے کہا تو پاریتی نے بھی ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب مجھے اجازت تاکہ میں بندوبست کر سکوں''...... راج نے کہا۔

''او کے۔ وہاں پہنچ کر مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا''...... پاریتی نے کہا۔

''ہم بھی ہیلی کاپٹر پر ہی جائیں گے ورنہ جیپوں کو وہاں چھپانا مسئلہ بن جائے گا''...... راج نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ یہ اینگل تو میرے ذہن میں آیا ہی

نہیں۔ ٹھیک ہے ایسا ہی کرو''...... پاریتی نے کہا تو راج سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ نقشہ وہ ساتھ لے گیا تھا اور پاریتی کو معلوم تھا کہ وہ کہے بغیر بھی آفس میں موجود فوٹوسٹیٹ مشین سے نقشے کی کاپی کرا کر خود رکھے گا اور نقشہ اسے واپس بھجوا دے گا اور ایسے ہی ہوا کہ آدھے گھنٹے بعد اس نے نقشہ واپس بھجوا دیا۔ پھر نجانے کتنی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پاریتی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... پاریتی نے کہا۔

''چیف شاگل سے بات کریں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو چیف۔ میں پاریتی بول رہی ہوں''...... پاریتی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ ابھی ابھی پاکیشیا سے حتمی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران کی سربراہی میں لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کے لئے روانہ ہوئے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق وہ دس بارہ گھنٹوں کے سفر کے بعد اس علاقے میں پہنچ جائیں گے جہاں یہ لیبارٹری موجود ہے۔ گو لیبارٹری خالی کر دی گئی ہے۔ وہاں سے سائنسدانوں اور قیمتی مشینری کو نکال لیا گیا ہے۔ اب وہاں صرف سیکورٹی گارڈز موجود ہیں۔ تم نے کوئی بندوبست کیا ہے اس سلسلے میں یا نہیں''...... شاگل نے کہا۔

''چیف آپ کے حکم پر میں نے کام تو کل سے ہی شروع کر دیا ہے۔ پہلے میں نے خود جیپ پر بیٹھ کر اس پورے علاقے کا راؤنڈ لگایا ہے اور ایسے پوائنٹس چیک کئے ہیں جہاں سے پاکیشیائی ایجنٹوں کی جیپ نے لازمی گزرنا ہے۔ پھر میں نے تین پوائنٹس پر نشان لگائے ہیں اور ان تینوں پوائنٹس پر میرے گروپ کے افراد مکمل طور پر مسلح ہو کر پہنچ چکے ہیں۔ مجھے آپ کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا۔ اب اطلاع مل گئی ہے۔ اب میں خود بھی وہاں کے لئے روانہ ہو جاؤں گی''...... پاریتی نے کہا۔

''تم نقشہ لے کر میرے پاس پہنچو۔ پہلے میرے ساتھ ڈسکس کرو کیونکہ تمہارا واسطہ اس شیطان کے ساتھ پہلی بار پڑ رہا ہے جبکہ میں اس کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں خود اس کے خلاف کام کرتا لیکن چونکہ لیبارٹری خالی ہے۔ اس لئے میں تمہیں یہ موقع دے رہا ہوں کہ تم یہ اعزاز حاصل کر لو''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ میں آ رہی ہوں''...... پاریتی نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھ دیئے جانے کی آواز سنائی دی تو پاریتی نے بھی رسیور رکھ دیا۔ پھر میز کی دراز کھول کر اس میں موجود نقشہ نکال کر وہ اٹھی اور آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار شاگل کے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ آفس پہنچ کر اس نے پہلے شاگل کو اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی اور پھر اجازت ملنے پر وہ شاگل کے آفس میں داخل ہو گئی۔

"نقشہ لے آئی ہو اس علاقے کا"...... شاگل نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس چیف"...... پاریتی نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کو کھول کر اس میں سے ایک نقشہ نکالا اور اسے کھول کر اس نے شاگل کے سامنے رکھ دیا اور خود سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

"چیف۔ یہ ہے پاکیشیائی علاقہ۔ یہاں سے وہ ہمارے علاقے میں داخل ہوں گے اور یہاں ہے ہماری لیبارٹری"...... پاریتی نے انگلی کی مدد سے سپاٹس دکھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں"...... شاگل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہیں وہ تین پوائنٹس جو میں نے منتخب کئے ہیں"...... پاریتی نے ایک ایک کر کے تینوں پوائنٹس کی نشاندہی کر دی۔

"ان تین پوائنٹس کا مطلب ہے کہ تم نے عمران کی آمد کے یہ راستے منتخب کئے ہیں کہ عمران ان راستوں میں کسی ایک راستے سے لیبارٹری پہنچے گا اور تم اسے ہٹ کر دو گی"...... شاگل نے کہا۔

"یس چیف"...... پاریتی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تم احمق ہو۔ نانسنس ہو۔ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ عمران کتنا بڑا شیطان ہے۔ تم جیسوں پر اعتماد کرنا میری حماقت تھی"...... شاگل نے یکلخت غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا تو پاریتی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ شاگل

اچانک کیوں اس طرح بگڑ گیا ہے۔

"آئی ایم سوری چیف۔ اب آپ جیسی عقل تو مجھ سمیت کسی میں بھی نہیں ہو سکتی"...... پاریتی نے اپنے مزاج کے مطابق خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"احمق عورت۔ کیا کہہ رہی ہو۔ اگر تم میں مجھ جیسی عقل کا ہزارواں حصہ بھی موجود ہوتا تو تم اس طرح موت کے منہ میں جانے کا نہ سوچتیں۔ یہ عمران ایسا راستہ اختیار کرے گا جس کے بارے میں تمہارا خیال ہو گا کہ اس راستے سے کوئی لیبارٹری تک پہنچ ہی نہیں سکتا لیکن یہ شیطان پہنچ جائے گا۔ تم نے ان راستوں پر چیکنگ کا سوچا ہے جو آسان ہیں جبکہ ان میں سے جو سب سے مشکل راستہ ہو۔ اس کے مطابق انتظامات بناؤ۔ وہ اس مشکل راستے سے آئے گا"...... شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"وہ تو یہی راستہ ہے۔ انتہائی خطرناک، انتہائی تنگ اور ڈھلوانی۔ اس راستے سے جیپ تو ایک طرف پیدل چل کر بھی آدمی صحیح سلامت منزل تک نہیں پہنچ سکتا"...... پاریتی نے اٹھ کر نقشے پر انگلی رکھ کر اسے چلاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ راستہ سب سے مشکل ہے تو عمران اسے ہی اختیار کرے گا اور تم جیپ کا کہہ رہی ہو وہ اس راستے پر اونٹ ریڑھی بھی چلا سکتا ہے۔ ابھی تمہاری اس سے ملاقات نہیں ہوئی اس لئے

تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ کتنا بڑا شیطان ہے''...... شاگل نے کہا۔

''چیف۔ آپ مجھے اس طرح ڈرا رہے ہیں جیسے عمران انسان نہ ہو کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہو''...... پاریتی نے آخرکار ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں ڈرا نہیں رہا حقائق بتا رہا ہوں۔ اگر تم اس سے ڈرتی ہو تو پھر ہٹ جاؤ میں خود اس سے مقابلہ کروں گا''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ نہیں کہا کہ میں اس سے ڈرتی ہوں۔ میں تو اس کی لاش آپ کے سامنے لا کر رکھوں گی۔ آپ کی بات واقعی درست ہے۔ مجھے خود اس پوائنٹ پر ہونا چاہئے جہاں سے یہ مشکل راستہ گزرتا ہے''...... پاریتی نے کہا۔

''ہاں۔ اب تم درست راستے پر چل رہی ہو''...... شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا تو پاریتی بھی مسکرا دی۔

''اگر ہم گن شپ ہیلی کاپٹر سے ان کی جیپ پر میزائل فائر کر دیں تو یہ زیادہ بہتر نہیں رہے گا''...... پاریتی نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن تم اس ہیلی کاپٹر میں خود نہیں بیٹھو گی کیونکہ وہ لوگ ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر ہی الرٹ ہو جائیں گے اور پھر ہیلی کاپٹر کو بڑی آسانی سے فضا میں ہی اڑایا جا سکتا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں تو اب یہی کیا جا سکتا ہے کہ ہم لیبارٹری کے سامنے پہنچ کر اسے گھیر لیں۔ یہ لوگ بہرحال وہیں پہنچیں گے تو انہیں ختم کر دیا جائے''...... پاریتی نے کہا۔

''کتنی بار کہوں کہ یہ عمران کبھی سیدھے راستے سے نہیں آتا۔ یہ لیبارٹری میں بھی سیدھے راستے سے نہیں جائے گا۔ تم فرنٹ کی طرف پکٹنگ کر کے بیٹھی رہ جاؤ گی جبکہ وہ عقبی طرف سے کوئی راستہ تلاش کر کے اپنا کام کر جائے گا۔ اس لئے ایسا بندوبست کرو کہ ہر طرف کا جائزہ لے سکو''...... شاگل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گئی ہوں۔ بے حد شکریہ۔ اب میں وہاں جا کر ایسا اسپاٹ تلاش کرتی ہوں کہ عمران کسی صورت میں نظروں سے نہ چھپ سکے''...... پاریتی نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم ان کی نظروں میں نہ آنا ورنہ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے''...... شاگل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں تاکہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں آپ کے قدموں میں لا کر رکھ سکوں''...... پاریتی نے اٹھتے ہوئے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پاریتی سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کو ڈرائیور احسان پاکیشیا کے دارالحکومت سے لے کر کاتال آیا تھا لیکن عمران نے نقشہ سامنے رکھ کر اس سے راستوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر اسے انعام و اکرام دے کر واپس بھیج دیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران موجود تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ دونوں اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ عقبی حصے میں ایک بڑا سا سیاہ رنگ کا بیگ موجود تھا جس میں ضروری اسلحہ موجود تھا۔

''عمران صاحب۔ ہماری باقاعدہ نگرانی ہوتی رہی لیکن آپ نے کسی کو پکڑ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ یہ نگرانی کون کر رہا تھا اور کیوں کر رہا تھا''...... صالحہ نے کہا۔

''سب کو معلوم ہے کہ یہ نگرانی کون کر رہا ہے۔ کافرستان کے

ایجنٹوں کو کون نہیں جانتا''...... عمران نے کہا۔

''ایسے ایجنٹوں کو گرفتار کیوں نہیں کیا جاتا''...... صالحہ نے جھک کر کہا۔

''تمام ممالک میں ایک خاموش اور بلاتحریر معاہدہ ہے کہ ایسے ایجنٹوں کو جو صرف نگرانی اور رپورٹس کرتے ہیں انہیں کچھ نہ کہا جائے۔ ہمارے آدمی بھی کافرستان میں یہی کام کرتے ہیں لیکن معلوم ہونے کے باوجود انہیں گرفتار نہیں کیا جاتا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم اتنی بڑی جیپ میں جا رہے ہیں جسے دور سے ہی مارک کر لیا جائے گا اور ہمارے بارے میں بہرحال کافرستان یہ رپورٹ پہنچ چکی ہو گی کہ ہم جیپ میں سوار ہو کر لیبارٹری کی طرف چل پڑے ہیں۔ اس کے باوجود کیا وہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لازماً کریں گے لیکن ابھی تو ہم پاکیشیائی علاقے میں ہیں۔ جب ہم ان کے علاقے میں داخل ہوں گے تو وہ کارروائی کریں گے''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''جیپ کو تو ہیلی کاپٹر سے بھی آسانی سے اڑایا جا سکتا ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''جب ہم کافرستان میں داخل ہوں گے تو ایسے راستوں سے گزریں گے جن پر جیپ سفر ہی نہیں کر سکتی۔ ورنہ تو ہمارا خاتمہ

یقینی ہے''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا ہم طویل فاصلہ پیدل چل کر طے کریں گے''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''طویل فاصلہ نہیں بلکہ شارٹ راستہ۔ لیکن بہرحال پیدل تو چلنا پڑے گا''...... عمران نے کہا اور سب نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد عمران نے جیپ ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں اس انداز میں کھڑی کر دی کہ جب تک خاص طور پر چیک نہ کیا جائے اس وقت تک جیپ کو مارک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسلحے کا تھیلا کھول کر ضروری اسلحہ سب نے جیبوں میں ڈال لیا۔ عمران کے گلے میں ایک طاقتور دوربین بھی موجود تھی اور پھر وہ جیپ کو چھوڑ کر آگے بڑھنے لگے۔ یہ واقعی پیدل چلنے کا راستہ تھا۔ پھر وہ سب عمران کی رہنمائی میں ایک قدرتی کریک میں داخل ہو گئے۔ یہ کریک کافی طویل تھا اور اندر اندھیرا تھا۔ لیکن ان سب کے ہاتھوں میں انتہائی طاقتور روشنی ڈالنے والی پنسل ٹارچیں موجود تھیں۔ اس لئے وہ ان کی روشنی میں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

''عمران صاحب۔ یہاں سے لیبارٹری کا فاصلہ کتنا ہو گا''۔ صفدر نے پوچھا۔

''خطرناک ایریا اس کریک کے بعد آئے گا''...... عمران نے کہا

اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے تک مسلسل چلنے کے بعد یہ طویل کریک ختم ہو گیا۔

''اب میری بات سنو۔ ان پہاڑیوں میں فائرنگ کی آوازیں دور دور تک گونج اٹھیں گی۔ اس لئے ہم نے سوائے اشد مجبوری کے فائرنگ نہیں کرنی۔ دوسری بات یہ ذہن میں رکھو کہ ہم لیبارٹری کے عقبی طرف جا رہے ہیں لیکن عقبی طرف سے لیبارٹری کا کوئی راستہ اگر ہے بھی سہی تو ہمیں معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لیبارٹری کا محل وقوع ناٹران نے وزارت سائنس کی خصوصی فائل سے حاصل کیا ہے ورنہ تو شاید ہم اسے ڈھونڈتے ہی رہ جاتے اس لئے ہمیں بہرحال لیباٹری میں داخل ہونے کے لئے فرنٹ کی طرف جانا ہو گا۔ فرنٹ کی طرف یقیناً کافرستان کی کسی نہ کسی فورس نے گھیرا ڈالا ہوا ہو گا۔ ہم لیبارٹری کے اوپر سے ہو کر فرنٹ کی طرف جائیں گے کیونکہ وہ ہمیں نیچے تلاش کر رہے ہوں گے اور اوپر ان کی توجہ نہ ہو گی اور آخری بات یہ کہ ہم نے یہاں سے پہلے فارمولا حاصل کرنا ہے پھر اس لیباٹری کو تباہ کرنا ہے۔ اس لئے سب ہوشیار اور چوکس رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آج سے پہلے تو آپ نے ایسی ہدایات کبھی نہیں دیں۔ اس بار ایسی کیا خاص بات ہے کہ آپ باقاعدہ ہدایات دے رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہ ہمیں بچے سمجھتا ہے اور بڑی بوڑھیوں کی طرح سمجھانا شروع

کر دیتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''تم مجھے بوڑھا کہہ کر کسی کو مجھ سے دور کرنا چاہتے ہو''۔ عمران
نے معنی خیز نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب
بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ صفدر کی بات درست ہے۔ آپ واقعی اس
بار باقاعدہ ہدایات دے رہے ہیں۔ اس کی وجہ''...... صالحہ نے کہا۔
''تم نے تو بہرحال صفدر کی ہی تائید کرنی ہے لیکن یہ ہدایات
اس لئے دی جا رہی ہیں کہ مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق
لیبارٹری کو باقاعدہ گھیرا گیا ہے اور میں اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو
بھی معمولی سا زخمی بھی برداشت نہیں کر سکتا''...... عمران نے اس بار
انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا تو تنویر سمیت سب کے چہرے
بے اختیار کھل اٹھے۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ ہم سب بے حد محتاط رہیں
گے''...... صفدر نے کہا اور عمران نے ٹارچ بند کی اور اسے جیب
میں ڈال کر وہ کریک سے باہر آ گیا۔ ابھی دن کی خاصی تیز روشنی
موجود تھی۔ اس لئے باہر ٹارچ جلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ عمران
کے پیچھے سب ساتھی بھی باہر آ گئے۔
''وہ دیکھو۔ وہ سامنے جو پہاڑی نظر آ رہی ہے جس کا اوپر والا
حصہ سلیٹ جیسا ہے اس پہاڑی کے نیچے لیبارٹری ہے۔ اس کا
دروازہ فرنٹ پر ہے جسے کمپیوٹر کے ذریعے کھولا جا سکتا ہے اور جس

کوڈ کی مدد سے یہ کھلتا اور بند ہوتا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس لئے
یہاں سے آگے تم نے علیحدہ ہو کر ان چٹانوں کی اوٹ لے کر اس
سلیٹ پہاڑی تک پہنچنا ہے۔ علیحدہ علیحدہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ
اکٹھے ہم چیک ہو سکتے ہیں لیکن تم نے پہاڑی کے نیچے نہیں جانا
جب تک میں تمہیں ٹرانسمیٹر پر باقاعدہ کال نہ کروں''...... عمران نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سب کو ہاتھ سے آگے بڑھنے کا
اشارہ کیا تو وہ سب بکھر کر چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے
بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب عمران کی نظروں سے
غائب ہو گئے تو عمران نے سامنے کی بجائے دائیں طرف سے
آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ پھر کافی فاصلے پر آنے کے بعد وہ ایک
چٹان پر چڑھ کر لیٹ گیا اور اس نے گلے میں موجود دوربین کو
آنکھوں سے لگا لیا اور بڑی باریک بینی سے ادھر ادھر کی پہاڑیوں کو
چیک کرنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے جیسے ہی رخ موڑا وہ
بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کافی دور پہاڑی کی اونچائی پر ایک
غار میں سے مشین گن کی نال کو باہر جھانکتے دیکھا۔ صرف نال کا
سرا نظر آ رہا تھا۔ باقی سب کچھ اندھیرے میں تھا۔ عمران غور سے
چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر رخ بدل بدل کر
چیکنگ شروع کر دی اور کافی دیر بعد اس نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا کیونکہ اس نے چیک کر لیا تھا کہ سلیٹ پہاڑی کے گرد
چاروں طرف کی پہاڑیوں کی غاروں میں باقاعدہ بڑی مشین گنیں

نصب تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ سلیٹ پہاڑی کے اردگرد اس کے ساتھیوں کے پہنچتے ہی چاروں طرف سے فائرنگ کر کے انہیں ختم کر دیا جائے گا۔ وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر خصوصی جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔ یہ وہ خصوصی فریکوئنسی تھی جو صرف اس کے اور اس کے ساتھیوں تک ہی محدود تھی۔ اگر وہ ویسے ہی جنرل فریکوئنسی پر کال کرتا تو یہ کال اس کے ساتھیوں کے علاوہ بھی ان تمام ٹرانسمیٹرز پر سنائی دے سکتی تھی جو اس وقت اوپن ہوں گے۔ اس لئے اس نے پاکیشیا سے روانگی سے قبل اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے خصوصی جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی تھی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ آن جنرل فریکوئنسی۔ اوور''...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا اور پھر باری باری اس کے سب ساتھیوں نے اس کی کال کا جواب دے دیا۔

''میں نے دوربین سے چیکنگ کی ہے۔ سلیٹ پہاڑی کے چاروں طرف پہاڑیوں پر خاصی اونچائی پر غاروں کے دہانوں پر بڑی مشین گنوں کی نالوں کے دہانے نظر آ رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سلیٹ پہاڑی کے اوپر والے حصے کو بھی مارک کئے ہوئے ہیں اور سائیڈوں پر بھی اور بظاہر ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم میزائل فائر کر کے ان کو تباہ کر سکتے

ہیں۔ اوور''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''نہیں۔ میزائل کی فائرنگ کے بعد یہاں کافرستان کی ائیر فورس اور ریگولر فورس دونوں پہنچ جائیں گی اور ہمارے لئے نکلنے کا راستہ تک نہیں ہو گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کیا جائے۔ اوور''...... صفدر نے کہا۔

''تین اطراف میں مشین گنیں موجود ہیں۔ عقبی طرف نہیں ہے۔ ان میں سے دائیں ہاتھ پر جو مشین گن ہے اسے میں تباہ کر دوں گا۔ باقی سامنے اور بائیں ہاتھ پر جو مشین گنیں موجود ہیں وہ تم آپس میں بانٹ لو۔ چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے اوپر جاؤ اور کوشش کرو کہ فائرنگ نہ ہو اور وہاں موجود افراد کا خاتمہ کر دو۔ اس طرح یہ مشین گنیں بے کار ہو جائیں گی۔ جب یہ تمام مشین گنیں بے کار ہو جائیں تو ہم اطمینان سے آگے بڑھ کر لیبارٹری میں داخل ہو سکیں گے۔ اوور''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''بائیں طرف میں اور جولیا ہیں۔ اس لئے ہم دونوں بائیں طرف کی پہاڑی پر کام کریں گے۔ اوور''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اور سامنے اس پہاڑی کے نیچے کی طرف میں اور صالحہ موجود ہیں اور ہم دونوں سامنے والی پہاڑی کو کور کریں گے۔ اوور''۔ تنویر کی آواز سنائی دی۔

''میں آپ کے قریب ہوں عمران صاحب۔ میں آپ کی طرف آ جاتا ہوں۔ اوور''...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا اور پھر کچھ دیر بعد اس نے ایک چٹان کے پیچھے سے کیپٹن شکیل کو ہاتھ لہراتے ہوئے دیکھا تو اس نے بھی ہاتھ اونچا کر اسے زور زور سے ہلایا کیونکہ مشین گنیں جن پہاڑیوں پر تھیں وہ کچھ دور تھیں اور ان مشین گنوں کے رخ بھی سلیٹ پہاڑی کی طرف تھے اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ انہیں چیک نہ کر سکیں گے۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل وہاں پہنچ گیا۔

''عمران صاحب۔ اس بار آپ کس انداز میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہر طرف خطرہ ہی خطرہ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس بار ہمارے بارے میں حتمی اطلاعات پہلے ہی پہنچ چکی ہیں اور یہ بھی انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارا ٹارگٹ لیبارٹری ہے اس لئے انہوں نے ہمیں شکار کرنے کے لئے یہاں بڑا مضبوط جال بچھا رکھا ہے''...... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ باتوں کے ساتھ ساتھ وہ دونوں چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس پہاڑی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں اوپر غار کے دہانے پر مشین گن کی نال باہر جھانک رہی تھی۔ اس پہاڑی پر پہنچ کر انہیں اوپر جانے میں زیادہ دیر نہیں لگی کیونکہ یہ پہاڑیاں ایسی تھیں کہ چٹانوں پر پیر رکھ کر آسانی سے اوپر چڑھا جا سکتا تھا۔ پھر جیسے ہی عمران اور کیپٹن شکیل وہاں پہنچے۔ دونوں جائزہ لینے کے لئے ایک چٹان کے پیچھے رک گئے۔ غار کا دہانہ تو ڈھلوان کی طرف

تھا جبکہ عقبی طرف غار کی سائیڈ میں ایک بڑا سا سوراخ نظر آ رہا تھا لیکن وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

''آؤ۔ ہم نے بغیر اسلحہ کے یہاں موجود افراد کا خاتمہ کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں جھکے جھکے انداز میں اس سوراخ کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں خطرہ تھا کہ اچانک کوئی باہر آیا تو وہ چیک ہو جائیں گے لیکن سوراخ تک پہنچ جانے کے باوجود کوئی آدمی باہر نہ آیا۔ عمران نے سر اندر کر کے دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ یہ وائرلیس کنٹرولڈ مشین گن ہے۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور اچھل کر غار کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل بھی اندر داخل ہو گیا۔ وہاں ہیوی مشین گن موجود تھی جس کے عقبی حصے میں وائرلیس کنٹرول آلہ لگا ہوا تھا۔

''عمران صاحب۔ اسے کہاں سے آپریٹ کیا جا رہا ہو گا''۔ کیپٹن شکیل نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تینوں گنوں کو اکٹھا کنٹرول کیا جا رہا ہو گا۔ لازماً انہوں نے نیچے کسی غار میں سنٹر بنایا ہوا ہو گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آلے کا ایک بٹن پریس کر دیا تو اس بٹن کے اوپر موجود سبز رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا۔

''یہ مینوئل ہو گئی ہے۔ اب یہ وائرلیس سے آپریٹ نہیں ہو گی بلکہ یہاں آ کر اسے ہاتھ سے آپریٹ کرنا ہو گا''...... عمران نے

کہا۔

''عمران صاحب۔ اسے آپ مینوئل کرنے کی بجائے آف کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسے چیک کر لیں اور ہمارے جانے کے بعد اسے دوبارہ وائرلیس کنٹرول کر لیں یا پھر یہاں آ کر اسے مینوئل آپریٹ کرنا شروع کر دیں جبکہ ہم مطمئن ہوں گے۔ اس غلط فہمی میں ہمارا بڑا نقصان ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''گڈ۔ تم نے اچھا سوچا ورنہ ایسا ہو سکتا ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے اس آلے کو ایک بار پھر آپریٹ کرنا شروع کر دیا جس سے وائرلیس کنٹرول یا مینوئل ایڈجسٹمنٹ کی جا سکتی تھی جبکہ کیپٹن شکیل دہانے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے سر باہر نکالا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے سر نکال کر دائیں طرف دیکھا تو دور سلیٹ پہاڑی کے فرنٹ میں ایک ہیلی کاپٹر نیچے اترتا نظر آیا۔

''عمران صاحب۔ دوربین دیں جلدی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے تیزی سے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین اتار کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دی۔

''کوئی خاص چیز نظر آ گئی ہے''...... عمران نے کہا۔ وہ ابھی تک وائرلیس کنٹرول آلے کو کسی مخصوص انداز میں ایڈجسٹ کرنے میں مصروف تھا۔ کیپٹن شکیل نے دہانے پر جا کر دوربین آنکھوں سے

لگائی اور پھر چند لمحوں بعد اسے دور سے آتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آ گیا۔ وہ سلیٹ پہاڑی کی طرف ہی آ رہا تھا۔ پھر اس کا رخ نیچے کی طرف ہو گیا اور چند لمحوں بعد وہ سلیٹ پہاڑی کی فرنٹ سائیڈ پر نیچے اتر گیا۔ کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ہیلی کاپٹر کے فضا میں گھومتے ہی اسے اس پر بنا ہوا مخصوص نشان واضح طور پر نظر آ گیا تھا۔ یہ نشان کافرستان سیکرٹ سروس کا تھا۔

''کیا نظر آیا ہے''...... اسی لمحے عمران کی آواز سنائی دی تو کیپٹن شکیل نے تفصیل بتا دی۔

''یہ پھر کافرستان سیکرٹ سروس کا کوئی نیا گروپ ہے۔ شاگل لاکھ احمق سہی لیکن اتنا بھی احمق نہیں ہے کہ جب اسے اطلاع مل چکی ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لیبارٹری پر حملہ کرنے آ رہی ہے تو وہ اس طرح خصوصی ہیلی کاپٹر میں یہاں آئے''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے مشین گن کے ساتھ کیا کیا''...... کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے اس انداز میں تبدیل کر دیا ہے کہ اب نہ یہ وائرلیس کنٹرول سے چلے گی اور نہ ہی مینوئل۔ اس لئے اب یہ بے کار ہے''...... عمران نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس پر تنویر کی فریکوئنسی موجود تھی۔ عمران نے رابطے کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ تنویر کالنگ۔ اوور“...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔ اوور“۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مصیبت ہے۔ ان ڈگریوں سے اب ہماری جان کیسے چھوٹ سکتی ہے۔ بولو۔ کیا سیریس مسئلہ میں بھی تمہاری ڈگریوں کی گردان سننا پڑے گی۔ اوور“...... دوسری طرف سے تنویر نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم نے یہی بتانا ہے کہ تم وائرلیس کنٹرول مشین گن تک پہنچ گئے ہو اور تم نے صالحہ کے ساتھ مل کر اس کا آپریشن سسٹم بے کار کر دیا ہے اسی لئے میں نے تمہیں ڈگریاں بتائی ہیں کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم نے درست آدمی تک بات پہنچائی ہے۔ اوور“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے وائرلیس کنٹرول سسٹم آف کر دیا ہے۔ اب مزید کیا کرنا ہے۔ اوور“...... تنویر نے کہا۔

”اس کا مینوئل سسٹم بھی بے کار کر دو۔ اوور“...... عمران نے کہا اور پھر اسے تفصیل بتانے لگا کہ اسے اس کے لئے کیا کرنا ہو گا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ کام ہو جائے گا لیکن ایک ہیلی کاپٹر بھی یہاں پہنچا ہے۔ اوور“...... تنویر نے کہا۔

”وہ کافرستان سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر ہے۔ واپسی کے لئے ہمارے کام آئے گا۔ تم نے صالحہ کے ساتھ اس مشین گن کو بے کار

کرنے کے بعد براہِ راست سامنے کی سمت میں نہیں جانا بلکہ پہلے ہم نے ان مشین گنوں کا کنٹرول روم تلاش کرنا ہے کیونکہ وہاں بھی ہیوی مشین گنیں ہو سکتی ہیں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”او کے۔ اوور اینڈ آل“...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ سیٹی کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ عمران نے رابطے کا بٹن آن کر دیا تو دوسری طرف سے صفدر کی کال تھی۔ وہ بھی وہی کچھ بتا رہا تھا جو پہلے تنویر بتا چکا تھا۔ عمران نے اسے بھی ہدایات دیں اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھا اور وہ دونوں غار کے عقبی سوراخ سے باہر آ گئے۔

”عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ کنٹرول روم لیبارٹری کے اندر بنا ہوا ہو“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ ہو سکتا ہے لیکن پھر اوپر کہیں اس کا انٹینا موجود ہونا چاہئے جس سے وہ سکرین پر یہاں ہونے والی تمام کارروائی دیکھ کر ان گنوں کو آپریٹ کر کے اپنا مقصد پورا کر سکیں“...... عمران نے جواب دیا۔ وہ دونوں چٹانوں کی آڑ لیتے ہوئے نیچے اترتے چلے جا رہے تھے تاکہ سطح پر پہنچ کر وہ آگے سلیٹ پہاڑی کی طرف بڑھ سکیں۔ ابھی وہ سطح تک پہنچے ہی تھے کہ انہیں دور سے فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہ کیا ہوا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔

"لگتا ہے تنویر کی قوت برداشت جواب دے گئی ہے"...... کیپٹن شکیل نے عمران کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ اس کی فطرت ہے"...... عمران نے کہا اور کچھ دیر بعد ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں لگتا تھا جیسے تین اطراف سے فائرنگ ہو رہی ہو۔

"یہ تو باقاعدہ مڈبھیڑ ہوگئی ہے"...... عمران نے کہا اور اپنے قدم مزید تیز کر دیئے۔ اب وہ چٹانوں کی آڑ لینے کا تکلف بھی نہ کر رہے تھے لیکن پھر جیسے ہی وہ ایک ڈھلوانی جگہ پر پہنچ کر آگے بڑھنے لگے اچانک ان کے دائیں طرف سے فائرنگ کی آواز سنائی دی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی چلی گئی ہوں۔ اسی لمحے اسے عقب میں موجود کیپٹن شکیل کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر منہ کے بل گرا اور پھر مسلسل نیچے کی طرف لڑھکتا چلا گیا۔ اس کا ذہن چند لمحوں بعد ہی تاریک پڑ گیا تھا اور اس کے ذہن میں آخری خیال یہی ابھرا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی آخرکار ہٹ کر دیئے گئے ہیں۔

کافرستانی سیکرٹ سروس کا مخصوص ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتا ہوا دروپدی پہاڑی علاقے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں پاریتی سوار تھی۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس عمران کی سرکردگی میں ایک جیپ کے ذریعے پاکیشیا سے کافرستان کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ گو اس کا سیکشن اس کے اسسٹنٹ راج کی سرکردگی میں یہاں تمام انتظامات کر چکا تھا اور راج نے اسے ٹرانسمیٹر پر تفصیلی رپورٹ بھی دے دی تھی لیکن اب لیبارٹری کی طرف جاتے ہوئے اسے اچانک خیال آیا کہ راج اور اس کے ساتھی تو لیبارٹری کے باہر پہاڑی پر موجود ہیں اور لیبارٹری بند ہے تو وہ خود کہاں رہے گی اور کیسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رابطہ رکھے گی۔ یہ خیال آتے ہی وہ چونک پڑی۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ پاریتی کالنگ۔ اوور"...... پاریتی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ راج اٹنڈنگ یو میڈم۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے راج کی آواز سنائی دی۔

"راج۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر آ رہی ہوں۔ تم سب پوری طرح ہوشیار رہو۔ اوور"...... پاریتی نے کہا۔

"یس میڈم۔ ہم نے ہر طرف مورچہ بندی کر لی ہے۔ وائرلیس کنٹرول ہیوی مشین گنیں بھی سلیٹ پہاڑی کے تین اطراف میں نصب کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ تینوں پہاڑیوں کی غاروں میں ہمارے سیکشن کے مسلح افراد موجود ہیں۔ اوور"...... راج نے ایک بار پھر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تم نے مجھے پہلے بتا دیا تھا لیکن اب میں ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ رہی ہوں۔ میرے لئے تم نے کیا بندوبست کیا ہے۔ اوور"...... پاریتی نے کہا۔

"آپ کے لئے لیبارٹری کے اندر انتظامات کئے گئے ہیں۔ میں خود بھی وہیں موجود ہوں۔ میں نے لیبارٹری کے ایک بڑے کمرے میں کنٹرول روم بنایا ہے جس میں ایسی مشینری نصب کی گئی ہے کہ میں وہاں بیٹھ کر اطراف کی پہاڑیوں کو باآسانی اور مسلسل چیک کر سکتا ہوں اور آپ بھی میرے ساتھ رہیں گی۔ اوور"۔ راج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ پاکیشیا سے روانہ ہو چکے ہیں۔ اوور"...... پاریتی نے کہا۔

"نہیں میڈم۔ یہ تو اب آپ بتا رہی ہیں۔ ویسے ہم کل سے ان کے منتظر ہیں۔ وہ جیسے ہی ہماری حدود میں داخل ہوئے ہم ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ اوور"...... راج نے کہا۔

"او کے۔ اب ہیلی کاپٹر کو کہاں اترنے کا کہوں۔ اوور"۔ پاریتی نے کہا۔

"پائلٹ سے میری بات کروائیں۔ میں اسے تفصیل سے سمجھا دیتا ہوں کہ وہ ہیلی کاپٹر کو سلیٹ پہاڑی کے فرنٹ میں ایک مخصوص جگہ اتارے گا۔ میں وہاں موجود ہوں گا۔ اوور"...... راج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں دے رہی ہوں ٹرانسمیٹر اس کو۔ اوور"...... پاریتی نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر ساتھ بیٹھے ہوئے پائلٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ پائلٹ کوہن بول رہا ہوں۔ اوور"...... پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے راج نے اسے تفصیل سے سمجھانا شروع کر دیا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اوور"...... پائلٹ نے کہا اور ٹرانسمیٹر واپس پاریتی کو دے دیا۔

"او کے۔ میں آ رہی ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... پاریتی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے واپس اپنی جیکٹ کی جیب میں

ڈال لیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک قدرے بڑی مسطح چٹان پر اتر گیا۔ وہاں راج پہلے سے موجود تھا۔

''تم واپس جاؤ گے اور جب تمہاری ضرورت پڑے گی تمہیں کال کر لیا جائے گا''...... پاریتی نے اٹھتے ہوئے پائلٹ سے کہا۔

''یس میڈم''...... پائلٹ نے جواب دیا تو پاریتی دروازہ کھول کر نیچے اتری اور کچھ فاصلے پر کھڑے راج کی طرف بڑھ گئی۔

''آیئے میڈم۔ میرے پیچھے آ جایئے''...... راج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مڑ کر آگے بڑھنے لگا جبکہ ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں بلند ہوا اور گھوم کر واپس چلا گیا۔ راج کچھ فاصلے پر موجود ایک چٹان کے سامنے پہنچ کر رکا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ چٹان پر ایک جگہ پر رکھ کر دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی چٹان سائیڈ پر ہٹتی چلی گئی۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا غار تھا۔

''آیئے میڈم''...... راج نے مڑ کر کہا اور پھر غار کے دھانے سے اندر داخل ہو گیا۔ چھوٹے سے غار میں بہت ہلکی سی روشنی موجود تھی۔ پاریتی کے اندر داخل ہوتے ہی راج نے ایک جگہ پیر رکھ کر اس جگہ کو دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی چٹان واپس اپنی جگہ پر آ گئی۔ اب غار کے اندر گھپ اندھیرا پھیل گیا تھا۔ راج نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور دوسرے لمحے غار میں تیز روشنی پھیل گئی۔

''آیئے''...... راج نے کہا اور پھر غار کے آخری حصے میں پہنچ کر ایک کونے میں زمین پر موجود ایک پتھر پر پیر مارا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ غار کی ایک سائیڈ کھل گئی۔ آگے راہداری تھی۔ وہ راہداری میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کافرستانی لیبارٹری میں موجود تھے۔ وہاں چار سیکورٹی گارڈ بھی موجود تھے۔

''لیبارٹری تو خالی ہو چکی ہے نا''...... پاریتی نے کہا۔

''یس میڈم۔ تمام قیمتی مشینری اور سائنسدانوں کو یہاں سے ہٹا لیا گیا ہے۔ اب یہاں صرف عام سی مشینری ہے''...... راج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے تم اپنا پورشن دکھاؤ۔ پھر میں پوری لیبارٹری کا راؤنڈ لگاؤں گی''...... پاریتی نے کہا۔

''یس میڈم۔ آیئے''...... راج نے کہا اور پھر وہ پاریتی کو ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔ یہاں ایک طرف بڑی سی سکرین دیوار پر نصب تھی۔ ساتھ ہی ایک قد آدم مشین موجود تھی۔ ایک سائیڈ پر ایک بڑی سی میز پڑی تھی جس کے پیچھے دو کرسیاں موجود تھیں۔ میز پر مستطیل شکل کی ایک مشین موجود تھی۔

''یہ ہے میڈم کنٹرول روم''...... راج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم یہاں بیٹھو۔ میں راؤنڈ لگا کر آ رہی ہوں۔ پھر چیکنگ کریں گے''...... پاریتی نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر آ گئی۔ پھر اسے تقریباً نصف گھنٹہ لیبارٹری کا راؤنڈ لگانے میں لگ

گیا۔ لیبارٹری میں واقعی کاٹھ کباڑ اور عام سی مشینری کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ وہ مطمئن ہو کر واپس کنٹرول روم میں داخل ہوئی تو کرسی پر بیٹھا راج استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''آیئے میڈم۔ آپ بروقت آئی ہیں۔ اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو دائیں طرف کی پہاڑیوں پر دیکھا گیا ہے۔ ہمارے آدمی انہیں چیک کر رہے ہیں''...... راج نے کہا تو پاریتی بے اختیار چونک پڑی۔

''اوہ۔ تو یہ لوگ پہنچ گئے۔ کہاں ہیں وہ۔ مجھے دکھاؤ''۔ پاریتی نے بڑی بے چینی سے پوچھا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

''جس جگہ انہیں دیکھا گیا ہے وہ ابھی ہماری رینج سے باہر ہے''...... راج نے کہا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے سامنے موجود مستطیل شکل کی مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا تو سکرین چار حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ہر حصے میں علیحدہ علیحدہ منظر نظر آ رہا تھا پھر اچانک ایک حصے میں ایک مرد اور ایک عورت چٹان کی اوٹ لے کر آگے بڑھتے نظر آئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو صرف دو ہیں۔ باقی کہاں ہیں''...... پاریتی نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''وہ بھی سامنے آ جائیں گے۔ سیٹلائٹ سے تو یہ لوگ اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتے''...... راج نے جواب دیا۔ اسی لمحے مشین میں تیز فائرنگ کی آوازیں ابھریں اور سکرین پر نظر آنے والے مرد

کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن سے شعلے نکلتے نظر آئے اور پھر دو انسانی چیخیں سنائی دیں تو پاریتی ایک بار پھر اچھل پڑی۔

''یہ۔ یہ فائرنگ کر رہے ہیں اور یہ چیخیں کس کی ہیں''۔ پاریتی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''ہمارے آدمیوں کو ہٹ کیا گیا ہے۔ میں ابھی ان کا خاتمہ کرتا ہوں۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں''...... راج نے گمبھیر لہجے میں کہا اور تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر نظر آنے والے مرد اور عورت دونوں اس طرح پلٹ کر نیچے گرے اور کافی نیچے تک رول ہوئے ہوئے وہ بڑی چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گئے لیکن اسی لمحے سکرین کے ایک اور حصے میں بھی ایک عورت اور ایک مرد نظر آئے لیکن راج مسلسل مشین آپریٹ کرتا رہا۔ پھر ان دونوں کا بھی وہی انجام ہوا جو اس سے پہلے دو کا ہو چکا تھا۔

''گڈ راج۔ ویری گڈ''...... پاس بیٹھی پاریتی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے سکرین کے ایک اور حصے پر دو مرد نظر آنے لگ گئے۔ راج نے ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور اس بار بھی دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے اور لڑھکتے ہوئے بڑی چٹانوں کی اوٹ میں غائب ہو گئے۔

''یہ ہٹ ہونے کے بعد نظر کیوں نہیں آ رہے''...... پاریتی نے

کہا۔

"یہ بڑی چٹانوں کے پیچھے موجود چٹانوں کے ساتھ رک جا
ہیں کیونکہ اب یہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اس لئے یہ از خو
حرکت نہیں کر سکتے"...... راج نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھ
کافی دیر تک جب اور کوئی سکرین پر نظر نہیں آیا تو راج نے
مشین کا ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

"چیک کر کے بتاؤ ڈیوڈ۔ کوئی بچ تو نہیں گیا"...... راج نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے باس۔ یہ چھ افراد ہیں۔ چار مرد اور دو عورتیں اور یہ سب ہٹ ہو چکے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ریز سے چیک کر کے بتاؤ"...... راج نے پہلے کی طرح تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے ریز سے ہی چیک کیا ہے باس"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر ان کے لاشیں لیبارٹری کے گیٹ پر پہنچاؤ۔ میں گیٹ کھول رہا ہوں"...... راج نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راج نے بٹن آف کر دیا۔

"مبارک ہو میڈم۔ ہم کامیاب رہے ہیں"...... راج نے مڑ کر

ساتھ بیٹھی پاریتی سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وکٹری فار کافرستان"...... پاریتی نے بھی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی کامیابی کی تیز چمک نمایاں نظر آ رہی تھی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد لاشوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پاریتی اور راج دونوں لیبارٹری کے ایک بڑے کمرے میں آ گئے تھے تاکہ یہاں لاشیں چیک کر کے ہی وہ شاگل کو کامیابی کی اطلاع دیں۔ تھوڑی دیر بعد دو افراد اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر دو افراد لدے ہوئے تھے جن میں ایک مرد اور ایک عورت تھی۔

"یہ ابھی زندہ ہیں میڈم۔ لیکن شدید زخمی ہیں"...... آنے والے نے کہا اور پھر کاندھوں پر لدے ہوئے دونوں افراد کو نیچے فرش پر ڈال دیا۔

"تو گولی مار دینی تھی۔ اس حالت میں کیوں اٹھا لائے ہو"۔ راج نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ٹھیک ہے۔ انہیں چیف شاگل کے ہاتھوں ہلاک کرایا جائے گا۔ یہاں میڈیکل باکس ہو گا۔ ان کا اس حد تک علاج کرو کہ یہ چیف شاگل کے آنے تک زندہ رہیں"...... یکلخت پاریتی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ تو ہمارے خصوصی حربوں سے مار کھا گئے ہیں"...... راج نے کہا۔

''یہ شدید زخمی ہیں۔ چیف شاگل کے آنے تک تو انہیں صرف زندہ رکھنا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ یہ اس قابل ہو جائیں کہ دوبارہ حرکت میں آ جائیں لیکن چیف شاگل انہیں اپنے ہاتھوں ہلاک کر کے بے حد خوش ہو گا''...... پاریتی نے جواب دیا تو راج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کے ذہن پر دھند سی چھائی رہی لیکن پھر یہ دھند ہلکی ہوتے ہوتے غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل کو یاد آ گیا کہ وہ عمران کے ساتھ غار میں نصب ہیوی مشین گن کو بے کار کر کے باہر آ گئے تھے کہ انہیں دور سے فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر وہ اور عمران اس طرف بڑھے ہی تھے کہ ان کے قریب کہیں سے فائرنگ ہوئی اور کیپٹن شکیل کو ایسے محسوس ہوا جیسے گرم سلاخیں اس کے جسم میں گھستی چلی گئی ہوں اور پھر اس کا ذہن تاریک پڑ گیا۔

یہ سب کچھ یاد آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن چند لمحوں تک تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم بے حس و حرکت ہو گیا ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے جسم نے حرکت کرنا شروع کر دی۔ تھوڑی سی مزید کوشش کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھنے

میں کامیاب ہو گیا البتہ اس کے جسم میں حرکت کرنے سے درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگ گئی تھیں لیکن بہرحال وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے کمرے میں فرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عمران، صفدر، تنویر جولیا اور صالحہ بھی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں البتہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی۔

قریب ہی ایک بڑا سا میڈیکل باکس بھی کھلی ہوئی حالت میں موجود تھا۔ کچھ چیزیں باہر بکھری ہوئی حالت میں پڑی تھیں لیکن ان کی بینڈیج کے انداز سے اناڑی پن صاف جھلک رہا تھا۔ اس کے بازو اور ایک ٹانگ پر بینڈیج کی گئی تھی۔ اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی اور پھر بڑی مشکل سے وہ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کی ایک ٹانگ خاصی زخمی تھی اس لئے اس ٹانگ پر زور نہ دیا جا رہا تھا اور زخمی بازو میں بھی درد تھا لیکن یہ درد قابل برداشت بھی تھا اور اس کا بازو حرکت بھی کر رہا تھا۔ کھڑے ہو کر اسے احساس ہوا تھا کہ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں کوئی چیز موجود ہے۔ اس نے اٹھ کر سب سے پہلے اسے چیک کیا تو دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کوٹ کی اندرونی چھوٹی جیب میں ٹارچ موجود تھی۔ یہ پنسل ٹارچ ایک جدید آلہ تھا۔

بظاہر یہ پنسل ٹارچ تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ریز پسٹل

بھی تھا۔ اس میں سے نکلنے والی ریز جس پر پڑتی تھیں اسے کئی گھنٹوں تک بے حس و حرکت کر دیتی تھیں۔ یہ جدید آلہ کیپٹن شکیل کے ایک دوست نے اسے ایکریمیا سے خصوصی طور پر بھجوایا تھا کیونکہ اس کا وہ دوست ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی کے جدید اسلحہ سیکشن میں کام کرتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ کیپٹن شکیل پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس سے متعلق ہے چونکہ کیپٹن شکیل کو جدید اسلحہ سے بے حد دلچسپی تھی اس لئے ان دونوں کے درمیان فون پر جدید اسلحے کے بارے میں تفصیلی بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ یہ ٹارچ نما ریز پسٹل بھی ایکریمیا کی جدید ایجاد تھی اس لئے کیپٹن شکیل کو جب اس کے دوست نے اس بارے میں بتایا تو کیپٹن شکیل نے باقاعدہ فرمائش کر کے یہ ریز پسٹل منگوا لیا تھا اور یہاں آنے سے پہلے کیپٹن شکیل نے اسے اس لئے جیب میں ڈال لیا تھا کہ شاید یہ کہیں کام آ جائے۔ گو اس کی باقی تمام جیبیں خالی تھیں لیکن یہ چھوٹی سی ٹارچ اندرونی جیب میں پڑی رہ گئی تھی۔ اس جیب کو شاید چیک نہ کیا گیا تھا لیکن اس وقت اس کی موجودگی نے کیپٹن شکیل کو بہرحال حوصلہ دیا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل کو خطرہ تھا کہ کوئی اچانک اندر آ گیا تو اسے اس حالت میں دیکھ کر اس پر فائر بھی کھولا جا سکتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ایک ٹانگ پر زور دے کر چل رہا تھا۔ بہرحال

دروازے پر پہنچ کر وہ تھوڑا سا سائیڈ پر ہوا کیونکہ اسے دو آدمیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ان میں سے ایک عورت کی آواز تھی۔

"چیف شاگل سے رابطہ ہی نہیں ہو رہا۔ وہ نجانے کہاں ہیں البتہ اب ان کا خاتمہ ہم خود کر دیں تو بہتر ہے"...... عورت کی آواز سنائی دی۔

"یس میڈم۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ ہمارے لئے خطرناک ہے"...... مرد کی آواز سنائی دی۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے اس دروازے کی طرف ہی آ رہے تھے جس کی سائیڈ میں کیپٹن شکیل موجود تھا۔ کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں ریز پسٹل موجود تھا۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں دروازے تک پہنچ گئیں اور پھر جیسے ہی ایک عورت اور اس کے بعد ایک مرد دروازے سے اندر داخل ہوئے کیپٹن شکیل نے ریز پسٹل کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں لہرا کر وہیں دروازے کے سامنے ہی ڈھیر ہو گئے تو کیپٹن شکیل تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے سے باہر راہداری میں داخل ہو گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہوئی۔

اس عمارت میں اس بے ہوش مرد اور عورت کے علاوہ چار افراد موجود تھے جو یونیفارم سے سیکورٹی گارڈ لگتے تھے اور وہ چاروں چونکہ ایک ہی کمرے میں تھے۔ اس لئے انہیں بے ہوش کرنا کیپٹن شکیل کے لئے مشکل نہ تھا۔ باقی وقت اسے اس عمارت کی چیکنگ

میں لگ گیا لیکن اب وہ مطمئن تھا کہ اس عمارت میں اس کے علاوہ کوئی آدمی ہوش میں نہ تھا۔ اب اس نے عمران کو ہوش میں لانے کا فیصلہ کیا۔

عمران کی پسلیوں پر بینڈیج کی گئی تھی اور ایک بازو پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے میڈیکل باکس میں موجود پانی کی ایک بوتل نکالی اور اسے کھول کر اس نے ہاتھ سے عمران کا منہ بھینچا اور پھر بوتل کا دہانہ اس کے منہ میں گھسیڑ دیا۔ پھر جیسے ہی پانی عمران کے حلق سے نیچے اترا، عمران کے جسم میں حرکت کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر تقریباً آدھی بوتل پی جانے کے بعد عمران کی آنکھیں کھل گئیں تو کیپٹن شکیل نے بوتل ہٹائی اور ایک طرف رکھ دی۔

"کیپٹن شکیل تم"...... پوری طرح ہوش میں آتے ہی عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات ابھرے لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا تو کیپٹن شکیل نے اسے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر اب تک ہونے والی تمام کارروائی کے بارے میں بتا دیا۔

"ریڈ ریز پسٹل۔ بہت خوب۔ تم نے آج اپنے ساتھ ساتھ ہم سب کی زندگیاں بچائی ہیں"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر اٹھنے کی کوشش کی تو کیپٹن شکیل نے اسے سہارا دے کر کھڑا

کر دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کی جلد کا رنگ بتا رہا ہے کہ آپ کے جسم میں زہر پھیل رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ گولی ابھی اندر موجود ہے لیکن یہ .لک ابھی کافی ہلکا ہے اور خطرے کی کوئی بات نہیں لیکن پھر بھی گولی کو نکالنا ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''پہلے سب ساتھیوں کو چیک کرنا ہوگا۔ میڈیکل باکس قریب کرو۔ میں دیکھتا ہوں تم میری مدد کرو۔ آخر میں میری باری آئے گی''۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل، عمران کے ایثار پر بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر کیپٹن شکیل اور عمران دونوں نے مل کر صفدر، تنویر، جولیا اور صالحہ کے زخموں کو چیک کیا۔ صفدر کے جسم میں ایک گولی موجود تھی۔ اسے نکالا گیا اور ان کی باقاعدہ انداز میں بینڈیج کی گئی بلکہ انہیں طاقت کے انجکشنز بھی لگا دیئے گئے۔ آخر میں کیپٹن شکیل نے عمران کی پسلیوں میں اٹکی ہوئی گولی باہر نکال دی۔ اس گولی کی وجہ سے عمران کے جسم میں زہر پھیل رہا تھا۔ گولی ترچھی تھی اور کھال کے قریب ہی اٹک گئی تھی۔ اس لئے نہ ہی زیادہ زہر پھیلا تھا اور نہ ہی گولی سے عمران کی جان کو خطرہ تھا لیکن اگر گولی مزید کچھ گھنٹے اندر رہتی تو اس قدر زہر پھیل سکتا تھا کہ عمران کی جان خطرے میں پڑ سکتی تھی۔

''اس عورت کو جسے تمہارے بقول میڈم کہا جا رہا ہے، کرسی پر ڈال دو اور باقی جتنے بھی افراد ہیں ان کا خاتمہ کر دو''...... عمران

نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''میں اس دوران اس اجڑی ہوئی لیبارٹری کی تلاشی لے لوں۔ شاید کوئی کام کی چیز سامنے آ جائے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

شاگل اپنے آفس میں داخل ہوا تو اسی لمحے فون کی گھنٹی
اٹھی۔ شاگل پرائم منسٹر کافرستان کی خصوصی میٹنگ میں کئی گھنٹے لگا
ابھی سیدھا آفس آ رہا تھا۔ وہ جلدی سے اپنی مخصوص کرسی پر ب
اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''دروپدی لیبارٹری سے میڈم پارتی بار بار کال کرتی رہی ہیں
وہ آپ کو کوئی ضروری اطلاع دینا چاہتی تھی لیکن آپ پرائم منس
میٹنگ میں مصروف تھے۔ اب آپ تشریف لائے ہیں تو میں میڈ
کو کال کر کے بتا دوں کہ آپ تشریف لے آئے ہیں''...... دوسر
طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ اسے معلوم ہو گیا تھا ک
شاگل آفس پہنچ گیا ہے کیونکہ شاگل کے ہیڈکوارٹر آنے پر سب ن
صرف چوکنا بلکہ محتاط بھی ہو جاتے تھے اس لئے شاگل کی آمد کے
بارے میں سب کو معلوم ہو جایا کرتا تھا۔

''اچھا کراؤ بات''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر
اس نے میز کی دراز کھول کر ایک فائل نکال کر اپنے سامنے رکھی اور
اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے کہا۔

''میڈم پارتی لائن پر ہیں چیف''...... دوسری طرف سے فون
سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو پارتی۔ کیوں فون کئے تھے تم نے۔ کوئی خاص بات''۔
شاگل نے کہا۔

''چیف۔ میں آپ کو وکٹری کی خوشخبری دینا چاہتی تھی۔ میں نے
اور میرے آدمیوں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو پہاڑیوں پر ہی گھیر لیا
اور انہیں زخمی کر کے اٹھا کر لیبارٹری میں لایا گیا''...... دوسری
طرف سے پارتی نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم نے انہیں ہلاک نہیں کیا۔ کیوں ان شیطانوں کو زندہ رکھا
ہے۔ یہ تو پانسہ پلٹنے کے ماہر ہیں''...... شاگل نے حلق کے بل
چیختے ہوئے کہا۔

''میں انہیں آپ کے ہاتھوں ہلاک کرانا چاہتی تھی تاکہ انہیں
ہلاک کرنے کا کریڈٹ آپ کو ملے اور یہ کریڈٹ آپ کا حق ہے
لیکن جب آپ سے رابطہ نہ ہو سکا تو میں نے خود انہیں ہلاک کر
دیا''...... دوسری طرف سے میڈم پارتی نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔
''کیا وہ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں۔ کیا واقعی۔ کیا تم درست ک
رہی ہو''...... شاگل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کسی ناممکن کام
پاریتی ممکن کہہ رہی ہو۔
''یس چیف۔ ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ آپ ب
شک خود یہاں تشریف لا کر چیک کر لیں''...... دوسری طرف سے ک
گیا۔
''کیا ان میں عمران شامل ہے۔ کیا وہ اپنی اصل شکل میں ہ
یا میک اپ میں ہے۔ تم نے اسے کیسے پہچانا ہے اور کیا یہ عمرا
واقعی مر چکا ہے۔ کیا واقعی''...... شاگل نے ایک بار پھر حلق کے ب
چیختے ہوئے کہا۔
''میں نے عمران کو دیکھا ہوا ہے چیف۔ اور وہ اپنے اص
چہرے میں تھا۔ اس کے ساتھ تین مرد اور دو عورتیں تھیں۔ یہ دو
کے گروپ بنا کر لیبارٹری کے اوپر آئے تھے لیکن میرے آدمیو
کے ہاتھوں زخمی ہو گئے اور پھر ہم انہیں اٹھا کر لیبارٹری میں ل
آئے۔ یہاں میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے''...... پاریتی ن
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
''تو پھر وہاں کیوں بیٹھی ہو۔ انہیں ہیلی کاپٹر میں ڈال ک
ہیڈ کوارٹر لے آؤ''...... شاگل نے کہا۔
''آپ کے حکم کے انتظار میں تھی۔ ہیلی کاپٹر تو مجھے چھوڑ ک

واپس چلا گیا تھا۔ آپ حکم دیں تو آئے گا''...... پاریتی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
''اوہ اچھا۔ میں ابھی بھجواتا ہوں ہیلی کاپٹر''...... شاگل نے تیز
لہجے میں کہا۔
''چیف۔ اس لیبارٹری کو تو اجاڑ دیا گیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے
کسی نے اسے دانستہ برباد کیا ہو۔ حالانکہ یہ کام تو اطمینان سے بھی
ہو سکتا تھا۔ پھر کیا یہاں کی مشینری بھی نیلور لیبارٹری میں بھجوائی گئی
ہے''...... پاریتی نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔
''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ نیلور میں لیبارٹری ہے۔ تم تو کبھی
وہاں گئی بھی نہیں۔ پھر تمہیں کس نے بتایا ہے''...... شاگل نے
چونک کر کہا۔
''سیکرٹری سائنس نے جب آپ کو فون پر بتایا تھا تو میں آپ
کے پاس ہی تو بیٹھی تھی چیف''...... پاریتی نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔
''اوہ اچھا اچھا۔ تم لاشیں لے کر یہاں پہنچو''...... شاگل نے
کہا۔
''یس چیف۔ آپ یہاں ہیلی کاپٹر بھجوا دیں''...... پاریتی نے
کہا تو شاگل نے او کے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس
نے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔
''یس چیف۔ شیر سنگھ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری

طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''شیر سنگھ۔ پائلٹ کو کہو کہ وہ ہیلی کاپٹر لے کر دروپدی لیبارٹری میں وہاں پہنچے جہاں پہلے پاریتی اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ آ تھا۔ وہاں سے پاریتی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں بھی لے آنی ہیں''...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی بھجواتا ہوں ہیلی کاپٹر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمایاں تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بے اختیار اٹھ کر ناچنا شروع کر دے۔ عمران کی موت اس کے لئے اتنی بڑی خبر تھی کہ وہ اسے کسی طرح بھی برداشت نہ کر پا رہا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ عمران دوسروں کی آوازوں کی نقل اس انداز میں کر لیتا ہے کہ کوئی پہچان نہیں سکتا۔ اس لئے اسے پاریتی سے کوئی ایسا سوال پوچھنا چاہئے تھا کہ جس سے اسے یقین ہو جاتا کہ دوسری طرف سے بولنے والی واقعی پاریتی ہی ہے لیکن پھر اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ اس نے پوچھا تھا کہ نیلور کے بارے میں اسے کیسے معلوم ہوا تو پاریتی نے بتایا تھا کہ جب سیکرٹری سائنس نے بتایا تھا تو وہ اس وقت ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی اور یہ ایسی بات تھی کہ جس کا علم کسی بھی صورت میں پاریتی کے علاوہ کسی دوسرے

کو نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''دروپدی لیبارٹری سے پائلٹ کوہن کی کال ہے چیف''۔ دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

''پائلٹ کی کیوں۔ پاریتی نے فون کیوں نہیں کیا''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''آپ خود بات کر لیں چیف۔ مجھے تو وہ کچھ نہیں بتا رہا''۔ فون سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کراؤ بات جلدی''...... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

''ہیلو۔ پائلٹ کوہن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی لیکن لہجے میں خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

''شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں۔ تم کیوں کال کر رہے ہو۔ پاریتی کہاں ہے''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا لیکن لہجے میں سختی نمایاں تھی۔

''لیبارٹری میں قتل عام کیا گیا ہے چیف۔ میڈم پاریتی، اس کے ساتھی اور چار باوردی سیکورٹی گارڈز کی لاشیں یہاں پڑی ہوئی

ہیں اور کچھ لوگ ہیلی کاپٹر بھی لے گئے ہیں''۔ دوسری طرف سے
پائلٹ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاریتی کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ہیلی
کاپٹر بھی کچھ لوگ لے گئے ہیں۔ یہ سب کیسے ممکن ہے''...... شاگل
نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
''چیف۔ میں نے ہیلی کاپٹر لیبارٹری کے گیٹ کے سامنے اتارا
تو راستہ کھلا ہوا تھا اور وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ میں کھلے راستے
سے اندر گیا تو میں نے وہاں قتل عام دیکھا۔ اسی لمحے دور سے
میرے کانوں میں ہیلی کاپٹر کی آواز پڑی۔ میں دوڑ کر باہر گیا تو
ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو رہا تھا اور پھر وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔
میں واپس آ کر آپ کو فون کر رہا ہوں۔ اب میں کیا کروں۔ وہاں
سے پیدل بھی نہیں آ سکتا اور پھر یہ لاشیں۔ ان کا میں کیا
کروں''...... پائلٹ کوہن نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہیلی کاپٹر کو کیا ہوا''...... شاگل نے تیز
لہجے میں کہا۔ اسے شاید کوہن کی بات کا ادراک نہ ہو سکا تھا۔
''سر۔ میں لیبارٹری کے اندر گیا تو مجھے ہیلی کاپٹر کے پنکھے چلنے
کی آواز سنائی دی میں بھاگ کر باہر گیا تو ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز
کر رہا تھا اور پھر وہ دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑیوں کے پیچھے غائب ہو
گیا۔ میں واپس لیبارٹری میں آیا تو یہاں لاشیں موجود تھیں اس
لئے میں آپ کو فون کر رہا ہوں کہ اب میں کیا کروں''...... پائلٹ

کوہن نے رو دینے والے لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
''وری بیڈ نیوز۔ تم جیسے منحوس آدمی کو تو وہیں بھوکا پیاسا مرنے
کے لئے چھوڑ دینا چاہئے۔ لیکن تم ایک اچھے پائلٹ ہو۔ اس لئے
میں اپنا ہیلی کاپٹر بھجواتا ہوں۔ تم اس میں لاشیں ڈال کر لے آؤ''۔
شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے یکے بعد
دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔
''یس۔ شیر سنگھ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اس کے
ہیڈکوارٹر سپرنٹنڈنٹ شیر سنگھ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
''کوہن کا ہیلی کاپٹر کسی نے چرا لیا ہے۔ وہ اب لیبارٹری میں
موجود ہے اور وہاں اس کے مطابق پاریتی اور اس کے ساتھی اور
سیکورٹی گارڈز کی لاشیں پڑی ہیں۔ تم میرا خصوصی ہیلی کاپٹر وہاں
بھجواؤ تاکہ وہ کوہن اور لاشوں کو یہاں لے آئے''...... شاگل نے
کہا۔
''میڈم پاریتی کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... شیر سنگھ نے ایسے
لہجے میں کہا جیسے اسے میڈم پاریتی کی موت کا شدید صدمہ ہوا ہو
اور شاگل کو معلوم تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان
دونوں میں بہت گہری فرینڈ شپ تھی اور شاید آگے چل کر وہ شادی
کر لیتے۔
''ہاں۔ بتایا تو یہی جا رہا ہے۔ جلدی بھیجو ہیلی کاپٹر وہاں''۔
شاگل نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی

بج اٹھی تو شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''بھوشن ہلز ایئر فورس سپاٹ سے کمانڈر اجیت بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... شاگل نے کہا۔

''ہیلو۔ ایئر فورس کمانڈر بھوشن ہلز بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں''۔ شاگل نے بھی بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ کے محکمے کا ایک ہیلی کاپٹر درویدی ہلز پر اڑتا ہوا چیک کیا گیا ہے۔ جب پائلٹ سے رابطہ کیا گیا تو اس نے اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کا پائلٹ بتایا اور بتایا کہ ایک خصوصی مشن پر کام ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم خاموش ہو گئے پھر ہمیں اطلاع ملی کہ ایک جگہ پہاڑیوں پر ایک ہیلی کاپٹر کھڑا ہے اور خالی ہے وہاں کسی بھاری جیپ کے ٹائروں کے نشانات بھی ہیں۔ مجھے رپورٹ ملی تو نے سوچا کہ آپ سے براہ راست معلومات حاصل کروں''...... اس بار دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''وہ ہمارے ہیڈ کوارٹر کا ہیلی کاپٹر ہے۔ میرا ذاتی ہیلی کاپٹر پہنچ رہا ہے۔ میں اس ہیلی کاپٹر وہاں کو واپس لانے کا حکم دیتا ہوں۔ تھینکس فار انفارمیشن''...... شاگل نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر

ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''شیر سنگھ بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے شیر سنگھ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلی کاپٹر بھجوا دیا ہے یا نہیں''...... شاگل نے پوچھا۔

''یس جانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ کوئی حکم''...... شیر سنگھ نے جواب دیا۔

''پائلٹ سے کہہ دو کہ وہاں پہاڑیوں میں دوسرا ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ ایئر فورس کی طرف سے مجھے اطلاع دی گئی ہے۔ کوہن پائلٹ اسے واپس لے آئے گا''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ میں پائلٹ کو کہہ دیتا ہوں''...... شیر سنگھ نے کہا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ پاریتی صرف باتیں بنانا جانتی تھی۔ اس شیطان نے یقیناً اس سے معلوم کر لیا ہو گا کہ لائم لائٹ فارمولے پر اب نیلور میں کام ہو رہا ہے اس لئے وہ اب وہاں اٹیک کرے گا اور اب مجھے خود وہاں اس کے مقابلے پر جانا ہو گا''...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری سائنس سے میری بات کراؤ''...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"سیکرٹری سائنس صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں"۔ شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"آپ نے کال کی ہے۔کوئی خاص بات"...... سیکرٹری سائنس نے کہا۔

"سر۔ دروپدی میں ہماری لیبارٹری جو خالی کر دی گئی تھی وہاں پاکیشائی ایجنٹوں نے ریڈ کیا لیکن وہاں سے انہیں کچھ نہیں ملا مگر یہ پتہ چلا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ لائم لائٹ فارمولے پر اب کام نیلور لیبارٹری میں کیا جا رہا ہے اس لئے لازماً اب وہ وہاں ریڈ کریں گے۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے کہ اگر ہم خاموشی سے فارمولے کو واپس دروپدی لیبارٹری میں شفٹ کر دیں تو ان کو یہ خیال کبھی نہیں آئے گا کہ ہم ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ اس طرح یہ فارمولا بھی محفوظ رہے گا اور وہاں نیلور میں ہم ان پر اطمینان سے ہاتھ بھی ڈال سکیں گے"...... شاگل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"دروپدی لیبارٹری میں جب انہوں نے ریڈ کیا تو آپ نے

ان کا خاتمہ کیوں نہیں کیا"...... سیکرٹری سائنس نے اس کی تجویز پر کوئی رائے دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کی سیکشن انچارج پاریتی نے ان پر غلبہ پا لیا تھا لیکن پھر صورت حال تبدیل کر دی گئی اور پاریتی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گئی اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ایسا تو مشنز میں ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے ان کے آدمیوں کو بھی ہلاک کیا ہے لیکن اصل ایجنٹ عمران نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے"...... شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔آپ کی تجویز بہتر ہے۔۔ میں پرائم منسٹر سے میٹنگ میں اس پر بات کروں گا۔ اگر اجازت مل گئی تو ایسا کر لیا جائے گا اور آپ کو بھی مطلع کر دیا جائے گا"...... سیکرٹری سائنس نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ اس بار تو پوری ٹیم ہی زخمی ہو گئی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے کہ آپ سب موت کے منہ سے نکل کر واپس آئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ کی رحمت نے واقعی اس بار ہماری جانیں بچائی ہیں ورنہ اس بار معاملات ہمارے بس سے باہر ہو گئے تھے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ شاید پہلا موقع ہے کہ آپ ناکام لوٹے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ناکام کا لفظ میرے سامنے مت ادا کیا کرو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ناکام نہیں لوٹے۔ میرے ہاتھ وہاں سے ایک ایسا ریز فارمولا آیا ہے جسے انقلابی دفاعی فارمولا کہا جا سکتا ہے۔ یہ فارمولا کافرستان نے ناقابل عمل قرار دیتے ہوئے اس کی فائل کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جبکہ میں نے اس فارمولے کو یہاں آ کر تفصیل سے اور غور سے پڑھا ہے۔ پھر میں نے سرداور کے پاس جا کر اس کو تفصیل سے ڈسکس بھی کیا ہے۔ اس کے بعد سرداور نے ریز پر اتھارٹی پاکیشیائی سائنسدان سرعبدالرحیم کو کال کیا اور پھر ان کے ساتھ تفصیلی بحث کے بعد اسے قابل عمل تسلیم کر لیا گیا ہے اور اب اس فارمولے پر پاکیشیا میں کام ہو گا اور ایسا شعاعی دفاعی ہتھیار سامنے آئے گا جو واقعی مستقبل کا ہتھیار کہلانے کا حق دار ہو گا۔ اس طرح ہم خالی ہاتھ نہیں لوٹے۔ انتہائی اہم فارمولا بھی ساتھ لے آئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ کافرستان نے اس بار نیا کھیل کھیلا ہے۔ لیبارٹری کو خالی کر کے اس کو ہمارے لئے ٹریپ بنا دیا اور ہم واقعی ان کے ٹریپ میں پھنس گئے تھے لیکن اس پاریتی کی خوشامد ہمارے کام آ گئی کہ اس نے ترقی کرنے کی غرض سے خوشامدانہ انداز میں یہ سوچا کہ وہ ہمیں شاگل کے ہاتھوں ہلاک کرائے تا کہ شاگل خوش ہو کر اسے ترقی دے دے اور اس طرح قدرت نے ہمیں فوری موت سے بچا لیا اور ہماری مرہم پٹی بھی کر دی گئی۔ پھر کیپٹن شکیل ہوش میں آ گیا اور اس طرح ہم سب بچ گئے جبکہ ہمیں

پاریتی سے معلومات حاصل کرنے کا موقع بھی مل گیا اور ہمیں معلو
ہو گیا کہ لائم لائٹ فارمولا نیلور جزیرے میں واقع لیبارٹری میں
شفٹ کر دیا گیا ہے۔ یہ بات انتہائی سیکرٹ تھی لیکن جب شاگا
نے اس بارے میں سیکرٹری سائنس سے معلوم کیا تو پاریتی وہاں
موجود تھی۔ پھر میں نے پاریتی کی آواز اور لہجے میں شاگل سے
اسے باقاعدہ کنفرم کیا چنانچہ اب ایک اہم فارمولا ہمیں مل چکا ہے
دوسرا ہم نیلور لیبارٹری سے لے آئیں گے''...... عمران نے مسلسل
بولتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کبھی نیلور جزیرے پر گئے ہیں''۔ بلیک
زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایک بار ایک مشن کے سلسلے میں وہاں جانا پڑا تھا چند
روز کے لئے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... عمران نے چونک کر
کہا۔

''میں وہاں کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ تو کلوزڈ سٹی ہے۔
پورے جزیرے پر انتہائی گھنا اور خوفناک جنگل ہے۔ تھوڑا سا جزیرہ
درختوں سے خالی ہے تو وہاں کافرستان ایئر فورس کا قبضہ ہے اور
شاید دو تین ہزار افراد وہاں رہتے ہوں چھوٹے سے شہر میں۔ وہاں
داخل ہوتے ہی انسان چیک ہو سکتا ہے کیونکہ جنگل میں اسے ویسے
ہی موت کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ ایئر فورس نے اس جنگل میں خفیہ
کیمرے نصب کر رکھے ہیں اور دن رات جنگل کی مانیٹرنگ ہوتی

رہتی ہے۔ وہاں آبادی کا ہر آدمی ایک دوسرے کو جانتا ہے وہاں
کوئی چھپ ہی نہیں سکتا اور لیبارٹری کے بارے میں بتایا گیا ہے
کہ لیبارٹری اس جزیرے کے شمال مشرقی علاقہ میں واقع ہے اور
یہ علاقہ چار دیواری کے اندر ہے اور چاروں طرف ایئر فورس کے
آفسز ہیں اور واچ ٹاورز ہیں جہاں سے باقاعدہ مانیٹرنگ ہوتی رہتی
ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم کب وہاں گئے تھے اور کیسے تمہیں اس قدر تفصیل کا علم
ہوا''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں وہاں گیا تھا۔ میں نے کہا ہے
کہ میں وہاں کے بارے میں جانتا ہوں۔ تقریباً چار پانچ سال
پہلے نیلور میں لیبارٹری بنائی گئی تو میں نے ناٹران سے کہا کہ وہ اس
جزیرے کے بارے میں تفصیلی لیکن مصدقہ معلومات مجھے مہیا کرے
تاکہ معلومات ریکارڈ میں رکھی جا سکیں اور ضرورت پڑنے پر ان سے
باقاعدہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ناٹران نے فائل بنا کر بھجوائی جو
لائبریری میں موجود ہے۔ اس میں ساری تفصیلات موجود ہیں جو
میں نے آپ کو بتائی ہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ میں تو اس لئے پریشان تھا کہ اس بارے
میں مصدقہ معلومات کہاں سے اور کس سے حاصل کی جائیں۔ ویری
گڈ۔ تم نے تو میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ لے آؤ

فائل''...... عمران نے واقعی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیر
چہرہ عمران کے منہ سے اپنی تعریف سن کر پھول کی طرح کھل اٹھا
''میں ابھی لے آتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر
تیز قدم اٹھاتا لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد
واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل موجود تھی۔ اس نے فا
عمران کے سامنے رکھی اور مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران
فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک
زیرو دونوں ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں اٹھائے واپس آیا۔ ا
نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری اٹھائے وہ ا
کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ عمران نے فائل پڑھنے کے ساتھ سات
چائے بھی سپ کرنا شروع کر دی۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ا
نے طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

''گڈ۔ اچھی معلومات ہیں لیکن ہمیں بہرحال لائم لائٹ ک
فارمولے کو حاصل کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو شمال مشرقی ک
طرف سے اس جزیرے میں داخل ہونا چاہئے۔ اس طرح آپ
خوفناک جنگل سے گزرنے سے بچ جائیں گے۔ وہاں ائیر فورس
کے دفاتر اور واچ ٹاورز البتہ موجود ہیں ان سے ہر صورت بچنا
پڑے گا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''فائل میں جو تفصیل موجود ہے اس کے مطابق ایسا کرنا خودکشی

کے مترادف ہے۔ اس علاقے کی مانیٹرنگ بہت سخت ہے اس لئے
جنگل سے ہی گزرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وہاں کیمرے نصب ہیں جو چند لمحوں میں آپ کی
نشاندہی کر دیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''خفیہ کیمرے روشنی کی بجائے مخصوص ریز سے کام کرتے ہیں
اس لئے اینٹی ریز آلات پاس ہوں تو یہ کیمرے حرکت میں ہی
نہیں آتے۔ دوسرے لفظوں میں خفیہ کیمرے تصاویر ہی نہیں بنا سکتے
البتہ وہاں انسانی آنکھیں کہیں سے دیکھ رہی ہوں تو اس چیکنگ
سے بچنا ہو گا''...... عمران نے جواب دیا تو اس بار بلیک زیرو نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
جولیا کی آواز سنائی دی۔

''صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔
میں نے عمران کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہاری ٹیم کی سربراہی کرتے
ہوئے کافرستان میں مشن مکمل کرے اور تمہارے فلیٹ پر جا کر تم
سب کو بریفنگ دے''...... عمران نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں کہا
اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ فور سٹارز ٹیم لے جاتے تو زیادہ بہتر تھا۔ یہ تو ابھی زخمی
ہیں۔ کھل کر کام نہیں کر سکیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہاں پہنچتے پہنچتے یہ نارمل ہو جائیں گے۔ انہوں نے اس مش
کے سلسلے میں موت کو کھلی آنکھوں سے دیکھا ہے اس لئے اب ا
مشن پر کام کرنے کے اصل حق دار بھی وہی ہیں۔ دوسری بات
کہ اب یہ زیادہ جوش و جذبے سے اس مشن کو کامیاب بنانے
لئے کام کریں گے"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو
مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس بار جنگل کے راستے ٹارگٹ پر پہنچنا ہو گا۔ یہ ویسا جنگل
نہیں ہے جسے جوزف جنگل کا نام دے سکے جہاں خونخوار درندے
اور وحشی قبائل نہ بستے ہوں ایسے جنگل کو تو جوزف نے جنگل تسلیم
کرنے سے ہی انکار کر دینا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر کچھ سوچ کر عمران واپس مڑا
اور اس نے بلیک زیرو کو جولیا کو کال کرنے سے منع کر دیا کیونکہ وہ
مشن پر روانہ ہونے پہلے کسی ایسے آدمی کو ٹریس کرنا چاہتا تھا جو نیلور
جزیرے کے چپے چپے سے واقف ہو۔

شاگل اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"پی اے ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں جناب۔ اب سے دو گھنٹے
بعد پرائم منسٹر صاحب نے آپ سے سپیشل میٹنگ کال کی ہے"۔ پی
اے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچ جاؤں گا"...... شاگل نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر کے دوبارہ ٹون آنے پر فون سیٹ پر
موجود ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی۔

"وکرم سے بات کراؤ"...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’وکرم لائن پر ہے چیف‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ہیلو۔ وکرم بول رہا ہوں چیف۔ حکم دیجئے‘‘...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’تم میرے آفس میں پہنچ جاؤ۔ فوراً‘‘...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ شاگل کا اسسٹنٹ وکرم تھا۔ وکرم نے بڑے مؤدبانہ انداز میں شاگل کو سلام کیا۔

’’بیٹھو‘‘...... شاگل نے کہا تو وکرم مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ چونکہ طویل عرصہ سے شاگل کے ساتھ کام کر رہا تھا اس لئے اسے شاگل کی نفسیات کا بخوبی علم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ شاگل کے سامنے ہمیشہ نہ صرف مؤدب رہتا تھا بلکہ بات چیت بھی انتہائی مؤدبانہ انداز میں کرتا تھا۔

’’دروپدی لیبارٹری میں بات چیت ریکارڈ کرنے کے خفیہ آلات نصب تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی زخمی حالت میں وہاں منگوائے گئے تھے۔ اس وقت سے لے کر آخری لمحے تک وہاں جو بات چیت ہوئی ہے اس کی مکمل ٹیپ لیبارٹری کے خفیہ تہہ خانے میں نصب رسیونگ مشین میں دستیاب ہو گئی ہے۔ تفصیل تو بڑی لمبی ہے لیکن مختصر یہ کہ پارٹی سے انہوں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ اس

دروپدی لیبارٹری کو ٹریپ کے طور پر خالی کیا گیا ہے اور یہاں سے لائم لائٹ فارمولے کو نیلور جزیرے میں موجود لیبارٹری میں شفٹ کیا گیا ہے۔ میرے ساتھ پارٹی کی فون پر جو گفتگو ہوئی تھی اس بارے میں بھی معلوم ہو گیا ہے کہ یہ گفتگو وہ شیطان عمران کر رہا تھا۔ اب مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ پارٹی سے پہلے ہی سب کچھ معلوم کر چکا تھا اس لئے اس نے ایسی باتیں کیں جن کا علم صرف پارٹی کو ہی تھا اس لئے مجھے شک نہ پڑ سکا۔ بہرحال اب ہمیں نیلور میں ان کا خاتمہ کرنا ہے اور میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ پہلے بھی تمہارا سیکشن نیلور میں کام کرتا رہا ہے لیکن اس بار تمہارا مقابلہ عمران سے ہو گا‘‘...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’آپ کی سرپرستی میں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ سے عمران کا کوئی مقابلہ نہیں ہے چیف۔ یہ تو صرف اس کی خوش قسمتی ہوتی ہے کہ وہ بچ کر نکل جاتا ہے لیکن اس بار خوش قسمتی بھی اس کا ساتھ نہیں دے گی‘‘...... وکرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں بدقسمت ہوں اور اکیلا عمران خوش قسمت ہے۔ نہیں بلکہ تم جیسے لوگوں کی حماقتوں کی وجہ سے وہ بچ کر نکل جاتا ہے۔ اب دیکھو۔ اس احمق پارٹی کو کہ اس کے آدمیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو زخمی کر دیا لیکن پارٹی نے فوراً انہیں ہلاک کرنے کی بجائے اسی زخمی حالت میں لیبارٹری میں منگوا لیا اور پھر مجھے فون کرنے شروع کر دیئے۔ جیسے

وہ چھوٹی بچی ہو اور بڑوں سے رائے لے کر آگے بڑھنا چاہتی ہو۔ میں اسے مل نہ سکا کیونکہ میں پرائم منسٹر ہاؤس میں میٹنگ میں گیا تھا۔ وقفہ ملنے پر عمران اور اس کے ساتھیوں نے پانسہ پلٹ دیا۔ اب بولو اس میں عمران کی خوش قسمتی کا کہاں سے دخل ہو گیا''۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں''...... وکرم نے خوشامدانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں ہمیشہ درست کہتا ہوں''۔ شاگل نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... وکرم نے جواب دیا۔

''تم اپنے سیکشن سمیت نیلور جانے کی تیاری کرو۔ ہم نے اس جزیرے کے دو اطراف میں سیکورٹی کے فرائض انجام دینے ہیں۔ جنگل کی طرف اور عقبی طرف۔ پرائم منسٹر صاحب سے ابھی میری میٹنگ ہے۔ میں ائیر فورس سے ہٹ کر خصوصی ساخت اور کلر کی یونیفارم کی منظوری لے لوں گا تاکہ ہم ائیر فورس سے علیحدہ نظر آئیں اور ہمارا کریڈٹ دوسرے نہ لے سکیں۔ تم جاؤ اور تیاری کرو۔ میں نے اب سپیشل میٹنگ میں جانا ہے''...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا تو وکرم بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد شاگل کی کار پرائم منسٹر ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ پرائم منسٹر نے یہ سپیشل میٹنگ کیوں کال

کی ہو گی۔ کیا پارٹی کی ناکامی کا سارا ملبہ اب اس پر گرایا جائے گا یا کوئی اور بات ہو گی اور پھر پرائم منسٹر ہاؤس پہنچ کر اسے فوراً سپیشل میٹنگ ہال میں پہنچا دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پچھلا دروازہ کھلا اور پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ان کا اے ڈی سی تھا جس کے ہاتھ میں سرخ کور والی فائل موجود تھی۔ شاگل نے اٹھ کر پرائم منسٹر کو سلام کیا۔

''بیٹھیں''...... پرائم منسٹر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد شاگل بھی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ اے ڈی سی نے مؤدبانہ انداز میں فائل پرائم منسٹر کے سامنے رکھی اور خود واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

''چیف شاگل۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ناکامی کا لفظ سننا ہی پسند نہیں کرتا۔ مجھے پرائم منسٹر کا حلف اٹھائے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور میں نے اس دوران ناکام ہونے والوں کو کبھی اور کسی صورت میں پسند نہیں کیا۔ انہیں ہر حالت میں اپنے عہدے چھوڑنے پڑے۔ میں نے آپ کے مشنز کی فائلوں کو چیک کیا ہے۔ ویسے تو آپ نے ایسی ایسی کامیابیاں حاصل کی ہیں جن پر پورے کافرستان کو فخر ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ بے شمار ایسے کیسز ہیں جن میں آپ کا اور آپ کی سیکرٹ سروس کا واسطہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے پڑا ہے اور آپ ناکام رہے ہیں۔ لیکن میں اس

لئے خاموش رہا کہ میرے دور حکومت میں آپ ناکام نہیں ہوئے۔
مجھ سے پہلے کی آپ کی ناکامی کا اثر مجھ پر نہیں پڑ سکتا تھا اس لئے
میں نے آپ کو آپ کے عہدے سے نہیں ہٹایا لیکن اب ایک کیس
سامنے آیا ہے جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس باقاعدہ حصہ لے رہی
ہے اور آپ کا ایک سیکشن ان کے مقابلے میں ناکام رہا ہے اور
آپ کے اس سیکشن کی چیف میڈم پاریتی اور اس کے ساتھی ہلاک
ہو گئے ہیں لیکن میں اس لئے خاموش رہا کہ آپ براہ راست اس
مقابلے میں شامل نہیں تھے لیکن اب قومی سلامتی کے مشیر کو اس
معاملے میں پاکیشیا اور کافرستان سے جو اطلاعات ملی ہیں اور انہیں
نے جس طرح مجھے بریف کیا ہے وہ اس فائل میں موجود ہے۔ اس
فائل کے مطابق انتہائی کارآمد فارمولے لائم لائٹ پر کام ہو رہا ہے
جو پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جائے گا اور اس کے پیچھے پاکیشیا
سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے۔ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاج
دینے کے لئے دروپدی لیبارٹری خالی کر دی تو وہ واقعی ڈاج کھا
گئے لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی سیکشن انچارج میڈم پاریتی بھی ماری
گئی اور باقی افراد بھی اور وہ سب بچ کر نکل گئے اور خفیہ طور پر جو
گفتگو وہاں ٹیپ ہوئی اس کے مطابق انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہے
کہ یہ فارمولا نیلور آئی لینڈ کی لیبارٹری میں پہنچ چکا ہے۔ نیلور
لیبارٹری کافرستان کی سب سے محفوظ اور ناقابل تسخیر لیبارٹری سمجھی
جاتی ہے۔ آج تک بے شمار غیر ملکی ایجنٹ یہاں پہنچنے کی کوشش میں

مارے جا چکے ہیں اس لئے اس اہم فارمولے کو یہاں سے نکال کر
کسی اور لیبارٹری میں نہیں بھیجا جا سکتا۔ اس پر یہیں کام ہو گا اور
میں نے سائنسدانوں سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق
اس فارمولے پر ابھی دو تین ماہ مزید کام ہو گا۔ اس کے علاوہ اس
لیبارٹری میں اور بھی کئی انتہائی اہم فارمولوں پر کام ہو رہا ہے اس
لئے اس لیبارٹری کی تباہی کافرستان کے لئے ناقابل برداشت ہو
گی۔ میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ میں آپ کو وارننگ
دوں کہ نیلور مشن میں ناکامی آپ کے لئے انتہائی تباہ کن ثابت ہو
گی۔ آپ کو نہ صرف سیکرٹ سروس کے چیف کے عہدے سے ہٹا
دیا جائے گا بلکہ آپ کے خلاف انتہائی سخت کارروائی بھی ہو گی اور
کسی قسم کا کوئی بہانہ نہیں سنا جائے گا۔ اس لئے اپنی پوری صلاحیتیں
اور پوری طاقتیں صرف کر دیں“...... پرائم منسٹر نے مسلسل اور نان
سٹاپ انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ اور اگر ہم کامیاب ہو گئے تو“...... شاگل نے کہا۔

”تو آپ کو کافرستان کا سب سے بڑا ایوارڈ دیا جائے گا“۔
پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

”تھینک یو سر۔ تو پھر ایوارڈ تیار رکھیں۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ ہم
اس بار یہ ایوارڈ ضرور حاصل کریں گے“...... شاگل نے بڑے
بااعتماد لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ آپ کا اعتماد بتا رہا ہے کہ آپ اس بار کامیاب ہوں

گے اور اس صورت میں آپ کو واقعی ایوارڈ ملے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے''...... پرائم منسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا تو شاگل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''یس سر۔ ہم ہر حالت میں کامیاب ہوں گے''...... شاگل نے اٹھ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ لک''...... پرائم منسٹر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جب وہ کمرے سے باہر چلے گئے تو شاگل بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ صرف وکرم پر انحصار کرنے کی بجائے خود نیلور جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرے گا۔

عمران نے کار رائل کلب کی پارکنگ کی طرف موڑ دی۔ دوپہر کا وقت تھا اور اس وقت کلبوں میں ویرانی چھائی ہوئی تھی کیونکہ کلب شام سے بھرنے شروع ہوتے تھے اور پھر ساری رات اودھم مچا رہتا تھا۔ وسیع و عریض پارکنگ تقریباً ویران پڑی تھی۔ عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پھر مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی چونکہ کلب میں لوگوں کے آنے کا وقت نہ ہوا تھا اس لئے پارکنگ بوائے بھی ابھی تک نہ آیا تھا۔ مین گیٹ پر ایک باوردی دربان موجود تھا جس نے نہ صرف دروازہ کھولا بلکہ جھک کر عمران کو سلام بھی کیا۔

''کیا ہوا۔ کیا ''چونی'' گر گئی ہے فرش پر''...... عمران نے دربان کے جھکتے ہی خود بھی اس طرح جھک کر فرش پر دیکھنا شروع کر دیا جیسے واقعی فرش پر گر جانے والی ''چونی'' تلاش کر رہا ہو۔

''میں تو آپ کا احترام کر رہا ہوں جناب''...... دربان نے

عمران کو جھکتے دیکھ کر سر اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اوہ اچھا۔ پھر تو تمہیں چونی ڈھونڈ کر دینی ہی پڑے گی لیکن یہاں تو چونی کہیں نظر نہیں آ رہی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ چونی کا دور تو ختم ہو گیا۔ اب تو نوٹوں کا دور ہے''۔ دربان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ شاید عمران سے واقف نہ تھا۔ چونکہ عمران اکثر اس کلب میں آتا جاتا رہا تھا اور کلب کا جنرل مینجر سمتھ اس کا خاصا دوست تھا اور چونکہ سمتھ کسی غلط کاروبار میں ملوث نہ تھا اس لئے عمران سے اس کی دوستی چلی آ رہی تھی۔ عمران آج ایک خصوصی کام کے سلسلے میں اس سے ملنے آیا تھا۔ شام کے بعد رات گئے تک چونکہ سمتھ بے حد مصروف رہتا تھا اس لئے عمران نے اس وقت کا انتخاب کیا تھا جب سمتھ فارغ ہوتا۔

''اوہ اچھا۔ پھر تو نوٹ دینے ہوں گے۔ اچھا اب بولو کتنے روپوں کا احترام کیا ہے تم نے''...... عمران نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ ہم جیسے دربانوں سے بھی بات کر لیتے ہیں۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے''...... دربان نے جواب دیا۔

''ارے تم تو جسے چاہو اندر جانے سے روک دو۔ تم تو کنٹرولر ہو۔ کنٹرولر''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب

سے ہاتھ نکالا اور دو بڑے نوٹ دربان کی جیب میں ڈال کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ہال تقریباً خالی تھا۔ اکا دکا افراد وہاں موجود تھے۔ کاؤنٹر پر دو لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک سروس دینے میں مصروف تھی جبکہ دوسری سامنے فون سیٹ رکھے بیٹھی تھی۔

''یس سر''...... لڑکی نے عمران کو کاؤنٹر پر رکتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اب تک کتنی بار یس کہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کتنی بار یس۔ کیا مطلب سر''...... لڑکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تین بار یس کہنے سے نکاح ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کا چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔

''اس کے لئے نیت بھی ہونی چاہئے سر''...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نیت کا حال خدا جانتا ہے۔ بہرحال احتیاط کیا کرو۔ ورنہ کوئی ہاتھ پکڑ کر تمہیں لے جائے گا اور ہم تمہیں دیکھنے سے محروم رہ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ آپ کے لئے تو میں صرف تین بار کیا تین ہزار بار یس کہنے کے لئے تیار ہوں''...... لڑکی نے اس بار بڑے بے باک لہجے

میں کہا تو عمران کا چہرہ بے اختیار متغیر ہو گیا۔

''سمتھ کو کہو کہ علی عمران آیا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا اور آگے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی کے بے باک جملے نے اس کا موڈ واقعی آف کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سمتھ کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

''آؤ آؤ۔ مجھے کیتھی نے فون کر کے بتا دیا تھا''...... سمتھ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ کرنے اور رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد عمران میز کی سائیڈ میں موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا تو اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، دروازہ کھلا اور ایک نوجوان مقامی مشروب کی بوتل ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا۔ شاید سمتھ نے کیتھی کا فون سنتے ہی مشروب کا آرڈر دے دیا تھا۔ آنے والے نے مشروب کی بوتل عمران کے سامنے رکھی اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

''بہت سنجیدہ نظر آ رہے ہو۔ کوئی خاص بات''...... سمتھ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''تمہاری اس کیتھی نے میرا موڈ خراب کر دیا ہے''...... عمران نے مشروب سپ کرتے ہوئے کہا تو سمتھ، عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیتھی نے۔ کیوں۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے''...... سمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لڑکی کا ذوق اچھا نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ذوق اچھا نہیں ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کھل کر بات کرو''...... سمتھ نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں تو عمران نے اس سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

''تو اس میں بدذوق والی کون سی بات ہے۔ ایسا مذاق تو ہوتا رہتا ہے۔ تم نے اس کی تعریف تو اس نے تمہاری کر دی۔ پھر''۔ سمتھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ تو خوبصورت ہے۔ ہے نا۔ تم بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہے مگر''...... سمتھ نے کہا۔

''مگر میں تو خوبصورت نہیں ہوں۔ اس لئے اس کا میرے بارے میں ایسا فقرہ بدذوقی کے علاوہ اور کیا ہے۔ چلو تم جیسے مردانہ وجاہت کے شاہکار کے لئے تو یہ فقرہ بولا جا سکتا ہے مگر مجھے تو خواتین مڑ کر بھی نہیں دیکھتیں کہ کہیں لوگ انہیں بدذوق نہ سمجھنا شروع کر دیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سمتھ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''تم نے توجیہہ تو بڑی اچھی پیش کی ہے لیکن طویل عرصے سے تم سے ملاقات ہو رہی ہے اس لئے میں تمہارے مزاج سے واقف ہوں۔ کیتھی کی بے باکی نے تمہارا موڈ خراب کر دیا ہے۔ اصل میں کیتھی طویل عرصہ سے کلبوں میں کام کر رہی ہے اور کلبوں کا ماحول ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس میں کیتھی کا کوئی قصور نہیں ہے۔ بہرحال

چھوڑو اس بات کو۔ کوئی اور بات کرو‘‘...... سمتھ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’تم کافرستان میں بھی بڑے طویل عرصہ تک رہے ہو اور ایک بار تم نے بتایا تھا کہ تم نے نیلور آئی لینڈ میں بھی کلب بنانے کا پروگرام بنایا تھا اور وہاں کا سروے بھی کیا تھا۔ کیا واقعی میں درست کہہ رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تم درست کہہ رہے ہو۔ یہ بات ہوئی تھی۔ وہاں ایئر فورس کا بہت بڑا اڈہ ہے۔ ایئر فورس کے اعلیٰ حکام میں سے ایک میرا دوست تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ میں نیلور میں کلب بناؤں کیونکہ وہاں کوئی کلب نہ تھا اور وہاں کے لوگوں کو اس قسم کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے نیلور سے قریبی شہر شاکھا جانا پڑتا تھا جو اتنا بھی نزدیک نہیں ہے۔ اس پر اخراجات بھی زیادہ آتے ہیں لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات‘‘...... سمتھ نے کہا۔

’’میں وہاں سیاحت کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ وہاں کی قدیم آبادی جو بہت مختصر سی ہے۔ اب بھی ہزاروں سال پہلے کے تمدن، کلچر اور رسم و رواج میں رہ رہے ہیں حالانکہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ وہاں تقریباً تین چار ہزار کی آبادی ہے وہ بالکل علیحدہ رہتی ہے۔ پہلے تو انہوں نے جزیرہ چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا لیکن پھر سنا تھا کہ بہت سے لوگ وہاں سے نکل کر کافرستان میں

کاروبار اور ملازمتیں کرنے لگے ہیں۔ ہاں۔ ایک کو تو میں بھی جانتا ہوں۔ مجھے یاد آ گیا۔ وہ شاکھا کے ایک ہوٹل میں سپروائزر ہے۔ وہ وہاں میرے کلب میں ویٹر تھا۔ پھر وہ دوسرے کلب میں ہیڈ ویٹر بن گیا پھر میں نے اس کی سفارش کی تو وہ سپروائزر بن گیا۔ اس کا نام مراجا ہے۔ وہ اگر اب بھی ہے تو میں اس سے تمہاری سفارش کر سکتا ہوں۔ وہ تمہیں ساتھ لے جا کر وہاں کے لوگوں سے ملوا سکتا ہے‘‘...... سمتھ نے کہا۔

’’تم اسے تلاش کر سکتے ہو۔ بس میرا تعارف کرا دینا۔ میں اسے بھاری معاوضہ بھی دوں گا‘‘...... عمران نے کہا تو سمتھ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’لیں۔ انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’یہاں سے کافرستان کا رابطہ نمبر اور پھر کافرستان کے ایک ساحلی شہر شاکھا کا رابطہ نمبر دیں‘‘...... سمتھ نے کہا۔

’’ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

’’ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں‘‘...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس''...... سمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ سمتھ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہ شاکھا انکوائری ہے''...... سمتھ نے پوچھا۔

''یس۔ فرمایئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سٹی کلب کا نمبر دیں''...... سمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو سمتھ نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سٹی کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں چیف سپروائزر مراجا ہو گا۔ اس سے بات کرا دیں۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں''...... سمتھ نے کہا۔

''سوری سر۔ ہمارے کلب میں اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آپ کسی ایسے آدمی سے رابطہ کرا دیں جو طویل عرصہ سے اس کلب میں کام کر رہا ہو''...... سمتھ نے کہا۔

''وکراس سے بات کر لیں۔ وہ یہاں طویل عرصہ سے ہیں اور اب چیف ہیڈ ویٹر ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ وکراس بول رہا ہوں سٹی کلب سے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن آواز سے ہی پتہ

چلتا تھا کہ بولنے والا خاصا عمر کا آدمی ہے۔

''میں پاکیشیا سے سمتھ بول رہا ہوں۔ اب سے دس سال قبل سٹی کلب میری ملکیت تھا۔ پھر وہاں ڈیتھ سینڈیکیٹ کا عمل دخل شروع ہو گیا اور مجھے اسے فروخت کر کے کافرستان چھوڑنا پڑا۔ کیا تم اس وقت سٹی کلب میں تھے یا کہیں اور''...... سمتھ نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ماسٹر سمتھ۔ آپ۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ آپ عملے کے ساتھ بے حد شفیق تھے۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ آپ ٹھیک تو ہیں''...... وکراس نے کہا۔

''ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ تمہیں مراجا تو یاد ہو گا۔ وہ سٹی کلب میں ہی کام کرتا تھا۔ یاد ہے''...... سمتھ نے کہا۔

''ہاں۔ مراجا نیلوری''...... وکراس نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ وہی۔ اب وہ کہاں ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے''...... سمتھ نے کہا۔

''مراجا اس وقت چیف کلب میں اسسٹنٹ مینجر ہے جناب''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ اچھا۔ شکریہ''...... سمتھ نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ ٹون آنے پر اس نے شاکھا کے رابطہ نمبر ملا کر انکوائری کے نمبر ملا دیئے انکوائری کے نمبر چونکہ اقوام متحدہ کے تحت پوری دنیا میں ایک ہی رکھے جاتے تھے اس لئے یہ نمبر پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔

''یس انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی

دی۔

''چیف کلب کا نمبر دیں''...... سمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو سمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے دوبارہ پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

''یس چیف کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا کے رائل کلب کا جنرل مینجر سمتھ بول رہا ہوں۔ اسسٹنٹ مینجر مراجا ہیں۔ ان سے بات کرنی ہے''...... سمتھ نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مراجا بول رہا ہوں اسسٹنٹ مینجر''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے اندازہ ہوتا تھا کہ بولنے والا مضبوط جسم کا مالک ہے۔

''مراجا۔ میں سمتھ بول رہا ہوں۔ سٹی کلب شاکھا کا سمتھ۔ یاد ہے تمہیں یا نہیں''...... سمتھ نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ باس۔ آپ۔ آپ تو ہمیں بھول ہی گئے۔ نجانے آج کتنے عرصے بعد آپ کی آواز دوبارہ سنی ہے۔ گڈ گاڈ''۔ دوسری طرف سے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''میں نے بھی بڑی تگ و دو کے بعد تمہارا نمبر حاصل کیا ہے۔

پہلے اسسٹنٹ مینجر بننے کی مبارکباد وصول کرو''...... سمتھ نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ یہ سب آپ کا پڑھایا ہوا سبق ہے کہ خوب محنت کرو اور ایمانداری سے رہو۔ آپ کی مہربانی ہے جناب''۔ مراجا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ اب بھی نیلور جاتے رہتے ہو یا بالکل چھوڑ دیا ہے وہاں آنا جانا''...... سمتھ نے کہا۔

''جناب۔ میری دو بہنیں اور تین بھائی وہاں رہتے ہیں۔ میں نے اپنے بیٹے کی شادی بھی وہاں کی ہے۔ آنا جانا لگا رہتا ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص بات''...... مراجا نے کہا۔

''میرا ایک پاکیشیائی دوست کتابیں لکھتا ہے۔ اس نے اقوام متحدہ سے ایک کتاب لکھنے کا پراجیکٹ لیا ہے جس کے مطابق اس نے نیلور کی قدیم تاریخ، وہاں رہنے والوں کے رسم و رواج اور قدیم دور سے اب تک ہونے والی ترقی کے بارے میں لکھنا ہے۔ میں چونکہ کافرستان میں رہ چکا ہوں اس لئے اس نے مجھ سے بات کی تو مجھے تم یاد آ گئے اس طرح بات آگے بڑھی ہے''...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں ایئرفورس کا مین سپاٹ ہے اور کوئی لیبارٹری بھی ہے جس کی وجہ سے وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں اور کسی غیر ملکی کو اور غیر آدمی کو جزیرے میں کسی بھی طرف سے داخل نہیں ہونے دیتے لیکن آپ جانتے ہیں کہ ایسی جگہوں پر اپنی سہولت

کے لئے خفیہ راستے بنا لئے جاتے ہیں۔ ایسے راستے سے میں آپ کے مہمان کو وہاں لے جاسکتا ہوں لیکن انہیں چار دیواری کے اندر رہنا ہو گا اور وہ بھی دو تین روز سے زیادہ نہیں۔ اس دوران میں انہیں بوڑھے بزرگوں سے ملوا دوں گا جن سے وہ قدیم تاریخ اور رسم و رواجات کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں لیکن اس میں بھی ایک شرط ہو گی کہ اگر وہ چیک ہوئے اور پکڑے گئے تو ہم میں سے کوئی ان کی مدد کے لئے آگے نہیں آئے گا اور جو ان کی قسمت ہوگی وہی انہیں بھگتنا ہو گا''...... مراجا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم نے سچ بولا ہے جو مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ میں اپنے دوست کو سب کچھ بتادوں گا اس کے باوجود اگر اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہو گی تو وہ تم سے رابطہ کر لے گا''...... سمتھ نے کہا۔

''نام مائیکل بتانا''...... عمران نے آہستہ سے کہا اور سمتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرے دوست کا نام مائیکل ہے۔ وہ تمہیں میرا حوالہ دے گا۔ اگر تم کوئی معاوضہ لینا چاہو تو وہ بھی مل سکتا ہے''...... سمتھ نے کہا۔

''ان سے ملنے کے بعد اس کا فیصلہ ہو گا سر۔ ہو سکتا ہے ان کا کام بہت طویل ہے اور دو تین بار انہیں وہاں جانا پڑے تو وہاں کے لوگوں کو کچھ نہ کچھ تو دینا ہی پڑے گا''...... مراجا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ گڈ بائی''...... سمتھ نے کہا اور

رسیور رکھا اور پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے پیڈ میں سے ایک کاغذ پھاڑا اور اس پر مراجا کا عہدہ، کلب کا نام اور فون نمبر لکھ کر اس نے عمران کی طرف کاغذ بڑھا دیا۔ عمران نے کاغذ لے کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

''او کے۔ ہیلپ کا بے حد شکریہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر سڑک کی سائیڈ میں نظر آنے والے پبلک فون باکس کے قریب اس نے کار روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ باکس میں داخل ہو گیا۔ اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر فون سیٹ کے مخصوص خانے میں ڈالا اور پھر اسے دبایا تو فون سیٹ پر سبز بلب جل اٹھا۔ عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ چیف کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''اسسٹنٹ مینجر مراجا سے بات کرائیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے آواز اور لہجہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مراجا بول رہا ہوں اسسٹنٹ مینجر''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مراجا کی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا کے سمتھ کے حوالے سے مائیکل بول رہا ہوں۔ ابھی آپ سے سمتھ نے بات کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ آپ۔ فرمائیے''...... مراجا نے کہا۔

''مسٹر مراجا۔ میں نے اس لئے آپ کو براہ راست کال کی ہے کہ اگر آپ ہماری مدد کریں تو ہم اقوام متحدہ سے ملنے والے اخراجات میں سے دس ہزار ڈالرز آپ کو ایڈوانس ادا کر سکتے ہیں اور اگر آپ مزید مدد کریں گے تو مزید معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے اور اس بارے میں کسی کو تو ایک طرف سمتھ کو بھی نہیں بتایا جائے گا''...... عمران نے لالچ کا جال پھینکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس نے مراجا کی باتوں سے لالچ کا عنصر نمایاں طور پر محسوس کر لیا تھا۔

''اوہ سر۔ آپ واقعی کام لینا جانتے ہیں۔ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ کا کام آپ کی منشا کے مطابق ہو گا''...... مراجا نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ مجھے فون پر اس راستے کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیں تاکہ میری تسلی ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ نیلور سے دو بحری میل دور عقب میں ایک چھوٹا سا زمین کا حصہ جسے ٹاپو کہا جاتا ہے، موجود ہے۔ وہاں کسی قسم کی کوئی تنصیب نہیں ہے اور نہ ہی وہاں کوئی آدمی ہوتا ہے۔ وہاں تک موٹر بوٹس آتی جاتی رہتی ہیں۔ ہم موٹر بوٹس پر وہاں جائیں گے۔ وہاں غوطہ خوری کا لباس پہن کر ہم نیلور کے عقبی طرف غوطہ خوری کے

ذریعے پہنچیں گے تاکہ واچ ٹاور والوں کو ہم نظر نہ آ سکیں۔ وہاں ایک چھوٹا سا کریک ہے جس میں سمندر کا پانی ہر وقت بھرا رہتا ہے۔ اس کے اوپر کی طرف ایک قدرتی سرنگ کا دہانہ ہے۔ اس دہانے سے ہم اندر جا کر جہاں نکلیں گے وہاں وہ بستی ہے جس کے بزرگوں سے آپ کو ملنا ہے۔ اس طرح آپ کسی کی نظروں میں آئے بغیر بستی کے اندر پہنچ جائیں گے''...... مراجا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ سرنگ لیبارٹری یا ائیر فورس سپاٹ سے تو نہیں گزرتی''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ یہ لیبارٹری کی سائیڈ سے اور ائیرفورس سپاٹ سے کافی فاصلے سے گزرتی ہے''...... مراجا نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں تین چار روز میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ آپ کا معاوضہ اور دیگر اخراجات آپ کو پہنچا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کا انتظار کروں گا''...... مراجا نے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر کارڈ کو مزید آگے کر کے اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو۔ تم جولیا کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ فارن ٹیم کے ساتھیوں کو فوری اپنے فلیٹ پر کال کرے۔

میں وہیں جا رہا ہوں۔ میں نے نیلور میں داخلے کا بندوبست کر لیا ہے۔ باقی جو ہو گا وہیں ہو گا۔ اس لئے ہم فوری یہاں سے روانہ ہوں گے لیکن بذریعہ ناپال''...... عمران نے کہا۔

''ناپال۔ لیکن وہ تو نیلور سے بہت دور ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہاں یقیناً ہماری نگرانی ہو رہی ہو گی۔ اس لئے پہلے ہم ناپال جائیں گے تاکہ نگرانی کرنے والے ڈاج کھا جائیں۔ پھر ناپال سے ہم کافرستان کے دارالحکومت اور پھر وہاں سے شاکھا جائیں گے اور پھر نیلور''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں فون کر دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور رکھا اور کارڈ فون سیٹ کے خانے سے نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس بلڈنگ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس میں جولیا کا فلیٹ تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران چھ ماہ بعد اپنی رہائش گاہیں اور کاریں بدل دیا کرتے تھے اور نئی رہائش گاہ کے بارے میں وہ سب ایک دوسرے کو بتا دیتے تھے۔ چیف کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ سب کا فون نمبر وہی رہے گا اور رہائش گاہ بدلنے سے فون نمبر نہ بدلتا تھا۔ یہ سب کیسے ہوتا تھا اسے جاننے کی انہوں نے کوشش ہی نہ کی تھی۔ انہیں صرف اتنا معلوم تھا کہ جب وہ نئی رہائش گاہ میں جاتے تھے تو اس بارے میں چیف کو اطلاع کرتے تھے۔ کچھ

دیر بعد فون کا پہلا نمبر آف ہو جاتا تھا اور ان کا نمبر کام کرنا شروع کر دیتا تھا۔ جولیا اس فلیٹ میں ابھی ایک ہفتہ پہلے شفٹ ہوئی تھی۔ اس لئے عمران پہلی بار وہاں جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس بلڈنگ کی پارکنگ میں پہنچ گیا لیکن یہاں اسے اپنے کسی ساتھی کی کار نظر نہ آ رہی تھی صرف جولیا کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر اس نے دروازہ بند کر کے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بلڈنگ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں عمارت کے ساتھ باقاعدہ ایک بڑا سا بورڈ دیوار پر موجود تھا جس پر اس بلڈنگ میں رہنے والے افراد کے نام اور فلیٹ نمبر دیئے گئے تھے۔ عمران نے جولیا کے فلیٹ کا نمبر چیک کیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ گو وہاں لفٹس موجود تھیں اور لوگ لفٹس کے ذریعے آ جا رہے تھے لیکن عمران کی عادت تھی کہ جب اسے جلدی نہ ہوتی تو وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح جسم کی معقول ورزش ہو جاتی ہے۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔

''کون ہے''...... اندر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بیرونی دروازہ فلیٹ پر حاضر ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب تک کوئی ساتھی نہ آ جائے تم باہر رہو''...... جولیا کی آواز

سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز سنائی دی۔

''کیا مطلب۔ کیا تم مجھ سے خوفزدہ ہو کہ میں تمہیں اغوا کر کے لے جاؤں گا۔ ویری بیڈ مسٹر علی عمران۔ تمہارا معروفی کردار سامنے آ گیا۔ اب روؤں یہ پیٹوں جگر کو میں''...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... اندر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں۔ یہ تم نے کیا کیا ہے مس جولیا۔ عمران صاحب پارکنگ میں کھڑے دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جولیا نے میرے کردار پر شک کیا ہے''...... عمران نے صفدر کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ مجھے دھوکہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو مرضی آئے کرو۔ روؤ یا پیٹو۔ میں اس وقت تک دروازہ نہیں کھولوں گی جب تک کوئی ساتھی نہ آ جائے''...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر کھٹاک کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار ایک سانس لے کر سائیڈ پر ہٹ گیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ جولیا نے صفدر کی آواز سننے کے بعد بھی دروازہ کیوں نہیں کھولا۔ اسے دراصل دروازے سے ہٹنے کا خیال نہ رہا تھا جبکہ دروازے میں سپائی آئی لگی ہوئی تھی۔ خفیہ آنکھ جو باہر سے نظر نہیں آتی تھی لیکن اندر سے باہر بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ عمران مڑ کر سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا اور پھر پارکنگ میں جا کر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

اس نے کار میں ٹیپ آن کر دیا تو کار میں ہلکی پھلکی لیکن دلکش موسیقی بکھرنے لگی۔ عمران مزے سے بیٹھا موسیقی سن رہا تھا کہ اس نے تنویر کی کار پارکنگ میں داخل ہوتے دیکھی تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ تنویر نے عمران کی کار سے آگے لے جا کر کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور عمران طرف آ گیا۔

''تم یہاں کیوں ہو۔ کیا جولیا فلیٹ میں نہیں ہے''...... تنویر نے کہا۔

''وہ موجود ہے لیکن اس نے مجھے منع کر دیا ہے کہ جب تک کوئی ساتھی نہ آ جائے، میں اندر نہیں جا سکتا۔ اس لئے یہاں آ کر بیٹھا ہوں''...... عمران نے رو دینے والا منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''ٹھیک کیا ہے اس نے۔ شائستگی کا یہی تقاضا تھا۔ آؤ اب میں آ گیا ہوں''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کو جولیا کی طرف سے جو جواب ملا تھا اس نے تنویر کے دل کی کلی کھلا دی تھی۔

''تم۔ تم ساتھی نہیں ہو۔ رقیب روسیاہ۔ اوہ سوری۔ روسفید ہو۔ جاؤ تم''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر مسکراتا ہوا مڑا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے رقیب روسیاہ کہنے پر بھی غصہ نہ آیا تھا۔ عمران اس کے جانے کے بعد بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا نے اکیلے تنویر کو بھی اندر داخل نہیں ہونے دینا البتہ تنویر سے ہٹ کر باقی ساتھیوں کی اور بات ہے اور وہی ہوا۔

تھوڑی دیر بعد تنویر منہ لٹکائے واپس آ گیا۔

''میں واپس جا رہا ہوں۔ جولیا نے میری بے عزتی کر دی ہے۔ میں اسے بھی گولی مار دوں گا اور چیف کو بھی۔ نانسنس۔ وہ اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے نانسنس''...... تنویر نے غصے کی شدت سے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سیدھا اپنی کار کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''کیا ہوا تنویر۔ جو اس قدر غصہ آ رہا ہے تمہیں''...... عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''اس نے کہا ہے کہ میں اکیلا اندر جانے کی بجائے عمران کو ساتھ لے آؤں۔ اب تم خود بتاؤ جولیا نے ہمارے کردار پر شبہ کیا ہے۔ نانسنس''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ابھی تم مجھے کہہ رہے تھے کہ شائستگی کا یہی تقاضہ ہے اور اب کیا ہوا''...... عمران نے کہا لیکن تنویر کوئی جواب دیئے بغیر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

''چیف نے مشن کے لئے میٹنگ کال کی ہے اس لئے مجبوراً مجھے بھی یہاں رکنا پڑا ہے ورنہ میں بھی چلا جاتا''...... عمران نے کہا تو تنویر کار کے قریب پہنچ کر رک گیا اور پھر لمبے لمبے سانس لے کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے صالحہ کی کار پارکنگ میں داخل ہوئی۔

''ارے تم دونوں یہاں کیوں کھڑے ہو''...... صالحہ نے نیچے اتر

کر کار لاک کرتے ہوئے عمران اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اسے ساری بات بتا دی۔ صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''جولیا اب مذہبی رنگ میں ڈھلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ آیئے میرے ساتھ''...... صالحہ نے کہا۔

''تم جاؤ۔ ہم صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ آئیں گے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کا مطلب سمجھ گئی ہوں۔ جولیا کو میں کہوں گی کہ وہ آپ دونوں سے معذرت کرے''...... صالحہ نے کہا۔

''تم نے اسے معذرت کا کہا تو وہ تمہیں بھی فلیٹ سے نکال دے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے صفدر کی کار پارکنگ میں داخل ہوئی اور ان کی کاروں کے قریب آ کر رک گئی۔

''آپ سب یہاں۔ خیریت''...... صفدر نے کار روک کر تیزی سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''بزرگ کہتے ہیں کہ میرا حال نہ پوچھ، میرا چہرہ دیکھ لے۔ اس لئے تم بھی چہرے دیکھ لو اور حال مت پوچھو۔ وہ بتانے کے قابل نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ تنویر، تم بتاؤ کیا ہوا ہے۔ جولیا تو بخیریت ہے''...... صفدر نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس کی آنکھوں میں بھی حیرت

کے تاثرات موجود تھے۔

''میں بتاتی ہوں''...... صالحہ نے کہا اور پھر اس نے عمران اور تنویر دونوں کے اکیلے اکیلے فلیٹ پر جانے اور جولیا کا انہیں اندر داخل نہ ہونے کے بارے میں بتا دیا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اس کے کاندھوں سے اتر گیا ہو۔

''عمران صاحب۔ اب اگر جولیا نے مشرقی روایات اپنا لی ہیں تو آپ ناراض ہو رہے ہیں۔ آپ خود ہی تو بتاتے ہیں مشرقی آداب یہی ہیں کہ کوئی مرد اکیلی لڑکی یا عورت کے کمرے میں نہ جائے چاہے وہ بہن ہو یا بیٹی۔ آپ ہی بتاتے ہیں کہ مشرق میں بچوں کے سامنے ان کے ماں باپ ایک صوفے پر نہیں بیٹھتے''۔ صفدر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی یہ ہماری غلطی تھی۔ اوکے آؤ''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب جولیا کے فلیٹ کی طرف چل پڑے۔ تنویر کا غصے سے بھرا چہرہ صفدر کی باتیں سن کر نارمل ہو گیا تھا۔ فلیٹ کے بند دروازے پر پہنچ کر عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... اندر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''یہ پوچھو کہ کون نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم مع مجھ کرائے کے سپاہی کے ڈپٹی چیف کے دروازے پر موجود ہے''۔

عمران نے جواب دیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ڈور فون بند ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ جولیا ایک طرف ہٹ گئی تو عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو گئے۔

''تمہیں اس حد تک نہیں جانا چاہیے تھا جولیا۔ اس طرح دوسروں کی توہین ہوتی ہے''...... صالحہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کیا ہے میں نے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے عمران صاحب اور تنویر کو فلیٹ پر اکیلے آنے سے منع کر دیا ہے حالانکہ یہ کوئی اجنبی نہیں تھے''...... صالحہ نے کہا۔

''سوری عمران اور تنویر۔ بس مجھے اچھا نہیں لگتا کہ کوئی تیسرا آئے تو ہم دو یہاں موجود ہوں''...... جولیا نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''صفدر نے تمہاری طرف سے بریفنگ کر دی ہے اور ہمیں مشرقی ادب و آداب کے بارے میں لیکچر دے دیا ہے۔ اسی لئے تنویر یہاں نظر آ رہا ہے۔ میں تو خیر کسی قطار شمار میں نہیں ہوں۔ کرائے کا بیچارہ سپاہی ہوں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بکواس بند کرو۔ جس وقت دیکھو۔ کرائے کا سپاہی۔ کرائے کا سپاہی۔ نانسنس''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور کچن کی طرف

بڑھ گئی۔

''ویسے بات تو سچی ہے۔ عمران ہے تو کرائے کا سپاہی''۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم بھی خاموش رہو۔ سنا تم نے''...... کچن کی طرف مڑتے ہوئے جولیا نے پلٹ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے اتنا غصہ۔ جانے دو۔ کرائے کے سپاہی تو سب ہی ہیں۔ کوئی ماہوار کرایہ وصول کرتا ہے۔ کوئی پیشگی اور کوئی کام کے بعد''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہاں ہمیں کیوں کال کیا گیا ہے''...... صفدر نے اپنی عادت کے مطابق بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ مشن کے سلسلے میں آپ نے بتانا تھا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''پہلے اس نے کبھی بتایا ہے جو اب بتائے گا''...... تنویر بھلا موقع خالی کیسے جانے دے سکتا تھا۔

''تم لوگ زخمی ہو۔ اس کے باوجود چیف نے مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ شاید چیف کو تم زیادہ پسند ہو۔ میں نے تو کہا تھا کہ جس کمانڈر کے سپاہی زخمی ہوں وہ بیچارہ کمانڈر کیسے لڑے گا اور کیا لڑوائے گا لیکن چیف بضد ہے کہ وہ تمہیں ہی مشن پر بھیجے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ چیف کی مہربانی ہے کہ وہ ہم پر اس قدر اعتماد رکھتا ہے۔

ویسے ہم زخمی ضرور ہیں لیکن ہم بہرحال کام کر سکتے ہیں۔ آپ مشن پر ہمیں بریف کریں''...... صفدر نے کہا۔

''مشن تو وہی ہے جس میں ہم پہلے ناکام ہو کر واپس آ چکے ہیں۔ دروپدی لیبارٹری سے کچھ نہیں مل سکا۔ الٹا ہم مرتے مرتے بچے ہیں اور چیف کو اطلاع ملی ہے کہ لائم لائٹ نیلور جزیرے پر موجود لیبارٹری میں تیار کی جا رہی ہے۔ اس جزیرے کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق جزیرے کے تین چوتھائی علاقے پر عام جنگل ہے باقی ایک چوتھائی میں ایئرفورس کا اڈہ اور ان کی عمارتیں ہیں۔ ان کے درمیان لیبارٹری ہے اور لیبارٹری زیر زمین نہیں ہے بلکہ زمین کے اوپر ہے۔ وہاں جنگل میں خفیہ کیمرے نصب ہیں اور جزیرے کے چاروں طرف واچ ٹاورز ہیں وہاں کا جنرل کنٹرول ایئرفورس کے پاس ہے۔ وہاں دو تین ہزار افراد کی آبادی بھی ہے جو قدیم دور سے اس جزیرے پر رہتے چلے آ رہے ہیں البتہ اب یہ آبادی کم ہوتی چلی جا رہی ہے کیونکہ لوگ جدید دور میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ہم نے اس لیبارٹری میں داخل ہو کر لائم لائٹ فارمولا حاصل کرنا ہے۔ لائم لائٹ جسے روبوٹ میں نصب کر کے اسے ایسی جگہ پر بھجوایا جا سکتا ہے جہاں انسان نہ جا سکتا ہو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کب روانگی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے بھی جب ہم دروپدی لیبارٹری مشن پر گئے تھے تو ہماری

نہ صرف نگرانی ہوتی رہی تھی بلکہ ہمارے بارے میں وہاں پیشگی
اطلاعات بھی پہنچ گئی تھیں۔ جن کی وجہ سے ہم موت کے منہ میں
پہنچ گئے تھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے کہ ہم سب یہاں
زندہ اور صحیح سلامت بیٹھے نظر آ رہے ہیں اور اب بھی ایسا ہی ہو گا
اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہم کافرستان جانے کی بجائے ناپال
جائیں گے اور پھر ناپال سے کافرستان داخل ہوں گے۔ میں جو
اور تنویر علیحدہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور صالحہ کا ایک گروپ ہو گا۔
دونوں گروپوں نے ناپال دارالحکومت میں ہوٹل رچرڈ پہنچنا ہے
وہاں پرنس آف ڈھمپ کے نام سے کمرہ بک ہو گا“...... عمران نے
کہا۔

”کب جانا ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”کاغذات کی تیاری کے بعد چیف تمہیں اطلاع دے دے گا
اور جولیا کو بھی۔ لیکن ہم نے ایک ہی روز نہیں جانا“...... عمران نے
کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاگل اپنے آفس سے نکل کر کچھ فاصلے پر موجود جیپ کی
طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسے ایک طرف سے اس کا اسسٹنٹ
وکرم تیز تیز قدم اٹھاتے اپنی طرف آتا دکھائی دیا تو شاگل رک گیا۔
شاگل نے کئی روز سے اپنا سب ہیڈکوارٹر شاکھا میں بنایا ہوا تھا اور
وکرم کے سیکشن سمیت یہیں موجود تھا۔

”کیا بات ہے وکرم“...... شاگل نے اس کے قریب آنے پر
سخت لہجے میں کہا۔

”چیف۔ ایک انتہائی اہم بات سامنے آئی ہے اس سلسلے میں
آپ سے تفصیلی بات کرنی ہے“...... وکرم نے کہا۔

”کس سلسلے میں“...... شاگل نے پوچھا۔

”نیلور جزیرے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں“۔
وکرم نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ آؤ“...... شاگل نے چونک کر کہا اور مڑ کر آفس کی

طرف چل پڑا۔ وکرم اس کے پیچھے تھا۔
''بیٹھو''...... شاگل نے آفس میں داخل ہو کر اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے اکرم سے کہا۔
''تھینک یو سر''..... وکرم نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
''ہاں اب بولو۔ کیا بات ہے''...... شاگل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔
''نیلور میں ایک خفیہ راستہ سامنے آیا ہے۔ ایسا راستہ جس کا علم نہ لیبارٹری والوں کو ہے اور نہ ہی ایئر فورس والوں کو۔ البتہ وہاں کے رہنے والے افراد کو اس بارے میں معلوم ہے اور میرا خیال ہے کہ اس راستے کا علم پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی ہو گیا ہے''...... وکرم نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔
''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ بولو۔ جلدی بولو۔ کیا تفصیل ہے''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
''باس۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ چیف کلب کے اسسٹنٹ مینجر نے فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے نیلور آئی لینڈ کے بارے میں تفصیل بتائی ہے تو میں چونک پڑا۔ میں نے کلب کی فون ایکس چینج کا ریکارڈ چیک کیا تو وہ ٹیپ مجھے مل گئی جس میں یہ گفتگو ریکارڈ تھی میں نے چیکنگ کرائی تو پتہ چلا کہ یہ کال پاکیشیا سے کی گئی ہے''...... وکرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر

ایک الماری کھولی۔ اس میں سے جدید ترین مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکال کر شاگل کے سامنے میز پر رکھا اور پھر جیب سے ایک مائیکرو ٹیپ نکال کر اس نے اسے ریکارڈر کے اندر ایڈجسٹ کیا اور پھر ریکارڈر آن کر دیا۔
''ہیلو۔ مراجا بول رہا ہوں اسسٹنٹ مینجر''...... ایک آواز سنائی دی۔
''میں پاکیشیا کے سمتھ کے حوالے سے مائیکل بول رہا ہوں''...... ایک اور آواز سنائی دی اور شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے لیکن وہ منہ سے کچھ نہ بولا تھا البتہ اب وہ بڑے اشتیاق بھرے انداز میں مراجا اور مائیکل کے درمیان ہونے والی گفتگو سنتا رہا۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو وکرم نے ریکارڈر آف کیا اور اس میں سے مائیکرو ٹیپ نکال کر اس نے باہر رکھا اور ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر اس نے واپس الماری میں رکھ دیا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ شاگل کرسی کی پشت سے پشت لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔
''چیف۔ میرا خیال ہے کہ یہ مائیکل پاکیشیا کا کوئی ایجنٹ ہے''۔ وکرم نے کہا۔
''تم اس شیطان کو صرف ایجنٹ کہہ رہے ہو نانسنس۔ یہ عمران تھا جو آواز اور لہجہ بدل کر بات کر رہا تھا۔ مائیکل اس کا ہی کوڈ نام ہے اور تم نے دیکھا کہ ہم یہاں الوؤں کی طرح بیٹھے ہیں اور اس

شیطان نے پاکیشیا بیٹھ کر اس قدر قیمتی راز معلوم کر لیا جس کا یہاں کسی کو بھی نہیں ہے''...... شاگل نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''یہ تو اچھا ہو گیا چیف۔ اب ہم اس راستے کو پہلے ہی بند کر دیں گے''...... وکرم نے کہا۔

''تم دنیا کے سب سے بڑے احمق ہو وکرم۔ سب سے بڑے۔ تمہیں گولی مار دینی چاہئے''...... شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ کیوں چیف''...... وکرم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

''راستہ بند کرنے کی بجائے اسے بطور ٹریپ استعمال کیا جائے تو ان شیطانوں کا انتہائی آسانی سے خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ تم نے اس مراجا کا کیا کیا''...... شاگل نے کہا۔

''میں نے تو اس سے بات ہی نہیں کی۔ میں پہلے آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا''...... وکرم نے جواب دیا۔

''گڈ۔ تم واقعی بے حد ذہین آدمی ہو۔ مجھے تم پر فخر ہے۔ گڈ شو''...... شاگل نے بے اختیار لہجے میں کہا۔ یہ اس کی فطرت تھی۔ وہ چند لمحے پہلے دیئے گئے اپنے ریمارکس بھول جاتا تھا اسے یاد ہی نہ رہا تھا کہ چند لمحے پہلے اس نے وکرم کو دنیا کا سب بڑا احمق کہا تھا اور اب وہ اس کی ذہانت کی تعریفیں کر رہا تھا لیکن وکرم بھی جانتا تھا کہ شاگل کس فطرت کا آدمی ہے۔ اس لئے اس نے

دونوں انداز کے فقرے اس پر اثر انداز نہ ہوئے تھے۔

''تھینک یو چیف''...... وکرم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر یہ واقعی عمران ہے تو پھر وہ لازماً مراجا سے ملاقات کرے گا اور اسے ساتھ لے جائے گا۔ اس لئے ہم مراجا کو کور کر لیں تو اس عمران کو بھیگے ہوئے چوہے کی طرح مارا جا سکتا ہے''۔ شاگل نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''یس چیف۔ آپ واقعی دنیا کے سب سے ذہین انسان ہیں''۔ مراجا نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''آؤ میرے ساتھ۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ مراجا ہمارے ساتھ کیسے تعاون نہیں کرتا۔ میں اسے کیا اس کے پورے خاندان کو زندہ زمین میں دفن کرا دوں گا۔ آؤ میرے ساتھ''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں آفس سے نکلتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ اسے یہاں بلا لیتے ہیں۔ وہاں آپ کے جانے سے سب کو معلوم ہو جائے گا''...... وکرم نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ احمق۔ اب ہم بیٹھے اس کا انتظار کرتے رہیں کہ کب وہ نواب آتا ہے اور کب اس سے بات ہوتی ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف کلبوں میں جاتا رہتا ہے۔ اب کیا عذاب نازل ہو گیا ہے تم پر۔ نانسنس''...... شاگل نے حسب توقع چیختے ہوئے کہا۔

''چیف۔ اس عمران تک لازماً اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر وہ

اس کی طرف رخ بھی نہیں کرے گا''...... وکرم نے جواب دیا تو جیپ کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوا شاگل یکلخت رک گیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس شیطان تک اطلاع پہنچ جائے گی۔ گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ ٹھیک ہے میں آفس میں بیٹھتا ہوں۔ تم اسے فوراً لاکر بلیک روم میں راڈز میں جکڑ دو۔ پھر اس سے میں خود بات کروں گا''...... شاگل نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر اپنے آفس کی طرف بڑھنے لگا۔

''ہونہہ۔ تو اس شیطان نے خفیہ راستہ تلاش کر لیا۔ نجانے اسے کیسے ایسے آدمیوں کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ واقعی شیطان ہے''...... شاگل نے کرسی پر بیٹھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کے بعد دروازہ کھلا اور وکرم اندر داخل ہوا اور شاگل کو اس نے سلام کیا۔

''بڑی دیر لگا دی۔ کیا ہوا ہے''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مراجا کلب سے نکل ہی نہ رہا تھا اور میں اسے کلب سے اغوا نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح پورے شاکھا میں یہ بات پھیل جاتی کہ میں نے اسے اغوا کیا ہے۔ پھر وہ کلب سے باہر نکلا اور کار میں بیٹھ کر کہیں جانے لگا تو ہم نے راستے میں اسے روک کر بے ہوش کیا اور کار سمیت یہاں لے آئے ہیں۔ میں نے اسے بڑے کمرے میں کرسی پر بیٹھا کر رسی سے جکڑ دیا ہے''...... وکرم نے

مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم بہت دور کی سوچنے لگے ہو۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اس سے زیادہ دور کی نہ سوچنا ورنہ آدمی عملی طور پر بے کار ہو جاتا ہے سنا تم نے''...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں''...... وکرم نے جواب دیا تو شاگل اثبات میں سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس سب ہیڈکوارٹر کے بڑے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے کرسی پر ایک درمیانے قد لیکن مضبوط جسم کا آدمی بے ہوشی کے عالم میں ڈھلکا ہوا پڑا تھا جبکہ اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے باندھا گیا تھا۔ اس کے سامنے دو کرسیاں پڑی تھیں اور وہاں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہاتھ میں ایک خوفناک کوڑا اٹھائے دونوں پیر پھیلائے کھڑا تھا۔ یہ سامبو تھا جسے کافرستان سیکرٹ سروس کا جلاد کہا جاتا تھا۔ سامبو انتہائی سفاک اور بے رحم آدمی واقع ہوا تھا۔ اس لئے اسے اس کام کے لئے ہی رکھا گیا تھا۔ وہ لوگوں پر غیر انسانی تشدد کر کے ان سے سب کچھ اگلوا لیتا تھا۔ شاگل اور وکرم کے اندر آتے ہی سامبو نے دونوں پیر سمیٹے اور شاگل اور وکرم دونوں کو سلام کیا۔ وکرم نے تو سر ہلا کر سلام کا جواب دیا لیکن شاگل اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا اور پھر سامنے رکھی ہوئی دو کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وکرم بھی ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔ گو دوسری کرسی خالی تھی لیکن وکرم جانتا

تھا کہ اگر شاگل کی اجازت کے بغیر وہ بیٹھ گیا تو اس کی کم بختی آ جائے گی۔ اس لئے وہ کھڑا رہا تھا۔

"اسے کس طرح بے ہوش کیا گیا ہے"...... شاگل نے پوچھا۔

"اس کی کار میں گیس فائر کیا گئی تھی"...... وکرم نے جواب دیا۔

"چلتی کار میں"...... شاگل نے اچھل کر پوچھا۔

"نو سر۔ جب ایک ویران سگنل پر اس نے کار روکی تو ہم نے گیس فائر کی اور پھر ہمارے آدمی نے کار سنبھال لی اور ہم اسے کار سمیت یہاں لے آئے ہیں"...... وکرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ تم سمجھدار آدمی ہو۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ اور بیٹھ جاؤ۔ میرے سر پر چڑھے ہوئے کیوں کھڑے ہو"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... وکرم نے کہا اور پھر مڑ کر اس نے سامبو سے کہا کہ وہ الماری سے اینٹی گیس کی بوتل نکال کر مراجا کو سونگھائے اور خود وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ سامبو الماری سے بوتل نکال کر مراجا کی طرف گیا اور کچھ دیر تک اس نے مراجا کو اینٹی گیس سونگھائی۔ پھر بوتل ہٹا کر اسے بند کیا اور واپس آ کر وہ ہاتھ میں خوفناک کوڑا پکڑے مراجا کی کرسی کی سائیڈ پر کسی دیو کی طرح پیر پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد مراجا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور

آنکھیں کھولتے ہی اس نے کراہتے ہوئے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ۔ یہ سب کیا مطلب۔ آپ کون ہیں۔ یہ سب کیا ہے"۔ مراجا نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں سامنے اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے میں اپنا تعارف کرا دوں تاکہ تمہارا دماغ ٹھکانے پر رہے اور تم میرے ہاتھوں مارے نہ جاؤ۔ میں شاگل ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اور یہ وکرم ہے میرا اسسٹنٹ اور وہ جلاد ہے سامبو"...... شاگل نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا تو مراجا کے چہرے پر تعارف کے بعد شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے سیکرٹ سروس کے الفاظ ہی کافی تھے جبکہ وہاں تو سامبو بھی کوڑا پکڑے پیر پھیلائے کھڑا تھا۔

"سس۔ سر۔ سر میں تو خدمت گزار ہوں۔ مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے سر"...... مراجا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ پہلے یہ اپنے تھرڈ کلاس ذہن میں بٹھا لو کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس کا ثبوت بھی ہمارے پاس ہے۔ تمہیں پاکیشیا سے فون کیا گیا۔ فون کرنے والا مائیکل تھا اور تم نے اسے نیلور جزیرے کے خفیہ راستے کے بارے میں تفصیل بتائی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ بھاری رقم دے تو تم اسے کسی خفیہ راستے سے جزیرہ نیلور کے اندر لے جاؤ گے۔ تمہاری اس گفتگو کا ٹیپ ہمارے

پاس موجود ہے۔ اب تم بولو۔ تم نے یہ بات چیت کی ہے یا نہیں''...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یہ بات ہوئی ہے''...... مراجا نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''وہ مائیکل کون ہے۔ اور کس طرح تم سے اس کا رابطہ ہوا''۔ شاگل نے پوچھا۔

''میں جب نیلور سے شاکھا محنت مزدوری کے لئے پہنچا تو وہاں ایک آدمی کے ذریعے ایک کلب میں ویٹر بن گیا۔ پھر مجھے وہیں سپروائزر بنا دیا گیا۔ اس کلب کا مالک ایک یورپی سمتھ تھا۔ پھر وہ کلب فروخت کر کے پاکیشیا چلا گیا جبکہ میں اس دوران چیف کلب کا اسسٹنٹ مینجر بن گیا۔ کئی سالوں کے بعد سمتھ کا فون آیا۔ اس نے مجھے مدد کرنے کے لئے کہا تو میں نے اسے کہا کہ میں مدد کروں گا اور بات ختم ہوگئی۔ پھر مائیکل کا فون آیا۔ اس نے سمتھ کا حوالہ دے کر بات کی اور بھاری رقم کی آفر کی اور اس نے اپنی تسلی کے لئے راستے کے بارے میں پوچھا تو میں نے تفصیل بتا دی''...... مراجا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اب انہوں نے راستہ تو معلوم کر لیا ہے۔ اب وہ تمہارے پاس کیوں آئیں گے اور کیوں تمہیں رقم دیں گے احمق آدمی''۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میری مدد کے بغیر وہ راستہ تلاش نہیں کر سکتے۔ راستہ

واقعی موجود ہے لیکن وہ بتائی ہوئی جگہ پر نہیں ہے۔ دوسری جگہ پر ہے''...... مراجا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اب بولو۔ تم سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنا چاہتے ہو یا نہیں''...... شاگل نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''جناب۔ کافرستان میرا وطن ہے۔ میں اس کے لئے جان بھی دے سکتا ہوں''...... مراجا نے فوری جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو سنو۔ تم اپنا کام کرتے رہو۔ جب یہ مائیکل تم سے رابطہ کرے تو تم نے وکرم کو فون کرنا ہے اور وکرم جو ہدایات دے تم نے ان پر عمل کرنا ہے۔ اس کے اطمینان کے لئے اس سے بھاری رقم بھی وصول کر لینا اور اسے شک بھی نہ پڑنے دینا ورنہ وہ ایک لمحے میں تمہاری گردن توڑ دیں گے''...... شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی''...... مراجا نے کہا۔

''اسے رہا کر دو اور اس سے مستقل رابطہ رکھو''...... شاگل نے اٹھتے ہوئے وکرم سے کہا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

میجر پیٹر نیلور لیبارٹری کا چیف سیکورٹی آفیسر تھا۔ وہاں باقاعدہ
اس کا آفس تھا۔ اس کے تحت دس سیکورٹی افراد تھے جو ہر طرح
سے تربیت یافتہ اور مسلح تھے۔ گو جزیرے کی سچویشن ایسی تھی کہ کوئی
اجنبی آدمی کسی صورت بھی بغیر اجازت جزیرے میں داخل نہ ہو سکتا
تھا لیکن اس کے باوجود میجر پیٹر ڈسپلن کا بے حد قائل تھا اور وہاں
سیکورٹی افسران اسی طرح ڈیوٹی دیتے تھے جیسے اگلے لمحے لیبارٹری
پر حملہ ہونے والا ہو۔ میجر پیٹر اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل
پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سیٹلائٹ فون کی مترنم
گھنٹی بج اٹھی تو میجر پیٹر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر
رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ میجر پیٹر بول رہا ہوں''...... میجر پیٹر نے کہا۔

''ڈاکٹر کارلس بول رہا ہوں۔ آپ میرے آفس میں آ جائیں۔
آپ سے انتہائی اہم گفتگو کرنی ہے''...... دوسری طرف سے ایک

کھنکھناتی ہوئی آواز سنائی دی۔ لگتا تھا کہ کافی بوڑھا آدمی بول رہا
ہے۔ ڈاکٹر کارلس نیلور لیبارٹری کا انچارج سائنسدان تھا اور اپنی
قابلیت کی وجہ سے وہ کئی غیر ملکی ایوارڈ کے ساتھ ساتھ کئی ملکی ایوارڈ
بھی حاصل کر چکے تھے۔ وہ یورپی نژاد تھے لیکن بچپن میں ہی وہ
اپنے والدین کے ساتھ کافرستان آ گئے تھے۔ ان کی تعلیم اور
پرورش یہیں ہوئی تھی۔ ان کے والدین فوت ہو گئے تھے۔ انہوں
نے کافرستان میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا اور ایک مقامی عورت سے
شادی کر لی لیکن ان کا کوئی بچہ نہ ہوا اور ان کی بیوی بھی ایک کار
ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی۔ تب سے ڈاکٹر کارلس نے دوبارہ
شادی نہ کی تھی اور اپنے آپ کو سائنس کے حوالے کر دیا تھا۔ ڈاکٹر
کارلس بے حد مصروف رہتے تھے اس لئے ان کی طرف سے کال
آنے پر میجر پیٹر کو نہ صرف حیران کر دیا تھا بلکہ وہ قدرے پریشان
بھی ہو گیا تھا۔

''یس سر۔ میں ابھی حاضر ہوتا ہوں''...... میجر پیٹر نے کہا اور
دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے بھی
رسیور رکھ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے معلوم تھا کہ سیکورٹی ایریا اور
لیبارٹری کے درمیان انتہائی مضبوط دیوار تھی جسے بموں سے بھی نہیں
اڑایا جا سکتا تھا لیکن اس میں ایک دروازہ تھا جسے اندر سے ہی کھولا
جا سکتا تھا اور یقیناً ڈاکٹر کارلس نے یہ دروازہ کھول دیا ہو گا اور پھر
تھوڑی دیر بعد میجر پیٹر اس دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا

تھا۔ وہ اسے کراس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند منٹ بعد وہ ڈاکٹر کارلس کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ وہاں ڈاکٹر کارلس کے ساتھ ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میجر پیٹر نے سلام کیا تو ڈاکٹر کارلس نے بیٹھے بیٹھے جواب دیا جبکہ دوسرا آدمی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے باقاعدہ میجر پیٹر سے مصافحہ کیا۔

''میرا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے اور میں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کا اسسٹنٹ ہوں۔ میرا نام وکرم ہے''۔ اس آدمی نے مصافحہ کرتے ہوئے اپنا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ سیکرٹ سروس۔ میرا نام میجر پیٹر ہے اور میں یہاں چیف سیکورٹی آفیسر ہوں''...... میجر پیٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''میجر پیٹر۔ آپ کو معلوم ہے کہ نیلور جزیرے میں داخل ہونے کے لئے ایک خفیہ راستہ موجود ہے جو جزیرے کے عقبی طرف پانی کے اندر ہے اور آدمی وہاں سے تیر کر خفیہ طور پر آبادی تک پہنچ سکتا ہے''...... وکرم نے کہا تو میجر پیٹر بے اختیار مسکرا دیا۔

''یس سر۔ ایک ڈیڑھ سال پہلے یہ راستہ سامنے آیا تھا کیونکہ اسے عبور کرتے ہوئے ایک آدمی ڈوب کر ہلاک ہو گیا تھا اور اس کی لاش جزیرے پر پڑی پائی گئی تھی۔ اسے چیک کیا گیا تو یہ راستہ سامنے آ گیا۔ پھر حکومت نے اس راستے کو بلاک کر دیا۔ اب ایسا کوئی راستہ نہیں ہے''...... میجر پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ یقین سے کہہ رہے ہیں''...... وکرم نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے خود اپنی نگرانی میں اس راستے کو بند کرایا تھا''...... میجر پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی اور راستہ''...... وکرم نے کہا۔

''آپ کیوں یہ سب پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... میجر پیٹر نے کہا۔

''ہاں۔ لائم لائٹ فارمولا اس لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور پاکیشیائی ایجنٹ اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے اس فارمولے پر کام درو پدی پہاڑی علاقے میں واقع لیبارٹری میں ہو رہا تھا۔ جس کا ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو معلوم ہو گیا۔ چونکہ وہ نسبتاً آسان ٹارگٹ تھا اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا کہ فارمولا یہاں نیلور آئی لینڈ میں بھجوا دیا جائے جو کافرستان کی محفوظ ترین لیبارٹری ہے۔ چنانچہ اس فارمولے پر یہاں کام ہو رہا ہے لیکن اب سیکرٹ سروس کو اطلاعات ملی ہیں کہ شاکھا میں چیف کلب کا اسسٹنٹ مینجر جس کا نام مراجا ہے اور جو نیلور کا رہنے والا ہے۔ اس نے بھاری رقم کے عوض یہ خفیہ راستہ پاکیشیائی ایجنٹ کو بتایا ہے۔ ابھی پاکیشیائی ایجنٹ شاکھا نہیں پہنچے اس لئے میں یہاں آیا ہوں تاکہ اس خفیہ راستے کو بلاک کرا سکوں لیکن آپ بتا رہے ہیں کہ وہ پہلے سے ہی بلاک ہے''...... وکرم نے کہا۔

''یس سر۔ وہ راستہ واقعی بلاک کر دیا گیا ہے''...... میجر پیٹر نے

کہا۔

''او کے۔ اب یہ سن لیں کہ نیلور لیبارٹری کی سیکورٹی کو آپ نے انتہائی اہمیت دینی ہے۔ آپ کا رابطہ مجھ سے اور چیف شاگل سے مستقل رہے گا۔ آپ کے علم میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی آئے تو آپ نے مجھے اطلاع دینی ہے۔ میں آپ کو اپنا اور چیف کا فون نمبر دے دیتا ہوں''...... وکرم نے کہا اور جیب سے ایک کاغذ جس پر فون نمبرز لکھے ہوئے تھے میجر پیٹر کو دے دیا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ یہ واقعی انتہائی محفوظ ترین لیبارٹری ہے۔ یہاں کسی اجنبی کا کسی صورت داخلہ نہیں ہوسکتا''...... میجر پیٹر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن یہاں جو آبادی ہے وہ تو شاکھا آتی جاتی رہتی ہے۔ اس طرح ائیر فورس کے لوگ بھی آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ پاکیشیائی ایجنٹ ان میں سے کسی کا بھی میک اپ کر کے آسانی سے یہاں آکر کارروائی کر سکتے ہیں''...... وکرم نے کہا۔

''آپ یہاں کس طرح پہنچے ہیں''...... میجر پیٹر نے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر کے ذریعے میں براہ راست لیبارٹری میں اترا ہوں۔ ڈاکٹر کارلس نے اس کی باقاعدہ اجازت دی تھی''...... وکرم نے جواب دیا۔

''جناب۔ بس اس سے ہی سمجھ لیں کہ یہاں کیا ہوتا ہے۔ لیبارٹری زمین کے اوپر ہے۔ لیکن چاروں طرف ائیر فورس کے

دفاتر ہیں۔ لیبارٹری کے اندر ہیلی کاپٹر اترنے اور چڑھنے کا اڈہ بنا ہوا ہے۔ اس کے لئے لیبارٹری کی چھت کا ایک مخصوص حصہ ہٹانا پڑتا ہے اور ایسا صرف ڈاکٹر کارلس کے اجازت سے ہی ہو سکتا ہے۔ ائیر فورس والے ائیر فورس حصے تک ہی آ جا سکتے ہیں۔ وہ لیبارٹری کے ایریئے میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس طرح آبادی کے لوگوں کا ائیر فورس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی لیبارٹری سے کوئی تعلق ہے اور نہ وہ لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں۔ صرف خفیہ راستہ ایسا تھا جو خطرناک تھا کیونکہ اس سے آبادی میں بھی پہنچا جا سکتا تھا اور لیبارٹری میں بھی کیونکہ یہ لیبارٹری کے گودام کے بالکل نیچے تھا اور گودام میں ہوا کے آنے جانے کے لئے خصوصی راستے رکھے گئے تھے۔ اب وہ راستہ بلاک ہو چکا ہے''...... میجر پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ آپ بھی ہوشیار رہیں۔ آپ سے ہمارا رابطہ رہے گا۔ اچھا ڈاکٹر صاحب۔ آپ کا بے حد شکریہ آپ نے اس خصوصی ملاقات کے لئے اتنا وقت دیا''...... وکرم نے ڈاکٹر کارلس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ملک کی خاطر میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔ وقت تو معمولی چیز ہے''...... ڈاکٹر کارلس نے کہا تو میجر پیٹر اور وکرم دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا سے دو گروپس کی صورت میں پہلے ناپال پہنچا۔ پھر ناپال سے وہ اکٹھے کافرستانی دارالحکومت بذریعہ فلائٹ پہنچے اور اب دارالحکومت سے لوکل فلائٹ کے ذریعے شاکھا پہنچ چکے تھے۔ پاکیشیا سے روانگی کے لئے عمران نے گروپس اس لئے بنائے تھے کہ وہاں سے ان کے بارے میں رپورٹ شاگل تک نہ پہنچ سکے کیونکہ پہلے دروپدی لیبارٹری جاتے ہوئے ان کے بارے میں تفصیلی اطلاعات پاکیشیا سے بھجوائی گئی تھیں اور عمران، سلیمان کو بھی کہہ آیا تھا کہ کوئی اس کے بارے میں پوچھے تو اسے کہہ دینا کہ وہ ناپال گیا ہے۔ پھر اب شاکھا کے ہوٹل جیکارڈ کے ایک کمرے میں اس وقت عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ سب ہاٹ کافی پینے میں مصروف تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے یہ تو بتا دیا ہے کہ مشن نیلور آئی لینڈ میں ہے لیکن اس آئی لینڈ کی تفصیل نہیں بتائی۔ کیا وہ ویران جزیرہ

ہے یا آباد ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ تم نے اچھا یاد دلایا ہے۔ یہ اہم بات ہے۔ گو اس سلسلے میں ایک کلیو ملا ہے لیکن میں اس کلیو کے بارے میں مشکوک ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ پلیز کھل کر بات کریں''...... صفدر نے کہا۔

''جب تک تنویر مجھے پلیز نہیں کہے گا۔ میں تفصیل نہیں بتا سکتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہ بتاؤ۔ اس جزیرے پر ہی ہے نا لیبارٹری۔ اس پر میزائلوں کی بارش کر دیں گے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

''پھر تو لیبارٹری تباہ ہو جائے گی اور ساتھ ہی لائم لائٹ فارمولا بھی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فارمولے تو نئے سے نئے بنتے اور تباہ ہوتے رہتے ہیں۔ کافرستان کو اصل نقصان لیبارٹری کی تباہی سے ہو گا۔ سائنسدان بھی ہلاک ہوں گے اور انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ ہو گی''...... تنویر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ بتائیں کہ نیلور آئی لینڈ کی اصل پوزیشن کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں تو کبھی وہاں نہیں گیا''...... عمران نے جواب دیا۔

''نہ گئے ہوں لیکن مشن مکمل کرنے کے لئے روانگی سے پہلے آپ نے لازماً اس بارے میں مصدقہ معلومات حاصل کی ہوں گی''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب تمہیں معلوم ہے کہ مشن نیلور آئی لینڈ میں مکمل ہونا ہے تو تم نے کیوں انٹرنیٹ کتابوں یا نقشوں سے وہاں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کیں۔ کیا تم صرف تنخواہیں لینے کے لئے سروس کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''بکواس بند کرو۔ تم نے ہمیں نکما اور کام چور بنا دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم سب کچھ کر لو گے۔ اس لئے ہم خود کچھ نہیں کرتے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کی نفسیات کچھ ایسی بن گئی ہے کہ آپ سب کچھ خود کرتے رہتے ہیں حالانکہ آپ ٹیم کے سربراہ ہیں۔ آپ ٹیم کے ذمے ڈیوٹیاں لگایا کریں تاکہ کام بٹ جائے لیکن آپ کی شاید تسلی نہیں ہوتی یا آپ ہمیں ناتجربہ کار اور بچے سمجھتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہ میں تمہیں بچے سمجھتا ہوں اور نہ ہی ناتجربے کار۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ مشن جس قدر تیزی سے مکمل ہو سکے کیا جائے۔ تم لوگوں کو وقت زیادہ لگ جاتا ہے اور یہی معاملہ غلط ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں آپ کام دیا کریں۔ ہم

کریں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''اوکے دو گروپ بنا لو۔ ایک گروپ نیلور آئی لینڈ کا وزٹ کر آئے اور دوسرا گروپ نیلور آئی لینڈ کے گرد موجود دوسرے جزیروں کا راؤنڈ لگائے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کیا ان جزیروں سے مشن میں کوئی کام لیا جا سکتا ہے یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اور تم کیا کرو گے''...... جولیا نے کہا۔

''میں یہاں بیٹھ کر ہجر و فراق پر مبنی گانے سنوں گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہجر و فراق کے گانے۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''کیونکہ پھر تم سے ملاقات تو ہونی نہیں۔ اس لئے ہجر و فراق پر مبنی گانے ہی سنے جا سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں ہلاک کر دیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''تو اور کیا۔ کافرستان سیکرٹ سروس ڈھول بجا بجا کر تمہارا استقبال کرے گی۔ اس وقت پورے شاکھا میں سیکرٹ سروس نے اپنا جال بچھا رکھا ہو گا۔ خاص طور پر سخت نگرانی بندر گاہوں اور گھاٹوں پر ہو گی۔ تمہیں موٹر بوٹ یا لانچ پر جانا پڑے گا۔ تمہاری چیکنگ ہو گی۔ پھر نہ بانس رہے گا نہ بانسری بجے گی''...... عمران نے کہا۔

''اور تم ساتھ ہو گے تو کچھ نہیں ہو گا۔ کیوں''...... تنویر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''میں ایسی حماقت کیوں کروں گا۔ میں ظاہر ہے وہاں جا کر معلومات حاصل کرنے کی بجائے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر چکا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ اب مجھے جانے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تو پھر آپ ہمیں بھیج رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تم خود تو کہتے ہو کہ ہم کام کرنا چاہتے ہیں۔ اب سیکرٹ سروس کے شایانِ شان کام ہونا چاہئے۔ یہ تو نہیں کہ میں تمہیں کہوں کہ تم سالن بنانا سیکھ لو''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے نیلور آئی لینڈ کے بارے میں کیا معلومات حاصل کی ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''اچھا بتا دیتا ہوں ورنہ تم واقعی موٹر بوٹس لے کر چل پڑو گے اور پھر مجھے ہجر وفراق پر مبنی گانے سننے پڑیں گے تو سنو۔ نیلور آئی لینڈ کے مشرق میں بھی سمندر، مغرب میں بھی سمندر، جنوب میں بھی سمندر ہے اور شمال میں تو ہے ہی سمندر''...... عمران نے حدود اربعہ بتاتے ہوئے کہا۔

''تم کیوں بار بار پٹڑی سے اتر جاتے ہو۔ کیا تمہارے اندر کوئی مینوفیکچرنگ ڈیفیکٹ ہے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمارے ملک کی ریل پٹڑی سے اتر چکی ہے۔ جمہوریت بار بار پٹڑی سے اترنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ میں بھی تو پاکیشیا کا ہی باشندہ ہوں۔ میں بھی اگر بقول تمہارے پٹڑی سے اتر جاؤں گا تو کیا ہوگا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس جزیرے کا نام نیلور کیوں رکھا گیا ہے۔ کوئی اور نام کیوں نہیں رکھا گیا''...... صالحہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''نیلور کافرستانی زبان میں بڑے نیلم کو کہتے ہیں اور نیلم کے بارے میں تم جانتے ہو کہ یہ بے حد قیمتی پتھر ہے اور اب تم پوچھو گی کہ نیلم کیوں نام رکھا گیا تو کافرستان کے لئے یہ اس لئے قیمتی ہے کہ یہاں انتہائی قیمتی تجارتی لکڑی کا گھنا جنگل ہے جو جزیرے کے تین چوتھائی حصے پر مبنی ہے۔ باقی حصے پر ائیر فورس کا اڈہ ہے۔ اس اڈے کے درمیان زیر زمین نہیں بلکہ زمین کے اوپر لیبارٹری ہے جسے چاروں طرف سے ائیر فورس کی عمارتوں نے گھیرا ہوا ہے''...... عمران نے روانی میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم ہنس کیوں رہے ہو۔ کیا میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مس صالحہ کا ٹریپ کامیاب رہا ہے اور آپ روانی میں وہ سب کچھ بتا گئے ہیں جو آپ نے چھپا رکھا تھا''...... صفدر نے کہا تو

اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

''صالحہ میری چھوٹی بہن ہے اور بہن کا رشتہ ایسا رشتہ ہے جس کا ماں کے بعد کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ بہرحال اب بتا ہی بیٹھا ہوں تو مزید تفصیل بھی سن لو کہ اس جزیرے پر آمد و رفت اس وقت سے ممنوع قرار دے دی گئی ہے جب سے لائم لائٹ فارمولا یہاں لایا گیا ہے۔ اب صرف ائیر فورس کے ہیلی کاپٹر آ جا سکتے ہیں اور وہاں جو آبادی ہے۔ اس کو بھی جزیرے سے باہر جانے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ بہت ضروری ہوا تو ائیر فورس کے ہیلی کاپٹرز کے ذریعے وہ آ جا سکتے ہیں اور سب سے اہم بات یہ کہ لیبارٹری چاروں طرف سے ائیر فورس کے دفاتر میں گھری ہوئی ہے۔ وہاں آنے جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ صرف ہیلی کاپٹر کے ذریعے لیبارٹری کے مخصوص ہیلی پیڈ پر پہنچا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی پھیلتی چلی گئی۔

''تو سیدھا کہیں کہ یہ مشن کامیاب نہیں ہو سکتا''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں نہیں ہو سکتا۔ سب کو میزائلوں سے اڑا دو۔ ائیر فورس کا اڈہ بھی اور لیبارٹری بھی''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں کوئی بوٹ یا جہاز نہیں جا سکتا ورنہ اسے میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا۔ ائیر فورس کے مخصوص ہیلی کاپٹر سے ہٹ کر کوئی ہیلی کاپٹر نہیں جا سکتا ورنہ اسے فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے گا''۔

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے اپنے طور پر ایک راستہ تلاش کیا ہے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ہم الٹا پھنس نہ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''کون سا راستہ''...... سب نے چونک کر کہا۔

''جزیرے کے عقبی طرف سے سمندر کے اندر ایک غار ہے جس میں ظاہر ہے پانی بھرا ہوا ہے اور غار آگے جا کر بند ہو جاتی ہے لیکن اس غار کے اوپر ایک سوراخ ہے جس سے ایک سرنگ نما راستہ جزیرے کے اندر جہاں آبادی ہے وہاں جا نکلتا ہے۔ نیلور جزیرے کے عقب میں تقریباً دو ناٹ میل کے فاصلے پر ایک ٹاپو ہے۔ اس ٹاپو سے اگر غوطہ خوری کے لباس پہن کر سمندر کے اندر سفر کرتے ہوئے ہم اس غار تک پہنچ جائیں تو چاروں طرف موجود واچ ٹاورز کی چیکنگ سے بچ کر اندر جا سکتے ہیں۔ اندر پہنچ جانے کے بعد پھر لیبارٹری کے اندر جانے کا کوئی راستہ تلاش کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو اس راستے کے بارے میں خدشات کیوں ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''ہم موٹر بوٹ یا لانچ کے ذریعے اس ٹاپو پر جائیں اور پھر وہاں سے سمندر میں اتریں تو واچ ٹاورز سے تو ہمیں چیک کر لیا جائے گا اور ہم آسانی سے ان کا شکار بن جائیں گے''...... عمران

نے کہا۔

''آپ کا خدشہ درست ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں کوئی اور لائحہ عمل طے کرنا چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''اصل مسئلہ نہ صرف اندر جانے کا ہے بلکہ اس جزیرے تک پہنچنے کا بھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''واچ ٹاورز کتنے فاصلے سے چیک کر سکتے ہیں۔ اگر ہم کافی فاصلے سے سمندر میں اتر کر جزیرے تک پہنچیں اور اس خفیہ راستے سے اندر پہنچ جائیں تو وہاں اپنے قدوقامت کے افراد کو کور کر کے ان کے میک اپ میں آسانی سے کارروائی کی جا سکتی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''فرض کرو یہ راستہ بند ہو چکا ہو پھر''...... عمران نے کہا۔

''پھر کچھ اور سوچا جائے گا۔ بہرحال کام تو کرنا ہی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''پہلے اس راستے کے بارے میں حتمی بات معلوم کر لیں''۔ عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''چیف کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''اسسٹنٹ منیجر مراجا سے بات کرائیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''سوری جناب۔ مراجا صاحب بیمار ہیں اور سٹی ہسپتال کے روم نمبر ایک سو ایک میں داخل ہیں۔ وہ سیڑھیوں سے گر گئے تھے۔ ان کی ٹانگ میں فریکچر ہو گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سٹی ہسپتال ایکسچینج کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سٹی ہسپتال ایکسچینج''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''روم نمبر ایک سو ایک میں مسٹر مراجا ہیں۔ ان سے بات کرا دیں۔ وایا سمتھ مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مراجا بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے رائل کلب کے مالک سمتھ کے ذریعے آپ سے بات ہوئی تھی۔ میں مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ہاں ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ آپ نے علیحدہ بھی مجھ سے بات کی تھی۔ اب آپ کہاں سے بول رہے ہیں''...... مراجا نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''فی الحال تو میں کافرستانی دارالحکومت میں ہوں اور وہاں ایک پبلک فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں لیکن میں جلد ہی شاکھا آنا چاہتا ہوں لیکن آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ سیڑھیوں سے گر گئے ہیں اور زخمی ہو گئے ہیں۔ آپ کی ٹانگ کا فریکچر ہو گیا ہے۔ اس میں تو کافی وقت لگ جائے گا۔ آپ ہمارے ساتھ نیلور آئی لینڈ تو جا نہیں سکتے۔ پھر اب کیا کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''آپ آ جائیں۔ آپ کو نیلور آئی لینڈ پہنچانے کا میں نے وعدہ کیا ہے اور میں خود جاؤں یا کسی بااعتماد آدمی کو ساتھ بھیجوں۔ آپ کا کام ہو جائے گا''...... مراجا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم دو روز بعد شاکھا پہنچیں گے۔ پھر آپ سے بات ہو گی۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔

''معاملات درست سمت میں نہیں جا رہے''...... عمران نے فون آف کرتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیوں۔ کیا محسوس ہوا ہے آپ کو''...... صفدر نے کہا۔

''اس کے لہجے کی بے چینی بتا رہی تھی کہ وہ شدت سے ہمارا انتظار کر رہا ہے حالانکہ اس کی ٹانگ ٹوٹ چکی ہے اور اسے معلوم

ہے کہ اب وہ کئی روز تک چل پھر نہ سکے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے بارے میں کسی کو اطلاع دے کر رقم حاصل کرنا چاہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسے رقم کی اشد ضرورت ہو اور وہ رقم لے کر اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیجنے کے لئے تیار ہو چکا ہو''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن ہمیں اس سے اچانک بغیر اطلاع کے ملنا پڑے گا۔ پھر اس کے چہرے کے تاثرات بتائیں گے کہ دراصل وہ کیا چاہتا ہے۔ جولیا تم میرے ساتھ چلو''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھے سٹی ہسپتال کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ سٹی ہسپتال کی عمارت خاصی بڑی اور شاندار تھی۔ یہاں کا ماحول بھی بے حد اچھا تھا۔ شاید چیف کلب کا اس ہسپتال سے معاہدہ تھا کہ کلب کے ملازمین کا یہاں اعلیٰ پیمانے پر علاج کیا جائے گا اور پیمنٹ کلب کرے گا ورنہ اسسٹنٹ مینجر کا اس قدر شاندار اور بڑے ہسپتال میں علاج کرانا ناممکن تھا یا دوسری صورت میں مراجا نے ہیلتھ انشورنس پالیسی لے رکھی ہو گی جس کی وجہ سے ایسے شاندار ہسپتال میں اس کا علاج کیا جا رہا تھا۔ کمرہ نمبر ایک سو ایک چوتھی منزل پر تھا۔ عمران اور جولیا لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ کمرہ نمبر ایک سو ایک کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے

دروازے کو دھکیلا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اندر بیڈ پر مراجا لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس کی ٹانگ پر پلستر چڑھا ہوا تھا اور اس کی ٹانگ کو اسٹینڈ کے ساتھ اونچائی میں باندھا گیا تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ بیڈ کے ساتھ پہیوں والی ٹیبل موجود تھی جس پر نسخہ اور ادویات وغیرہ پڑی تھیں۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر مراجا نے آنکھیں کھولیں اور پھر عمران اور جولیا کو اندر آتے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ جولیا پہلی بار اس کے سامنے آ رہی تھی جبکہ عمران میک اپ میں تھا۔

''کیا حال ہے آپ کا مسٹر مراجا''...... عمران نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''حال آپ دیکھ رہے ہیں فریکچر ہے۔ ظاہر ہے اسے ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا لیکن آپ کون ہیں اور مجھے کیسے جانتے ہیں اور یہاں کیسے آئے ہیں''...... مراجا نے ایک سوال میں کئی سوالات اکٹھے کرتے ہوئے کہا۔

''مسٹر مراجا۔ ہم شاکھا میں رہتے ہیں۔ ہمیں مسٹر مائیکل نے دارالحکومت سے کال کر کے کہا ہے کہ ہم یہاں آپ سے ملیں اور انہیں رپورٹ دیں کہ آپ کتنے دنوں تک چل پھر سکیں گے اور میرا خیال ہے کہ آپ کو مزید دو ہفتے یہاں رہنا پڑے گا''...... عمران نے لہجہ اور آواز بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''مسٹر مائیکل کی ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھ سے فون پر بات ہوئی ہے۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ وہ آ جائیں۔ میرا آدمی انہیں ساتھ لے جا کر وہاں چھوڑ آئے گا جہاں میں نے انہیں چھوڑنا تھا اور جس طرح انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہے اسی طرح وہ میرے آدمی پر بھی اعتماد کریں''...... مراجا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کا پیغام پہنچا دیں گے لیکن مسٹر مراجا۔ آپ کے اور مائیکل کے درمیان جو کچھ طے ہوا ہے وہ اگر جلدی ہو جائے تو زیادہ بہتر تھا اور ظاہر ہے جو اعتماد انہیں آپ پر ہو سکتا ہے اتنا آپ کے کسی آدمی پر نہیں ہو سکتا اور پھر بھاری رقم کا معاملہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے رقم چاہئے۔ تم مسٹر مائیکل کو بتا دو کہ وہ رقم سمیت جلد مجھ سے ملیں ورنہ وہ جتنی دیر کریں گے معاملہ خراب ہوتا چلا جائے گا اور ایسی صورت میں وہ مجھ سے شکوہ نہیں کریں گے''۔ مراجا نے کہا۔

''کس قسم کا شکوہ مسٹر مراجا''...... عمران نے ویسے ہی روٹین کے لہجے میں کہا۔

''راستہ اس دوران تبدیل بھی ہو سکتا ہے''...... مراجا نے جواب دیا۔

''کیا سیکورٹی کو معلوم ہے اس راستے کے متعلق''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن کسی بھی وقت معلوم ہو سکتا ہے''...... مراجا نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں جا کر مسٹر مائیکل سے بات کرتا ہوں۔ ویسے کتنے دنوں کی مہلت دی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''زیادہ سے زیادہ دو روز''...... مراجا نے جواب دیا۔

''جولیا۔ تم دروازے کو اندر سے لاک کر دو۔ میں مسٹر مراجا سے مزید باتیں معلوم کرتا ہوں تاکہ اس مسئلے کو حل کیا جا سکے''۔ عمران نے کہا۔

''جلدی کرو۔ تم خواہ نخواہ وقت ضائع کر رہے ہو''...... جولیا نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو عمران نے مراجا کی بندھی اور ٹوٹی ٹانگ پر ہاتھ رکھ کر اسے معمولی سا موڑ دیا تو مراجا کے حلق سے یکلخت چیخ سی نکل گئی اور اس نے دوسری ٹانگ اٹھا کر عمران کو مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے کمبل کے اندر موجود ٹانگ پر دوسرا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

''سچ بتاؤ مراجا۔ اصل بات کیا ہے اصل بات ورنہ''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کو ایک جھٹکے سے موڑ دیا۔

''وہ۔ وہ کافرستان سیکرٹ سروس کو معلوم ہے۔ مائیکل اور میری گفتگو کی ٹیپ ان تک پہنچ گئی تھی۔ انہوں نے مجھے کلب سے اغوا کر لیا۔ وہاں شاگل بھی تھا چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اور وکرم بھی۔ انہوں نے مجھے مائیکل کے خلاف کام کرنے کے لئے کہا

اور مجھے تسلیم کرنا پڑا''...... مراجا نے روتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اس کی ٹانگ چھوڑ دی اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا نے دروازہ کھول دیا تو وہ دونوں باہر آ گئے۔ اسی لمحے ایک ڈاکٹر اور دو نرسیں مراجا کے کمرے میں داخل ہوئیں لیکن عمران اور جولیا رکے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے۔

''تمہارا اندازہ درست تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ مراجا کے لہجے کی بے چینی نے مجھے چونکا دیا تھا۔ اگر ہم چیک نہ کرتے تو پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے''...... عمران نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے واپس ہوٹل جا رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ کیا ہوا''...... صفدر نے ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

''میرا خیال ہے کہ وہ راستہ بند کر دیا گیا ہے اور ہم بال بال بچے ہیں۔ اگر مراجا کو حادثہ نہ ہوتا تو ہمیں احساس بھی نہ ہوتا اور ہم ان کی جھولی میں پکے ہوئے پھلوں کی طرح جا گرتے''۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہوا کیا تھا۔ تفصیل تو بتائیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے شروع سے لے کر آخر تک ساری روداد بتا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو شاگل کو پوری طرح علم ہو چکا ہے۔ اب کیا پلاننگ کی جائے اس پر سوچو''...... صفدر نے کہا۔

''ایئر فورس کا ہیلی کاپٹر اڑاؤ اور اس لیبارٹری میں اتر جائیں پھر جو سامنے آئے اڑا دو''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہیلی کاپٹر اڑانے کے لئے ہمیں ایئر فورس کے اڈے پر جانا پڑے گا اور ایئر فورس کا اڈا نیلور جزیرے پر ہے۔ جہاں ہر طرف سے داخلہ بند ہے البتہ شاکھا سے ہیلی کاپٹر اڑایا جا سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''لیکن شاکھا سے نیلور آئی لینڈ پہنچتے پہنچتے ایئر فورس کے طیارے ہمیں آ لیں گے اور پھر ہماری ہلاکت یقینی ہے۔ ہمیں کوئی قابل عمل تجویز سوچنی چاہئے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم نے بے شمار اس سے بھی زیادہ کٹھن مشنز مکمل کئے ہیں لیکن یہ مشن ہمیں یوں لگ رہا ہے جیسے ہم اسے کسی صورت مکمل نہیں کر سکتے''...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات''...... سب نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جو ہماری ناک کے نیچے ہے وہ ہم دیکھتے نہیں اور ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو''...... جولیا نے کہا۔

''وہاں تین چوتھائی علاقے پر انتہائی قیمتی عما تی لکڑی کا جنگل ہے۔ یہاں لکڑی کے تاجر اور کاروبار کرنے والے جاتے رہتے

ہوں گے۔ ہم یہاں لکڑی کی مارکیٹ سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور پھر لکڑی کے کاروباری بن کر جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایک بار اندر داخل ہو جائیں پھر آگے راستہ ہم خود بنا لیں گے''۔ عمران نے جواب دیا تو سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ وہاں داخل ہونے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ترکیب نہ تھی۔

وکرم نیلور جزیرے پر موجود لیبارٹری کے سیکورٹی ونگ میں بنائے گئے اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ وکرم نے نہ صرف مراجا کا بتایا ہوا راستہ خود چیک کیا تھا بلکہ اسے اس انداز میں دوبارہ بلاک کرا دیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت اسے نہ کھول سکیں۔ گو اسے مراجا کی طرف سے رپورٹ مل چکی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے نمائندے ایک مرد اور ایک عورت ہسپتال میں اس کے کمرے میں آئے اور پھر انہوں نے اس پر تشدد کر کے اس سے جبراً معلوم کر لیا کہ اس راستے کے بارے میں کافرستان سیکرٹ سروس والوں کو علم ہو چکا ہے اس لئے وکرم کو یقین تھا کہ اب یہ لوگ اس راستے کا رخ نہیں کریں گے لیکن پھر وہ کیسے اپنا مشن مکمل کریں گے۔ یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی جبکہ وہ طویل عرصہ سے چونکہ کافرستان سیکرٹ سروس میں تھا اس لئے اسے یہ بھی اچھی طرح علم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک بار قدم

آگے بڑھا کر کبھی ناکام واپس نہیں گئے۔ وہ کوئی نہ کوئی راستہ مشن کی کامیابی کا نکال ہی لیتے تھے۔ اس لئے وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب جبکہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کو اس خفیہ راستے کا علم ہو چکا ہے تو وہ اس راستے کو ہرگز استعمال نہیں کریں گے اور اس لئے بھی استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ وہ راستہ مکمل طور پر بلاک ہو چکا ہے تو اب وہ کیا کریں گے۔ اس نے بہت سوچا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ لیبارٹری کا محل وقوع اور ساخت ایسی تھی کہ کوئی کسی بھی راستے سے لیبارٹری کے اندر بغیر ہیلی کاپٹر کے داخل نہ ہو سکتا تھا اور ہیلی کاپٹر کو چیک کرنے اور فضا میں ہی تباہ کرنے کے فوری انتظامات کر دیئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ جزیرے کے چاروں طرف موجود واچ ٹاورز کو بھی اس نے الرٹ کر دیا تھا کہ وہ کسی موٹر بوٹ، لانچ یا چھوٹے بحری جہاز کو جزیرے کے قریب نہ آنے دیں ورنہ اسے فوری تباہ کر دیں۔

''آخر یہ لوگ کیا کریں گے۔ کیا یہ کوئی مافوق الفطرت قوت استعمال کریں گے''...... وکرم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب ظاہر ہے وہاں کوئی اس کے سوال کا جواب دینے کے لئے موجود نہ تھا لیکن اسی لمحے میز پر موجود سیٹلائٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس فون کا خصوصی تعلق واچ ٹاورز سے تھا اور شاگل کے پاس بھی اس کا نمبر تھا۔ وکرم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ وکرم بول رہا ہوں"...... وکرم نے کہا۔

"واچ ٹاور ون سے بلرام بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... وکرم نے چونک کر کہا۔

"آپ نے حکم دیا تھا کہ جنگل میں کوئی غیر معمولی سرگرمی نظر آئے تو آپ کو اطلاع دی جائے"...... دوسری طرف سے بلرام نے کہا۔

"ہاں۔ پھر کیا ہوا ہے"...... وکرم نے قدرے چیخ کر کہا۔

"سر۔ دو عورتیں اور چار مرد ایک جیپ میں سوار جنگل میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کی فرسٹ چیک پوسٹ پر چیکنگ کی گئی۔ کاغذات کے مطابق یہ گروپ گریٹ لینڈ سے عمارتی لکڑی کی بھاری مقدار خریدنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ ان کے کاغذات درست ہیں چنانچہ انہیں لکڑی کے معائنے کے لئے جنگل میں گھومنے پھرنے کا خصوصی اجازت نامہ دے دیا گیا اور اس کی رپورٹ تمام ٹاورز پر پہنچا دی گئی۔ اس حد تک تو معاملات درست اور روٹین کے مطابق تھے کیونکہ ایسی پارٹیاں آتی جاتی رہتی ہیں"...... بلرام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر فون کیوں کیا ہے"...... وکرم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اس جیپ نے جنگل کے مختلف حصوں کا راؤنڈ لگانے کے بعد جیپ کو اس جگہ روک دیا جہاں ایئر فورس اور سپاٹ لیبارٹری کی دیواریں ملتی ہیں اور پھر یہ چھ کے چھ افراد جیپ سے اتر گئے اور وہ پیدل ہی ادھر ادھر گھومتے رہے لیکن پھر کافی دیر تک یہ افراد دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور انہیں چیک کرتے رہے۔ پھر واپس جیپ میں بیٹھ گئے اور اس کے بعد ان کی واپسی ہوگئی اور اب وہ جنگل سے جا چکے ہیں"...... بلرام نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے وہاں کوئی حرکت تو نہیں کی۔ کوئی خاص حرکت"۔ وکرم نے کہا۔

"خاص حرکت یہی تھی جناب جو میں نے بتائی ہے۔ میں نے اس لئے آپ کو کال کیا ہے کہ لکڑی کے خریدار تاجر ایسی حرکت نہیں کرتے کہ دیواروں کو چیک کرتے پھریں"...... بلرام نے کہا۔

"ان کے کاغذات کی نقول تو فرسٹ چیک پوسٹ پر موجود ہوں گی"...... وکرم نے کہا۔

"یس سر۔ وہاں مشینوں کے ذریعے ہر آنے جانے والے کے کاغذات کی نقول کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے"...... بلرام نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... وکرم نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے جزیرے کی مقامی

انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ جزیرے میں چونکہ فون سسٹم
وائرلس کنٹرولڈ تھا اس لئے یہاں مقامی ایکسچینج لگائی گئی تھی جس کی
مدد سے جزیرے پر فوری طور پر فون کال کی جا سکتی تھی۔

''یس۔ نیلور انکوائری''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

''فرسٹ چیک پوسٹ کے انچارج کا نمبر دیں''...... وکرم نے
کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

''شکریہ''...... وکرم نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے
پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔

''انچارج فرسٹ چیک پوسٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے
ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''وکرم بول رہا ہوں۔ چیف سیکورٹی آفیسر لیبارٹری''...... وکرم
نے کہا۔

''لیکن پہلے تو میجر پیٹر چیف سیکورٹی آفیسر تھے''...... دوسری
طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''انہیں عارضی طور پر واپس بھجوا دیا گیا ہے۔ آپ کو اس ٹرانسفر
کا باقاعدہ لیٹر لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کارلس کی طرف سے بھجوایا گیا
تھا''...... وکرم نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ یس سر۔ حکم فرمائیں سر''...... دوسری طرف سے
مؤدبانہ انداز میں جواب دیا گیا شاید انچارج کو یاد آ گیا تھا کہ

واقعی لیٹر آیا تھا۔

''گریٹ لینڈ کے لکڑی کے تاجروں کا گروپ جس میں چار مرد
اور دو عورتیں شامل ہیں ایک جیپ کے ذریعے یہاں آئے تھے۔
ان کا ریکارڈ یقیناً آپ کے پاس ہو گا''...... وکرم نے کہا۔

''ان کے نام کیا ہیں جناب''...... انچارج نے پوچھا۔

''مجھے یہاں بیٹھے بیٹھے ناموں کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے
اطلاع ملی ہے کہ یہ گروپ مشکوک ہے اور لیبارٹری کے لئے
خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ اس گروپ کے کاغذات
کی نقول، ان کی تصاویر اور جیپ کے بارے میں تفصیل مجھے سپیشل
دے کے ذریعے لیبارٹری بھجوا دیں''...... وکرم نے کہا۔

''لیکن جناب۔ یہاں تو بے شمار تاجر آتے جاتے رہتے ہیں۔
ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ آپ کو کن لوگوں کا ریکارڈ چاہئے۔ کچھ تو
آپ ہماری رہنمائی فرمائیں تاکہ ہم درست کاغذات آپ تک پہنچا
سکیں''...... انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو صرف یہی بتا سکتا ہوں کہ ان کی تعداد چھ تھی۔ دو
عورتیں اور چار مرد۔ سب گریٹ لینڈ نژاد تھے۔ جیپ میں سوار تھے
اور بس''...... وکرم نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ میں چیکنگ کر کے آپ کو دوبارہ فون کرتا
ہوں''...... انچارج نے جواب دیا تو وکرم نے رسیور رکھ دیا۔ وکرم
نے واقعی سیکورٹی انچارج کا عہدہ سنبھال لیا تھا۔ چیف شاگل نے

خصوصی طور پر اس کا حکم دیا تھا اور وہ خود بھی یہاں آ کر چکر لگا گیا تھا اور تمام انتظامات دیکھ کر چیف شاگل نے اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ پہلا سیکورٹی چیف میجر پیٹر اپنے ساتھیوں سمیت واپس ایئر فورس ہیڈکوارٹر چلا گیا تھا اور اب یہاں وکرم اور اس کے ساتھ چھ مسلح ساتھی تھے۔ وکرم نے یہ آفس سنبھال رکھا تھا جبکہ اس کے ساتھی علیحدہ کمروں میں ہر وقت تیار حالت میں موجود رہتے تھے۔ ایک طرف چھوٹا سا ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا کیونکہ لیبارٹری میں داخلے کا سوائے فضا کے اور کوئی راستہ نہ تھا اور مخصوص ہیلی کاپٹر جن پر خصوصی اجازت نامہ کی چٹ لگی ہوتی تھی صرف وہی یہاں سے پرواز کر سکتے تھے اور یہاں آ سکتے تھے ورنہ واچ ٹاورز پر موجود اینٹی کرافٹ گنیں انہیں فضا میں ہی تباہ کر دیتی تھیں۔ یہاں کی سرگرمیوں کے لئے چار ہیلی کاپٹرز مخصوص تھے جن میں سے دو لیبارٹری کے لئے اور دو ایئر فورس کے لئے مخصوص تھے البتہ فارغ اوقات میں یہ چاروں ہیلی کاپٹرز ایئر فورس کے بڑے ہیلی پیڈ پر ہی کھڑے رہتے تھے۔ لیبارٹری کے لئے مخصوص ہیلی کاپٹروں کا کوڈ نام ہاک ون اور ہاک ٹو تھا اور انہیں لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر کی کال پر پرواز کرنے کی اجازت تھی۔ اس لئے اب دونوں ہیلی کاپٹرز وکرم کی کال پر ہی آ جا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ایئر فورس سے سیکورٹی ونگ کے درمیان ایک چھوٹا سا راستہ بھی بنایا گیا تھا جسے صرف لیبارٹری سے کھولا اور بند کیا جا سکتا تھا۔ یہ راستہ

آپس کی سہولت کے لئے بنایا گیا تھا کیونکہ ہر چھوٹے معاملہ پر ہیلی کاپٹر کو کال کرنا اور بھجوانا خاصا مشکل بھی تھا اور اس میں وقت بھی ضائع ہوتا تھا۔ اسے سپیشل وے کہا جاتا تھا۔ وکرم بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا جیپ میں سوار افراد واقعی پاکیشیائی ایجنٹ تھے۔ اگر تھے تو وہ کیا دیکھنے آئے تھے۔ وہ بیٹھا یہی سب کچھ سوچ رہا تھا کہ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"وکرم بول رہا ہوں چیف سیکورٹی آفیسر لیبارٹری"...... وکرم نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"انچارج فرسٹ چیک پوسٹ اجیت بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی

"یس۔ کاغذات کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... وکرم نے کہا۔

"جناب۔ کاغذات کی نقول مل گئی ہیں۔ آپ کو کیا کیا بھیجا جائے"...... اجیت نے کہا۔

"اس گروپ کے مکمل کاغذات، ان کی تصاویر اور جیپ کی تفصیلات۔ کیا آپ آنے والوں کی تلاشی بھی لیتے ہیں"...... وکرم نے کہا۔

"جیپ کی تلاشی تو لی جاتی ہے لیکن معزز افراد کی جسمانی تلاشی نہیں لی جاتی"...... اجیت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو جیپ کی تلاشی کا کیا رزلٹ رہا"...... وکرم نے پوچھا۔

”اس بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مشکوک چیز تلاشی کے دوران نہیں ملی“...... انچارج اجیت نے جواب دیا۔

”او کے۔ ان کے کاغذات اور تصاویر کی نقول کی ایک کاپی سپیشل وے سے مجھے فوراً بھجوا دیں“...... وکرم نے کہا۔

”یس سر۔ میں ابھی بھجوا دیتا ہوں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوا تو وکرم نے رسیور رکھا اور پھر ساتھ پڑے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

”کاشرم۔ فرسٹ پوسٹ سے ایک لفافہ سپیشل وے کے ذریعے بھجوایا جا رہا ہے جیسے ہی وہ آئے تم نے فوراً اسے میرے آفس میں لے آنا ہے“...... وکرم نے کہا۔

”یس چیف“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور وکرم نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔

”آ گیا ہے یہ“...... وکرم نے چونک کر کہا۔

”یس باس۔ ابھی آیا ہے“...... آنے والے نے جواب دیا اور ساتھ ہی لفافہ وکرم کی طرف بڑھا دیا۔

”او کے۔ تم جا سکتے ہو“...... وکرم نے لفافہ لیتے ہوئے کہا اور

نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا۔ لفافہ سیلڈ تھا۔ وکرم نے اسے کھولا اور اندر موجود کاغذات اور تصاویر باہر نکال کر انہیں میز پر پھیلا دیا۔ پہلے تو اس نے تصویریں دیکھیں۔ یہ دو عورتوں اور چار مردوں کی تصاویر تھیں اور یہ سب یورپی نژاد تھے البتہ ایک تصویر پر وکرم کی نظریں جمی ہوئی تھیں کیونکہ اس آدمی کا قدوقامت بالکل عمران جیسا تھا۔ کاغذات کے مطابق مرد گریٹ لینڈ کے لکڑی کے بڑے تاجر اور عورتیں ان کی سیکرٹریز تھیں لیکن ان مردوں کے قدوقامت فیلڈ کے تربیت یافتہ افراد جیسے دکھائی دے رہے تھے۔ وکرم کچھ دیر انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”وکرم بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ“...... وکرم نے کہا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آواز سنائی دی۔

”یس۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے شاگل کی مخصوص چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”وکرم بول رہا ہوں چیف“...... وکرم نے کہا۔

”ہاں۔ کوئی خاص بات“...... شاگل نے کہا تو وکرم نے اسے

بلرام کی بتائی ہوئی رپورٹ کے ساتھ فرسٹ چیک پوسٹ سے آنے والے کاغذات اور تصاویر کے بارے میں بتا دیا۔

''لیکن اگر یہ عمران اور اس کے ساتھی تھے تو پھر ان کا مقصد کیا تھا''...... شاگل نے کہا۔

''وہ لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کرتے پھر رہے تھے لیکن ایسا نہیں ہو سکا تو وہ واپس چلے گئے۔ انہوں نے کاسگا سے ہی موٹر بوٹ لی ہو گی۔ آپ وہاں بھی چیکنگ کرائیں اور کاسگا کے تمام ہوٹلوں میں بھی چیکنگ کرائیں۔ اگر یہ لوگ مل جائیں تو ہم انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے''۔ وکرم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ہیلی کاپٹر کے ذریعے کاغذات اور تصاویر مجھے بھجوا دو میں انہیں ٹریس کر لوں گا''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف''...... وکرم نے کہا۔

''اور تم بھی ہوشیار رہنا۔ یہ انسان نہیں ہیں شیطان ہیں''۔ شاگل نے کہا۔

''یس چیف''...... وکرم نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور وکرم نے رسیور رکھ دیا اور پھر کاغذات اور تصاویر بھجوانے کے لئے ائیرفورس سپاٹ سے ہیلی کاپٹر منگوانے کے کام میں مصروف ہو گیا۔ نجانے اس کا دل کیوں کہہ رہا تھا کہ یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھی ہیں اور اس بار یہ مارے جائیں گے۔

عمران اپنے سامنے میز پر ہاتھ سے بنا ہوا ایک نقشہ پھیلائے اس پر جھکا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھی خاموشی سے بیٹھے ہاٹ کافی پینے میں مصروف تھے۔ وہ سب ایک مقامی ہوٹل جیکارڈ میں رہائش پذیر تھے۔

''عمران صاحب۔ ہمیں میک اپ بھی تبدیل کر لینے چاہیں''۔ خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران جو نقشے میں جھکا ہوا تھا یکلخت سیدھا ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی کیپٹن شکیل کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے تھے۔

''کیوں۔ وجہ''...... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں ٹاورز سے چیک کیا جاتا رہا تھا۔ ہمارے بارے میں رپورٹ لازماً شاگل کو پہنچائی گئی ہو گی۔ پھر اگر انہوں نے ہمیں مشکوک قرار دے دیا تو ہمارے لئے کام کرنا مشکل ہو جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن میک اپ تبدیل کرنے کے بعد ہمیں ہوٹل چھوڑنا ہو گا اور کاغذات کا مسئلہ بھی بن جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''فرسٹ چیک پوسٹ پر میں نے فوٹو کاپی بنانے والی مشین دیکھی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے کاغذات کی کاپی انہوں نے لازماً رکھ لی ہو گی''...... صالحہ نے کہا۔

''کاغذات کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ ہماری تعداد کا ہے۔ ہمیں تعداد کی بنیاد پر ہی وہ ٹریس کریں گے کیونکہ تربیت یافتہ افراد جانتے ہیں کہ میک اپ تبدیل کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ گروپ بنا دیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ گروپس کا طریقہ کبھی کامیاب نہیں رہا۔ گھوم پھر کر گروپس پھر اکٹھے ہو جاتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر واقعی ہماری تصاویر ان کے پاس ہیں تو پھر ہمیں لازماً میک اپ تبدیل کرنے پڑیں گے اور ہمارے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ کاغذات کا دوسرا ایجنسی سیٹ ہمارے پاس ہے اور یہ ہوٹل بھی ہمیں چھوڑنا ہو گا لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے طور پر جنگل کے آخر تک جا کر ایئرفورس سپاٹ کی دیواریں چیک کی ہیں لیکن وہاں کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جس سے ہم اندر جا سکیں''۔ صفدر نے کہا۔

''اس طرح بیٹھے سوچتے رہے تو قیامت تک کوئی راستہ سامنے

نہیں آئے گا۔ اندر گھس جاؤ اور بم، میزائل اور مشین گنوں سے وہاں موجود سب افراد کا خاتمہ کر دو۔ اس کے بعد لیبارٹری میں گھس جاؤ۔ باقی جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... تنویر نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اپنے انداز کی بات کی تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''میرے ذہن میں ایک پلاننگ آئی ہے۔ آپ میرا مذاق نہ اڑائیں تو بتاؤں''...... صالحہ نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''مذاق اڑانے کی کیا بات ہے۔ ہم نے اہم مشن مکمل کرنا ہے اس لئے جو جس کی سمجھ میں آئے وہ کھل کر بات کرے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے بوٹ کے ذریعے جو مشاہدہ کیا ہے اس کے مطابق لیبارٹری میں داخلے کا باہر سے کوئی راستہ نہیں ہے۔ ایئرفورس سپاٹ کے لئے راستہ ہو گا لیکن لیبارٹری میں جانے کے لئے ویسے تو ہیلی کاپٹر استعمال کیا جاتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ لیبارٹری کا کوئی نہ کوئی راستہ ایئرفورس سپاٹ کے اندر ضرور ہو گا۔ اس کے لئے ہمیں ایئرفورس سپاٹ میں لازماً گھسنا پڑے گا۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے لیکن عمران کو شوق ہے ڈرامے کرنے کا۔ اب یہ کئی دن تک نقشے دیکھتا رہے گا۔ دو چار آدمیوں کو فون کرے گا۔ دو چار چکر جزیرے کے لگائے گا اور آخر کار کرے گا

وہی جو میں نے کہا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر مشن بدمعاشی سے مکمل ہوتا ہے تو میں چیف کو کہوں گا کہ تمہاری بجائے دو چار بدمعاش سروس میں بھرتی کر لے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو پہلی بار تنویر کی بات پر غصہ کھاتے دیکھا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے غصہ نہیں آیا۔ میں تو تنویر کو سمجھا رہا ہوں کہ ایسے نازک اور حساس مشن طاقت اور جبر سے مکمل نہیں کئے جاتے۔ لائم لائٹ کا فارمولا انتہائی اہم فارمولا ہے۔ اگر اس کی شہرت ہوگئی تو تمام سپر پاور اس پر ٹوٹ پڑیں گی اور پھر ہمارے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔ پوری دنیا میں اس کی ٹیکنالوجی نہ صرف پھیل جائے گی بلکہ اس کے اینٹی سسٹم بھی تیار کر لئے جائیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال اب بھی یہی ہے کہ یہ مشن بغیر طاقت کے حل نہیں ہوسکتا''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے ذہن میں جزیرہ گھوم آنے کے بعد کوئی نہ کوئی آئیڈیا تو بہرحال آیا ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر ہوتا تو تم خود اب تک بتا چکے ہوتے البتہ اب ایک ہی راستہ ہے کہ ہم موٹر بوٹ کے ذریعے لوگاٹ پہنچیں اور پھر وہاں سے غوطہ خوری کرتے ہوئے نیلور جزیرے کے عقبی طرف سے اندر

داخل ہوں۔ پھر آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس ٹاپو تک جانے کے بعد جب ہم بوٹ کو خالی چھوڑ دیں گے تو واچ ٹاورز پر موجود لوگ اسے چیک نہیں کرلیں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''میں اس ٹاپو کی بات نہیں کر رہا جو نیلور جزیرے سے دو یا تین ناٹ کے فاصلے پر ہے۔ وہ تو واچ ٹاورز کی مستقل چیکنگ میں ہے۔ میں اس جزیرے کی بات کر رہا ہوں جو نیلور جزیرے سے بیس پچیس بحری میل دور ہے۔ وہاں تک دوربین سے بھی چیکنگ نہیں کی جاسکتی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن بیس پچیس بحری میل تو سمندر میں بہت فاصلہ ہے۔ اتنے فاصلے تک تو کوئی ماہر غوطہ خور بھی مسلسل پانی میں نہیں تیر سکتا''۔ صفدر نے کہا۔

''گڈ عمران صاحب۔ آپ نے واقعی بہت اچھی تجویز سوچی ہے۔ ویری گڈ''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''کون سی تجویز''...... تقریباً سب نے ہی چونک کر کہا۔

''یہی بیس پچیس میل دور سے غوطہ خوری کے ذریعے نیلور پہنچا جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن تیریں گے کیسے۔ تم تو خود نیوی میں رہے ہو۔ تم بتاؤ کہ کیا ایسا ممکن ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تیرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم آبدوز میں جا سکتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے کیپٹن شکیل کا ذہنی توازن انہیں درست نظر نہ آ رہا ہو۔

''میں نے کوشش تو کی تھی لیکن بات بنی نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے مطابق رات گئے اسے آسانی سے چوری کیا جا سکتا ہے اور جب تک معاملات کا پتہ چلے گا ہم مشن بھی مکمل کر چکے ہوں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ منی سب میرین کو چوری کیا جائے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ تو افسروں نے اپنے مہمانوں کو سیر کرانے کے لئے رکھی ہوئی ہے اس لئے اس کی حفاظت کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہو گا۔ اسے آسانی سے دھکیل کر پانی میں ڈالا جا سکتا ہے اور پھر سمندر کے اندر سے اسے نیول ہیڈکوارٹر سے باہر بھی لایا جا سکتا ہے بلکہ اس سے براہِ راست جزیرہ نیلور تک پہنچا جا سکتا ہے اور واپسی کے لئے بھی اسے وہیں پانی میں چھپا کر کھڑا کیا جا سکتا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''منی سب میرین۔ اس کا کیا مطلب ہوا اور کہاں ہے یہ منی

سب میرین''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تو کوئی مذاق لگتا ہے۔ منی سب میرین کا کیا مطلب ہوا''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ سب میرین جاسوسی کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ ایکریمیا کی ایجاد ہے۔ بظاہر یہ سب میرین کے مقابلے میں کھلونا نظر آتی ہے لیکن ہے یہ اصل سب میرین۔ اس میں جاسوسی کے آلات کے ساتھ ساتھ تمام حفاظتی انتظامات بھی ہوتے ہیں لیکن اس کا سائز بہت چھوٹا ہے۔ اس میں آٹھ سے دس افراد سما سکتے ہیں''...... عمران نے وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کب اسے دیکھا ہے اور کہاں''...... صفدر نے کہا۔

''جزیرہ نیلور کی چیکنگ کے بعد جب ہم جیپ کمپنی کو واپس کرنے گئے تو میں نے تمہیں ہوٹل بھجوا دیا تھا لیکن میں کیپٹن شکیل کے ساتھ شاکھا میں موجود نیول ہیڈکوارٹر گیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ اگر نیول ہیڈکوارٹر سے نیوی کا کوئی ہیلی کاپٹر حاصل کر لیا جائے تو اسے تباہ نہیں کیا جائے گا جبکہ عام ہیلی کاپٹر کو وہ فضا میں ہی اڑا دیں گے۔ کیپٹن شکیل کافی عرصہ نیوی میں رہا ہے۔ وہاں نیوی ہیڈکوارٹر میں اس نے ایک نیوی کمانڈر راہول کے ہم شکل آدمی کو دیکھ کر راہول سے ملنے کی بات کی تو اس کمانڈر ارجن نے بتایا کہ وہ اس کا بڑا بھائی ہے۔ ان دونوں کی شکلیں اس قدر ملتی تھیں کہ لوگ انہیں ٹوئن برادرز کہتے تھے۔ ویسے ان کے درمیان عمر میں کافی

فرق تھا۔ اس طرح نیوی کمانڈر ارجن، کیپٹن شکیل کا دوست بن گیا اور پھر اس نے مجھے اور کیپٹن شکیل کو پورے ہیڈ کوارٹر کا دورہ کرایا۔ اس دوران اس نے یہ منی سب میرین بھی دکھائی۔ کیپٹن شکیل چونکہ یورپی نژاد تھا اس لئے اس نے ارجن کو بتایا تھا کہ اس کے والدین اس کے بچپن میں ہی کافرستان آ گئے تھے۔ وہ یہیں پیدا ہوا اور پھر یہیں وہ پڑھا اور اس نے یونیورسٹی میں پڑھنا شروع کر دیا۔ دراصل اس کا بھائی بھی یونیورسٹی میں پڑھتا تھا جس کا ذکر ارجن کو دیکھ کر کیپٹن شکیل نے کیا تھا اور پھر بات آگے بڑھتی چلی گئی۔ کیپٹن شکیل نے اس چھوٹی سب میرین میں خاصی دلچسپی لی تو راہول نے اسے اس کا اندر سے بھی معائنہ کرایا اور اس نے بتایا کہ بظاہر یہ ایک کھلونا نما آبدوز ہے لیکن یہ انٹیلی جنس کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ میں نے اسے سرسری نظر سے دیکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مجھے بعد میں یہ بات یاد ہی نہ رہی تھی لیکن کیپٹن شکیل نے اس میں خاصی دلچسپی لی تھی۔ شاید اس کے ذہن میں اس منی سب میرین کی نسبت کوئی خاص خاکہ بن چکا تھا''...... عمران نے تفصیل سے صفدر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ آخر کہیں نہ کہیں تو اس منی سب میرین کو پانی سے باہر آنا ہی پڑے گا اور سب میرین چاہے کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو لامحالہ ٹاورز سے چیک ہو جائے گی اور یہ منظر خاصا چونکا دینے والا ہو گا۔ پھر''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''صفدر کی بات درست ہے''...... تنویر نے بھی صفدر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''میری رائے میں تمہاری بھی بات درست ہے لیکن یہ بات کیپٹن شکیل کو سمجھاؤ۔ اسے یہ منی سب میرین بے حد پسند آئی ہے جبکہ اول تو اس کی چوری ناممکن ہے اور اگر ہو بھی جائے تو یہ انتہائی دھماکہ ہو گا اور پوری بحریہ اور ایئر فورس سب اس جنگ میں کود پڑیں گے''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''میں نے تو صرف رائے دی تھی''...... کیپٹن شکیل نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تو پھر آخر فیصلہ کیا ہوا''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ یہاں بیٹھے باتیں کرتے رہو اور بس''...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ کوئی فیصلہ کریں ورنہ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ ہم بس بیٹھے باتیں ہی کرتے رہ جائیں گے اور شاگل ہمارے سروں پر پہنچ جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''میرا فیصلہ تو جولیا کے حق میں ہے''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''تم باز نہیں آؤ گے''...... جولیا نے مصنوعی غصے سے آنکھیں

نکالتے ہوئے کہا جبکہ باقی سب سوائے تنویر کے ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''ائیر فورس سپاٹ اور لیبارٹری کے درمیان چھوٹے کاموں کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہو گا۔ وہاں سے ہم لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس طرح ہم چاروں طرف سے مسلح دشمنوں میں گھر جائیں گے اور پھر باقاعدہ لڑائی شروع ہو جائے گی۔ اس لئے ہمیں اس انداز میں وہاں پہنچنا چاہئے کہ کم سے کم لوگوں کو اس کا علم ہو سکے اور ہم محفوظ انداز میں واپس بھی آ سکیں۔ میں نے جنگل کے بارے میں سوچا تھا کہ جنگل کی آڑ میں وہاں کے حالات دیکھ کر آگے بڑھیں گے۔ میرا خیال تھا کہ کوئی نہ کوئی راستہ مل جائے گا مگر ایسا نہیں ہو سکا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کی سنجیدگی بتا رہی تھی کہ اس کا ذہن بھی اس معاملہ میں واضح نہیں ہے۔

''ایک حل اور ہو سکتا ہے کہ ہم ان ٹاورز پر کوئی ایسی کارروائی کریں جس سے یہ لوگ ہمیں چیک نہ کر سکیں''...... جولیا نے کہا۔

''واچ ٹاورز اندر ہیں اس لئے ان پر چڑھا نہیں جا سکتا اور یہ اتنی اونچائی پر بنائے گئے ہیں کہ میزائل فائرنگ سے بھی کچھ نہیں کیا جا سکتا''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ اگر یہی حالات ہیں تو پھر واقعی تنویر کی بات درست ہے۔ ہمیں بہرحال آگے تو بڑھنا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''اوکے۔ تم سب میک اپ تبدیل کر لو۔ ضروری اسلحہ بیگوں میں ڈال لو اور علیحدہ علیحدہ گھاٹ پر پہنچ جاؤ۔ وہاں ہوٹل ریڈ راڈ کے اردگرد ہماری ملاقات ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''تم کب وہاں پہنچو گے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''میں بھی پہنچ جاؤں گا اور وہیں سے ہم مشن کی تکمیل کے لئے روانہ ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ وکرم نے جو کاغذات اور تصاویر بھجوائی تھی جو اس کے مطابق مشکوک افراد تھے اور لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ شاگل نے یہ تصاویر اور کاغذات منگوائے اور پھر ان کی کاپیاں کرا کر انہیں پورے شاکھا میں اپنے آدمیوں تک پہنچا دیا تاکہ وہ ان لوگوں کو شاکھا میں تلاش کریں۔ یہ کاغذات دوپہر کو شاگل تک پہنچے تھے اور شاگل نے انہیں اسی وقت اپنے آدمیوں کو بھجوا دیا تھا لیکن اب رات ہونے والی تھی مگر ابھی تک ان لوگوں کے بارے میں اسے کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ شاگل کی نظریں تو فائل پر تھیں لیکن دماغ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ہی مختلف خیالات گھوم رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ بمل رائے آپ سے بات کرنا چاہتا ہے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... شاگل نے کہا۔ بمل رائے سیکرٹ سروس کے فیلڈ سیکشن کا انچارج تھا۔

''ہیلو چیف۔ میں بمل رائے بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... شاگل نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہ لوگ ہوٹل جیکارڈ میں ٹھہرے ہوئے ہیں لیکن ان کے کمرے خالی ہیں البتہ ذاتی سامان اب بھی کمروں میں موجود ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ہوٹل انتظامیہ سے معلوم کیا جا سکے کہ یہ لوگ کب گئے ہیں اور کہاں گئے ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ انہیں کچھ بھی معلوم نہیں ہے حتیٰ کہ کمروں کی چابیاں بھی ان کے پاس ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں کیونکہ جیکارڈ ہوٹل پرائم منسٹر صاحب کے کسی رشتہ دار کا ہے۔ اس لئے وہ بات ہی بڑے توہین آمیز انداز میں کرتے ہیں''...... بمل رائے نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

''کون ہے اس کا مالک۔ بتاؤ کون ہے اور وہاں کون ہوتا ہے بتاؤ''...... شاگل نے اپنی فطرت کے مطابق چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ پرائم منسٹر صاحب کے بھتیجے نرائن داس اس ہوٹل کے

مالک ہیں اور وہ خود ہوٹل کے چیئرمین بھی ہیں اور باقاعدگی سے ہوٹل میں بیٹھتے ہیں''...... بمل رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کیا وہ اپنے کمرے میں موجود ہے یا نہیں''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں نے معلوم کیا ہے۔ وہ اپنے آفس میں موجود ہے''...... بمل رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کہاں سے بات کر رہے ہو''...... شاگل نے پوچھا۔

''ہوٹل کے بیرونی برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ سے جناب''...... بمل رائے نے جواب دیا۔

''تم وہیں رکو۔ میں خود آ رہا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے نہیں بتاتے۔ میں کسی پرائم منسٹر کے بھتیجے کو نہیں جانتا۔ میں آ رہا ہوں''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک جھٹکے سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈرائیور سے کہو کہ کار تیار کرے۔ میں نے جیکارڈ ہوٹل جانا ہے۔ فوراً۔ جلدی اور دو مسلح گارڈز بھی ساتھ جائیں گے۔ جلدی۔ فوراً''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف''..... دوسری طرف سے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ پھر چند منٹ بعد ہی انٹرکام

کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''کار اور گارڈز تیار ہیں جناب''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے اور سنو۔ ہوٹل جیکارڈ کے چیئرمین نرائن داس کو فون کر کے بتا دو کہ چیف اس سے ملنے آ رہا ہے۔ سنا تم نے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل جیکارڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے گارڈز کی کار عقب میں آ رہی تھی۔ شاگل کار میں اپنے مخصوص انداز میں اکڑا ہوا بیٹھا تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے کار میں کسی نے کوئی مجسمہ رکھ دیا ہو۔ تقریباً پون گھنٹے بعد کار ہوٹل جیکارڈ کی چار منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑی اور پھر چکر کاٹ کر مین گیٹ کے سامنے رک گئی اور پھر باوردی ڈرائیور نے نیچے اتر کر کار کا عقبی دروازہ کھولا اور شاگل اکڑے ہوئے انداز میں نیچے اترا۔ شاگل یونیفارم میں تھا کیونکہ شاگل کا بنایا ہوا قانون تھا کہ کافرستان سیکرٹ سروس کے تمام افراد کے ساتھ وہ خود بھی یونیفارم میں رہے گا تاکہ دوسروں کو پتہ چل سکے کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ کار پر بھی سیکرٹ سروس کے الفاظ کے ساتھ ساتھ مخصوص نشان موجود تھا اور باقاعدہ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کے موٹے

موٹے الفاظ بھی درج تھے۔ عقب میں گارڈز کی کار آ کر رک چکی
تھی اور باوردی سیکورٹی گارڈز ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے نیچے
اتر آئے تھے۔ مین گیٹ پر موجود دربانوں نے جب یہ سب کچھ
دیکھا تو وہ دونوں دوڑتے ہوئے کار تک پہنچ گئے اور باقاعدہ جھک
کر انہوں نے سلام کیا کیونکہ وہ شاگل کو پہچان گئے تھے۔ شاگل
اکثر ہوٹلوں میں آتا جاتا رہتا تھا۔ شاگل نے دربانوں کے سلام کا
جواب دینے کی بھی ضرورت نہ سمجھی اور اکڑے ہوئے انداز میں
سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ ایک دربان نے سائیڈ پر کھڑے
ہو کر دروازہ کھولا تو شاگل اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کے
مسلح سیکورٹی گارڈز تھے۔ ہال میں خاصی تعداد میں افراد موجود
تھے۔ وہ سب حیرت سے شاگل کو دیکھنے لگے۔ اسی لمحے ایک آدمی
باہر سے آ کر شاگل کے قریب آ کر رکوع کے بل جھک گیا۔

''بمل رائے حاضر ہے چیف''...... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

''چلو کہاں ہے کاؤنٹر''...... شاگل نے بڑے رعونت بھرے
انداز میں کہا۔ حالانکہ وہ بے شمار بار یہاں آ چکا تھا اور سامنے ہی
کچھ فاصلے پر کاؤنٹر بھی نظر آ رہا تھا لیکن شاگل ایسے مواقع پر ایسی
باتیں کرنے کا عادی تھا۔

''آیئے سر''...... بمل رائے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کاؤنٹر
کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر دو مرد اور چار عورتیں موجود تھیں۔ ان

سب کے چہروں پر شاگل کو دیکھ کر شدید تشویش کے تاثرات ابھر
آئے تھے کیونکہ وہ شاگل کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھے۔

''سر۔ حکم کیجئے۔ آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی''...... کاؤنٹر
مین نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''چیئرمین کو کہو کہ وہ اپنے آفس میں میرا انتظار کرے اور بمل
رائے، تم بتاؤ کہ مشکوک افراد کن کمروں میں رہ رہے ہیں۔ میں وہ
کمرے دیکھنا چاہتا ہوں''...... شاگل نے فقرے کا پہلا حصہ کاؤنٹر
مین اور دوسرا حصہ بمل رائے کو مخاطب کر کے کہا۔

''روم نمبر دو سو سے دو سو چھ میں جناب۔ لیکن بتایا گیا ہے کہ
یہ سب روم نمبر دو سو میں ہی اکٹھے بیٹھے رہے ہیں''...... بمل رائے
نے سر جھکا کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جلدی دکھاؤ۔ کہاں ہے روم نمبر دو سو۔ اسے کھلواؤ۔ ہم اسے
خود چیک کریں گے''...... شاگل نے کہا۔

''سپروائزر۔ چیف صاحب کو روم نمبر دو سو کا معائنہ کراؤ''۔ بمل
رائے نے ایک طرف خاموش کھڑے ایک باوردی آدمی سے کہا۔
اس کے سینے پر چیف سپروائزر کا بیج موجود تھا لیکن بمل رائے نے
جان بوجھ کر اسے صرف سپروائزر کہا تھا۔ چیف کا لفظ ادا نہ کیا تھا
ورنہ اسے یقین تھا کہ اور کچھ ہوتا نہ ہوتا شاگل اسے ضرور گولی مار
دیتا کیونکہ یہ اس کی توہین تھی کہ وہ بھی چیف ہے اور سامنے موجود
آدمی کو بھی چیف کہا جا رہا ہے۔ چاہے وہ چیف سپروائزر ہی کیوں

نہ ہو۔

''یس سر۔ آیئے سر''...... چیف سپروائزر نے کہا اور سائیڈ کی طرف مڑ گیا جبکہ بمل رائے تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا تاکہ انہیں کہہ سکے کہ وہ چیئرمین کو فون کر دے۔ تھوڑی دیر بعد شاگل بمل رائے کے ساتھ روم نمبر دو سو میں داخل ہوا تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ یہاں کرسیوں کی ترتیب اس انداز میں نظر آ رہی تھی جیسے وہاں پانچ چھ افراد کی باقاعدہ میٹنگ ہوتی رہی ہو۔ شاگل نے بمل رائے کو وہاں تلاشی لینے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد بمل رائے نے ایک بیگ لا کر شاگل کے سامنے رکھ دیا۔

''سر۔ یہاں میک اپ ہوتا رہا ہے۔ ادھر کونے میں میز پر میک اپ کا سامان موجود ہے''...... بمل رائے نے کہا۔

''معلوم کرو یہاں سے نکلنے والوں کو آخری بار کس نے دیکھا تھا۔ اسے بلاؤ''...... شاگل نے کہا تو بمل رائے تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا جبکہ شاگل کمرے میں گھوم پھر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد بمل رائے ایک ویٹر کو ساتھ لئے اندر داخل ہوا۔

''اس نے دیکھا ہے چیف''...... بمل رائے نے ساتھ موجود ویٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کس حلیئے کا آدمی تھا جو آخری بار اس کمرے سے نکلا تھا اور ہاں یہ بھی بتاؤ کہ کیا کمرہ بک کرانے والے اور آخری بار اس کمرے سے نکلنے والے کا حلیہ ایک ہی تھا یا مختلف''...... شاگل نے

کہا۔

''جناب۔ اسی لئے تو مجھے اس کا حلیہ یاد رہا تھا کہ کمرے سے نکلنے والا آدمی کمرہ بک کرانے والے آدمی سے یکسر مختلف تھا لیکن میں نے یہ سمجھا کہ شاید اسے اصل آدمی کمرے کی چابی دے گیا ہو گا''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''حلیہ بتاؤ تفصیل سے''...... شاگل نے کہا تو ویٹر نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

''اس کا قدوقامت کیا تھا''...... شاگل نے کہا۔

''اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ دونوں کے قدوقامت تو ایک جیسے ہی تھے صرف حلیئے مختلف تھے''...... ویٹر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے قدوقامت بتایا تو شاگل چونک پڑا کیونکہ یہ قدوقامت سو فیصد عمران کا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ''...... شاگل نے کہا تو ویٹر سلام کر کے واپس چلا گیا۔

''بمل رائے۔ جنرل فریکوئنسی پر پورے شاکھا میں موجود اپنے آدمیوں کو ٹرانسمیٹر پر یہ حلیہ بتا دو۔ یہ یقیناً عمران ہے۔ اگر اس کا پتہ چل جائے تو ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ اب اس جنرل مینجر سے ملنا ضروری نہیں۔ تم فوراً یہ کام کرو اور جیسے ہی اس حلیئے کا آدمی نظر آ جائے تو فوراً مجھے اطلاع دو''...... شاگل نے کہا تو بمل رائے نے یس چیف کہہ کر سر جھکا دیا۔

ٹیکسی تیزی سے شاکھا کی بندرگاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ٹیکسی میں ڈرائیور کے علاوہ صرف عمران موجود تھا۔ اس کا میک اپ تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے کافرستان کی نیلور جزیرے والی لیبارٹری تک پہنچنے کے تمام راستے بظاہر بند تھے اس لئے عمران مسلسل اس معاملے پر سوچنے میں مصروف تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بندرگاہ پر واقع ایک بڑے ہوٹل ریڈ راڈ کے گرد علیحدہ علیحدہ پہنچنے کا کہہ دیا تھا جبکہ اب وہ خود بھی ہوٹل ریڈ راڈ جا رہا تھا جہاں اس کو شہر کے ایک ویٹر سے ملنے والی اطلاع کے مطابق ایک بوڑھا ملاح رہتا ہے جو اس نیلور جزیرے میں آتا جاتا رہا تھا۔ اس وقت سے جب یہاں صرف جنگل تھا۔ ایئر فورس سپاٹ اور لیبارٹری نہ بنی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اس بوڑھے ملاح کو کسی نہ کسی ایسے راستے کا علم ہو گا جس کے ذریعے وہ لیبارٹری کے اندر محفوظ

انداز میں داخل ہو سکیں یا محفوظ طریقے سے جزیرے تک پہنچ سکیں۔ اس بوڑھے ملاح کا نام کیشو تھا اور سب اسے پاپا کیشو کہتے تھے۔ پاپا کیشو سمگلنگ میں ملوث رہا تھا اس لئے وہ خاصا امیر آدمی تھا لیکن اس کا پورا خاندان اس سمگلنگ کے نتیجے میں مخالفوں نے گولیاں مار کر ختم کر دیا تھا۔ تب سے پاپا کیشو نے سمگلنگ کا دھندہ ترک کر دیا تھا اور اپنی مستقل رہائش ہوٹل ریڈ راڈ میں رکھ لی تھی۔ اب وہ بھاری قیمت پر سمگلنگ کے بارے میں معلومات مہیا کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک جھٹکے سے رک گئی تو عمران چونک پڑا۔

''سر۔ اندر جانے کی اجازت نہیں ہے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوکے''...... عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر بھاری مالیت کا نوٹ ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

''باقی تم رکھ لو''...... عمران نے کہا اور ڈرائیور کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن عمران مڑ کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گیا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کاؤنٹر پر موجود تھا۔

''لیس سر''...... کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی نے عمران کو دیکھ کر کہا۔

''پاپا کیشو سے ملنا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کا ان سے وقت طے ہے''...... کاؤنٹر مین نے

پوچھا۔

''پاپا کیشو سے وقت طے ہونے میں کون سا وقت لگتا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر مین نے بھی مسکراتے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

''آپ کا نام''...... کاؤنٹر مین نے رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''مائیکل''...... عمران نے جواب دیا تو کاؤنٹر مین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''کاؤنٹر پر ایک یورپی نژاد صاحب موجود ہیں۔ ان کا نام مائیکل ہے اور وہ آپ سے ملاقات چاہتے ہیں''...... کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''انہوں نے اجازت دے دی ہے لیکن آپ ان کے لئے ان کی پسندیدہ شراب کی ایک بوتل ساتھ لے جائیں گے۔ کمرہ نمبر تین سو تین''...... کاؤنٹر مین نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

''بوتل بھجوا دینا''...... عمران نے ایک بڑا نوٹ جیب سے نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بقایا بھی ساتھ ہی بھجوا دوں گا''...... کاؤنٹر مین نے نوٹ پکڑتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں۔ باقی تمہارے ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو کاؤنٹر مین کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ٹھیک ہے سر''...... کاؤنٹر مین نے کہا جبکہ عمران سر ہلاتا ہوا

سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر تین کے سامنے موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ہوٹل کی دنیا میں سو کا نمبر منزل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے تین سو تین کا مطلب تھا تیسری منزل کا تین نمبر کمرہ۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ہلکی سی کٹک کے ساتھ ہی ایک بوڑھی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مائیکل''...... عمران نے جواب دیا۔

''او کے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی سامنے موجود تھا۔ اس کا سر اس طرح ہل رہا تھا جیسے کلاک کا پنڈولم دائیں بائیں مسلسل ہلتا رہتا ہے۔

''آؤ''...... پاپا کیشو نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اندر داخل ہو گیا تو پاپا کیشو نے دروازہ بند کر دیا۔

''کون ہو تم اور کیوں مجھ بوڑھے سے ملنے آئے ہو''...... پاپا کیشو نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام مائیکل ہے اور میرا تعلق گریٹ لینڈ کی ایک یونیورسٹی سے ہے۔ یونیورسٹی کے تحت ہم دنیا کے چند معروف جزیروں کے قدیم ادوار کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر جیب سے اس نے نوٹوں کی گڈی نکال کر سامنے رکھ لی۔

''ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نیلور جزیرے کے قدیم دور میں تم وہاں رہے ہو اور پھر آتے جاتے بھی رہے ہو۔ اگر اس سلسلے میں تم معلومات مہیا کرو تو یہ گڈی تمہاری ہو سکتی ہے۔ شراب کی بوتل بھی آ رہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسی لمحے ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی تو پاپا کیشو نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ باہر موجود آدمی سے اس نے بوتل لے لی اور پھر دروازہ بند کر کے واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ گو اس کا سر مسلسل حرکت میں تھا لیکن ویسے اس کی صحت اس کی عمر کے لحاظ سے کافی بہتر تھی۔

''شراب کا شکریہ۔ میں غریب آدمی نہیں ہوں کہ تم مجھے لالچ دو۔ شراب کی بوتل تو صرف اس بات کا اشارہ ہے کہ تم میرا وقت تو ضائع کرنے نہیں آ رہے۔ جہاں تک معلومات کا تعلق ہے تو کس قسم کی معلومات چاہتے ہو''...... پاپا کیشو نے بوتل کھول کر ایک ہاتھ سے اپنا سر پکڑ کر دوسرے ہاتھ میں موجود بوتل منہ سے لگا لی۔ پھر ایک لمبا گھونٹ لے کر اس نے بوتل میز پر رکھ دی۔

''میں وہاں آنے جانے والوں کے بارے میں، وہاں رہنے والوں کے بارے میں اور وہاں کے راستوں کے بارے میں معلومات چاہتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے دوگنی عمر کا ہوں نوجوان اور میری پوری زندگی یہاں گزری ہے اس لئے مجھ سے کوئی چکر چلانے کی کوشش نہ کرو۔ مین بات بتاؤ جو تم پوچھنا چاہتے ہو''...... پاپا کیشو نے کہا۔

''میں اپنی ریسرچ میں ایسے خاص خفیہ راستے دکھانا چاہتا ہوں جو اب بھی عام لوگوں سے چھپے ہوئے ہوں۔ اس سے مجھے بہت واہ واہ ملتی ہے۔ تم مجھے بتاؤ کہ اس وقت نیلور جزیرے پر جانے کے لئے کوئی ایسا خفیہ راستہ ہے کہ وہاں پہنچ جانے کے باوجود کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ پاپا کیشو بے حد سمجھ دار اور تجربہ کار آدمی ہے۔

''تم وہاں اس انداز میں کیوں جانا چاہتے ہو۔ کیا تم ائیر فورس سپاٹ کی وجہ سے اس انداز میں جانا چاہتے ہو یا وہاں موجود لیبارٹری کی وجہ سے''...... پاپا کیشو نے کہا۔

''مجھے ان دونوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میں تو ایک ریسرچر ہوں۔ میں تو اپنی کتاب میں وہ راستے بتانا چاہتا. ہوں جن کا علم موجودہ دور کے لوگوں کو بھی نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ گڈی مجھے دے دو''...... پاپا کیشو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے گڈی اس کی طرف بڑھا دی۔

''شکریہ''...... پاپا کیشو نے گڈی اٹھا کر اپنے کوٹ کی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

''اب سنو نوجوان۔ اگر تمہارا کوئی غلط مقصد بھی ہو تو مجھے سامنے نہ لانا۔ اس کا تمہیں حلف دینا ہو گا کیونکہ اس عمر میں ذلیل ہو کر مرنا نہیں چاہتا''...... پاپا کیشو نے کہا۔

''میرا کوئی غلط مقصد نہیں ہے۔ میں حلف دیتا ہوں کہ تمہارا نام کسی حالت میں سامنے نہیں آئے گا''...... عمران نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر حلف دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تو پھر سنو۔ وہاں ایسے دو خفیہ راستے ہیں کہ جنہیں ہم استعمال کرتے رہے ہیں۔ ایک تو جزیرے کے عقبی طرف سے پانی کے اندر وہاں سے آگے اور پھر ایک طویل سرنگ کے ذریعے جاتا ہے لیکن مجھے کل ہی معلوم ہوا ہے کہ یہ راستہ کافرستان سیکرٹ سروس نے بند کر دیا ہے''...... پاپا کیشو نے کہا۔

''سیکرٹ سروس کا وہاں کیا تعلق ہے اور تمہیں یہاں بیٹھے بیٹھے کس نے بتایا ہے''...... عمران نے چہرے پر حیرت کے تاثرات لاتے ہوئے کہا۔

''میں بوڑھا ضرور ہوں لیکن کوئی گوشہ نشین راہب نہیں ہوں۔ میرے تعلقات بے شمار لوگوں سے ہیں۔ کل ہی ایک آدمی مجھ سے ملنے آیا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا کہ اس کا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے اور اس کا نام گنیش ہے۔ اس نے بتایا کہ آج کل سیکرٹ سروس نیلور جزیرے پر موجود لیبارٹری کو پاکیشیائی ایجنٹوں سے تحفظ دینے کے لئے کام کر رہی ہے اور وہاں سیکرٹ سروس کا ایک پورا سیکشن موجود ہے جس کا انچارج وکرم ہے اور اس وکرم نے یہ راستہ بند کرایا ہے۔ وہ مجھ سے کہنے آیا تھا کہ اگر کوئی مشکوک ایشیائی مجھ سے نیلور جزیزے کے بارے میں پوچھنے آئے تو

اسے اطلاع دوں لیکن میں ایسے دھندوں میں نہیں پڑا کرتا''...... پاپا کیشو نے شراب پینے کے ساتھ ساتھ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ دوسرا راستہ کون سا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ راستہ ضرور ہے لیکن اُس دور میں بھی یہ انتہائی خطرناک تھا اور اب بھی یقیناً انتہائی خطرناک ہو گا۔ اسے کراس کرنا بے حد مشکل ہے''...... پاپا کیشو نے کہا۔

''تم بتاؤ تو سہی۔ میں نے کراس نہیں کرنا۔ صرف کتاب میں لکھنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نیلور جزیرے کے مغرب کی طرف جزیرے کا ساحل بے حد کٹا پھٹا ہے۔ وہاں ایک غار ہے جو کافی اندر تک چلی جاتی ہے۔ یہ پانی سے بلند ہے۔ پھر آگے جا کر گہرائی میں چلی جاتی ہے اور آخر میں ایک اور تنگ راستہ ہے جو جزیرے کے شمالی مشرق میں جا کر جزیرے کے اوپر جا نکلتا ہے لیکن اس غار کا دہانہ ایک بڑے پتھر سے بند ہے۔ اس پتھر کی جڑ میں پیر مارا جائے تو پتھر ہٹ جاتا ہے اور جزیرے کی سطح کھل جاتی ہے۔ یہ جگہ بالکل وہی ہے جہاں جزیرے پر درختوں کا ایک چھوٹا سا جھنڈ ہے جس کے قریب وہاں کی لوکل آبادی ہے جو اب دو اڑھائی ہزار افراد پر مشتمل ہے''۔ پاپا کیشو نے کہا تو عمران نے مزید سوالات کر کے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لیں۔

''اب ایک اور بات بتاؤ کہ جزیرے کے عقبی طرف تو دو تین بحری میل کے فاصلے پر ایک ٹاپو ہے لیکن کیا مغرب کی طرف بھی کوئی ٹاپو ہے''...... عمران نے کہا تو پاپا کیشو بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں یہ سب پوچھ رہے ہو۔ تمہارا تعلق ایشیائی ایجنٹوں سے ہے جن کی خاطر کافرستان سیکرٹ سروس وہاں پہنچی ہوئی ہے لیکن مجھے سیکرٹ سروس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ الٹا مجھے دھمکیاں دے رہی تھی۔ پاپا کیشو کو دھمکیاں۔ اس لئے تم بے فکر رہو۔ تم نے چونکہ حلف دیا ہے کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا اور مجھے میرا طویل تجربہ یہ بتاتا ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو، ویسے ہی کرو گے اس لئے کھل کر بات کرو۔ تم چیکنگ سے بچنا چاہتے ہو یا کوئی اور بات ہے''...... پاپا کیشو نے کہا۔

''ہمیں کسی سے چھپنے کی ضرورت نہیں لیکن ہم یہ راستے اس انداز میں چیک کرنا چاہتے ہیں کہ کسی کو علم نہ ہو سکے جبکہ وہاں چاروں طرف باقاعدہ واچ ٹاورز ہیں اس لئے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں چیک کر لیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''واچ ٹاورز پر جو دوربینیں نصب ہیں۔ ان کی رینج صرف ایک بحری میل ہے جبکہ مغرب کی طرف جو ٹاپو ہے وہ چار بحری میل دور ہے۔ اسی طرح عقبی طرف جو ٹاپو ہے وہ تین بحری میل کے فاصلے پر ہے لیکن تین یا چار بحری میل سمندر کے اندر تیرنا کسی انسان کے لئے ناممکن ہے جب تک کہ وہیل فین استعمال نہ کیا جائے''۔ پاپا

کیشو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''وہیل فین۔ کیا مطلب''...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ واقعی پاپا کیشو کی بات سمجھ نہ سکا تھا۔

''وہیل مچھلی جب گہرے سمندر میں تیرتی ہے تو اس کی ناک سے مسلسل اس انداز میں ہوا نکلتی ہے جیسے کوئی پنکھا گھوم رہا ہو۔ اسے پنکھے کی طرح ہوا نکالنے اور لینے میں اس کا بھاری جسم انتہائی تیزی سے آگے بڑھتا ہے۔ اس طرح کا ایک چھوٹا سا پنکھا ملتا ہے جسے یہاں وہیل فین کہا جاتا ہے۔ وہ ہاتھ میں پکڑ لیں اور اسے آن کر دیں تو وہ تیزی سے چلتا ہے اور انسان اس کی طاقت سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ تھکتا نہیں ہے''...... پاپا کیشو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کو کس آلے کو پاپا کیشو وہیل فین کہہ رہا ہے۔

''یہاں ملتا ہے وہیل فین''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... پاپا کیشو نے بتایا اور پھر ایک مارکیٹ کا نام بھی بتا دیا جہاں سے یہ پنکھا مل سکتا تھا۔

''اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب اجازت''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو پاپا کیشو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے اس سے مصافحہ کیا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ اب راستہ بھی سامنے آ گیا تھا اور طریقہ بھی اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اب وہ اپنے ساتھیوں سمیت لیبارٹری تک پہنچ جائے گا۔

شاگل اپنے آفس میں موجود تھا۔ عمران کا جو حلیہ اسے ویٹر نے بتایا تھا۔ وہ پورے شاکھا میں موجود سیکرٹ سروس کے فیلڈ ممبران تک پہنچ چکا تھا اور اس کی تلاش جاری تھی لیکن ابھی تک کوئی رپورٹ شاگل کو نہ ملی تھی جبکہ وہ اس رپورٹ کا شدت سے منتظر تھا۔ اس کے علاوہ ہوٹل جیکارڈ کے ان کمروں کی بھی نگرانی کی جا رہی تھی جن میں ابھی تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا سامان موجود تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"بندرگاہ سے رام داس کی کال ہے چیف"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے چونک کر کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں بندرگاہ سے رام داس بول رہا ہوں"۔ چند

لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بولو۔ کیا رپورٹ ہے"...... شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ اس حلیئے کا آدمی بندرگاہ پر ہوٹل ریڈ راڈ پہنچا اور پھر وہاں رہنے والے ایک بوڑھے ملاح سے ملا اور پھر چلا گیا"۔ رام داس نے جواب دیا۔

"کہاں چلا گیا اور کیوں اس بوڑھے سے ملا۔ تفصیل سے بات کرو"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس بوڑھے سے پوچھوں لیکن وہ کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں نے بندرگاہ پر موجود باقی ساتھیوں کو کہہ دیا ہے کہ اس حلیئے والے آدمی کو بندرگاہ پر ہی چیک کریں اور مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی اس تک پہنچ جائیں گے"...... رام داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس بوڑھے کو اٹھا کر یہاں ہیڈکوارٹر لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے نہیں بولتا اور اس آدمی کو تلاش کرو"...... شاگل نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... رام داس نے کہا تو شاگل نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

''رام داس ایک بوڑھے کو لا رہا ہے۔ اسے بڑے کمرے میں کرسی پر باندھ کر مجھے اطلاع دی جائے''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ اگر عمران ہے تو پھر وہ اس بوڑھے ملاح سے ملنے کیوں گیا تھا''...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو عمران کسی خفیہ راستے کے چکر میں ہے۔ اب یہ بوڑھا لازماً بتائے گا۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا''...... شاگل نے اونچی لیکن غصیلی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پون گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ٹھاکر بول رہا ہوں چیف۔ رام داس ایک بوڑھے آدمی کو بے ہوشی کے عالم میں چھوڑ گیا تھا۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق اسے بڑے کمرے میں کرسی پر بٹھا کر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا ہے۔ اب کیا حکم ہے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کیلاش کو بھی بھجوا دو۔ میں خود آ رہا ہوں''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ

دیر بعد وہ ایک ہال کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کرسی پر ایک بوڑھا آدمی بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا اور اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔

''پہلے اسے ہوش میں لاؤ لیکن خیال رکھنا یہ بہت بوڑھا ہے کچھ بتانے سے پہلے مر نہ جائے''...... شاگل نے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... کیلاش نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے بوڑھے کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ پہلے تھپڑ کے بعد فوراً اس نے دوسرا تھپڑ جڑ دیا اور پھر تیسرے تھپڑ پر بوڑھا چیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو کیلاش پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ سب کیا ہے۔ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ۔ جناب شاگل چیف صاحب آپ''...... بوڑھے نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے تم جانتے ہو''...... شاگل کے لہجے میں حیرت تھی۔

''آپ کو کون نہیں جانتا جناب۔ آپ کافرستان کے ہیرو ہیں۔ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں لیکن جناب۔ میں تو بوڑھا آدمی ہوں۔ آپ کا پرستار ہوں۔ پھر آپ نے مجھے یہاں لا کر کرسی پر کیوں باندھا ہے جناب''...... بوڑھے کیشو نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تم سے تمہارے ہوٹل کے کمرے میں کافرستان کے دشمن

پاکیشیائی ایجنٹ نے طویل ملاقات کی ہے۔ اگر تم سب کچھ سچ سچ بتا دو تو تمہیں رہا کر دیا جائے گا ورنہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ کر تم سے سب کچھ جبراً اگلوا لیا جائے گا''...... شاگل نے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ۔ نہیں جناب۔ وہ تو یورپی نژاد تھا اور گریٹ لینڈ یونیورسٹی میں پروفیسر اور ریسرچ سکالر تھا۔ وہ جزیروں پر ریسرچ کر رہا تھا۔ وہ نیلور جزیرے کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ خاص طور پر اس خفیہ راستوں کے بارے میں تاکہ کتاب لکھ سکے۔ اس نے مجھے بھاری رقم دی اور وعدہ کیا کہ میرا نام بھی وہ کتاب میں لکھے گا تو میں نے اسے دو راستے بتائے جن میں سے ایک راستہ آپ کی سیکرٹ سروس بند کر چکی ہے جس کے بارے میں آپ کی سیکرٹ سروس کے ایک آدمی نے مجھے بتایا تھا جبکہ دوسرا راستہ کھلا ہوا ہے وہ میں نے اسے بتا دیا ہے جناب''...... بوڑھے کیشو نے کہا تو شاگل بے اختیار آگے کی طرف جھک گیا۔

''کون سا راستہ ہے۔ تفصیل بتاؤ''...... شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا تو بوڑھے کیشو نے راستے کی تمام تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ تم نے یہ کیا ظلم کیا۔ وہ تو اچانک لیبارٹری کے سر پر پہنچ جائے گا۔ ویری بیڈ۔ تم غدار ہو بوڑھے بگلے۔ کیلاش''...... شاگل نے بات کرتے کرتے چیخ کر کہا۔

''یس چیف''...... پہلوان نما کیلاش نے شاگل کی طرف مڑ کر

مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''اس بوڑھے پاگل نے کافرستان سے غداری کی ہے۔ اسے گولی مار دو''...... شاگل نے چیخ کر کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بوڑھا کیشو زور زور سے رونے اور چیخنے لگا کہ اسی لمحے یکے بعد دیگرے کئی دھماکے ہوئے اور بوڑھے کیشو کی آواز کراہوں میں بدل کر یکلخت خاموش ہو گئی لیکن شاگل نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے آفس میں پہنچ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''لیبارٹری میں وکرم سے بات کراؤ۔ فوراً۔ جلدی''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور کریڈل پر اس طرح پٹخ دیا جیسے سارا قصور اس فون کا ہی ہو۔ وہ بے چین سے انداز میں اس طرح فون کو دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اٹھا کر اسے کچا ہی چبا جائے گا لیکن اس نے فون کو ہاتھ نہیں لگایا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

''باس وکرم لائن پر ہیں چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
''مختصر بات کیا کرو۔ کیا کہانیاں سنانے بیٹھ جاتے ہو نانسنس۔ ہیلو وکرم۔ ہیلو''...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔
''لیس چیف۔ وکرم بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے وکرم کی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔
''وہ عمران اور اس کے ساتھی لیبارٹری تو نہیں پہنچے''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
''نہیں چیف۔ یہاں تو کوئی نہیں پہنچا اور نہ ہی پہنچ سکتا ہے''۔ وکرم نے کہا۔
''کیوں نہیں پہنچ سکتا نانسنس۔ وہ شیطان ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔ اس بوڑھے احمق، پاگل، نانسنس نے اسے جزیرے کا خفیہ راستہ بتا دیا ہے۔ میں نے اسے گولی مروا دی ہے۔ نانسنس۔ ملک کا غدار نانسنس''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
''وہ خفیہ راستہ تو میں نے پہلے ہی بند کرا دیا ہے چیف''۔ وکرم نے ایسے انداز میں جواب دیا جیسے اس نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔
''وہ راستہ نہیں دوسرا راستہ نانسنس۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ راستہ ہے تو تم نے کیسے جرأت کی میری بات کی نفی کرنے کی۔ نانسنس، احمق۔ وہ مجھے بھی معلوم ہے کہ ایک راستہ تم نے بند کرا دیا ہے لیکن یہ دوسرا راستہ ہے اور یہ راستہ خطرناک ضرور ہے لیکن

عمران اور اس کے ساتھی شیطان ہیں۔ وہ انسان ہیں ہی نہیں۔ اس لئے وہ لازماً اس مشکل راستے کو کراس کر کے تمہارے سروں پر پہنچ جائیں گے اور ہمارے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
''کون سا راستہ چیف۔ آپ مجھے بتائیں۔ میں ابھی اسے بند کرا دیتا ہوں''...... وکرم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
''تم احمق آدمی ہو نانسنس۔ کس نے تمہیں سیکرٹ سروس میں بھرتی کیا ہے۔ احمق آدمی۔ اگر تم یہ راستہ بند کرا دو گے تو وہ شیطان کوئی تیسرا راستہ معلوم کر لیں گے۔ ہمیں اس راستے کو ان کے لئے موت کا راستہ بنانا ہے۔ ان کا خیال ہو گا کہ ہمیں اس راستے کا علم نہیں ہے اس لئے وہ اچانک ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے اور نانسنس۔ تم کہہ رہے ہو کہ راستہ بند کر دوں گا''۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔
''اب میں آپ جیسا ذہن تو نہیں رکھتا چیف''...... وکرم نے شاید جان چھڑانے کے لئے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔
''کوشش بھی کرو تب بھی نہیں بن سکتے۔ سنو۔ غور سے سنو۔ میں دوسرا راستہ بتا رہا ہوں''...... شاگل نے کہا اور پھر اس نے بوڑھے کیشو سے معلوم ہونے والے دوسرے راستے کی تفصیل بتا دی۔
''لیس چیف۔ اس راستے کا ہمیں واقعی علم نہ تھا''...... وکرم نے

کہا۔

''فوراً اس راستے کو چیک کراؤ اور پھر جہاں سے یہ لوگ باہر نکلیں ان کا فوری خاتمہ کرنے کا مکمل انتظام کرو۔ مکمل۔ ناکامی کی کوئی گنجائش نہیں ہے''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی تمام انتظام کرتا ہوں اور اس بار میں انہیں ہلاک کرنے میں یقیناً کامیاب ہو جاؤں گا''...... وکرم نے جواب دیا۔

''یہ چھ افراد ہیں۔ دو عورتیں اور چار مرد۔ ان سب کا اکٹھے خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ انہیں آخری لمحے تک شک نہیں پڑنا چاہئے۔ سن لیا تم نے''...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

''آپ تشریف نہیں لائیں گے''...... وکرم نے پوچھا۔

''میں وہاں آؤں۔ میں خود چیف آف سیکرٹ سروس۔ کیا باقی سروس ختم ہو چکی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اب اس قدر گر گیا ہوں کہ چند ایجنٹوں کے مقابلے پر چیف میدان میں اترے گا۔ کیا تم سب مر گئے ہو۔ بولو''...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ آپ کی موجودگی سے ہمیں بے حد حوصلہ رہتا ہے''۔ وکرم نے جواب دیا۔

''حوصلہ تمہارے اندر موجود ہونا چاہئے۔ بہرحال میں تمہیں ایک گھنٹے کا وقت دیتا ہوں۔ اس راستے کو چیک کراؤ اور پھر وہاں شیطانوں کے خاتمے کے فول پروف انتظامات کرو اور پھر مجھے فون

پر تفصیل بتاؤ''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... وکرم نے کہا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

''اب میں دیکھوں گا کہ یہ شیطان کیسے ہلاک نہیں ہوتے''۔ شاگل نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انتہائی بے چینی کے عالم میں وقت گزارنے کے بعد جب فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''بمل رائے کی کال ہے چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل چونک پڑا۔ اس کا خیال تھا کہ وکرم کی کال ہو گی۔

''یس۔ کراؤ بات''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں بمل رائے بول رہا ہوں بندر گاہ سے''...... دوسری طرف سے بمل رائے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا ہے چیف۔ یہ چھ افراد ایک موٹر بوٹ میں سوار ہو کر کھلے سمندر میں گئے ہیں۔ مجھے جب پتہ چلا تو وہ روانہ ہو رہے تھے۔ انہیں جاتے ہوئے میں نے خود دیکھا ہے۔ ان میں اس حلیئے کا آدمی موجود ہے جس کا حلیہ ویٹر نے بتایا تھا۔ اب اگر کوئی گن شپ ہیلی کاپٹر مل جائے تو انہیں آسانی سے موٹر بوٹ سمیت ختم کیا جاسکتا ہے''...... بمل رائے نے

کہا۔

''یہ لوگ ہیلی کاپٹر کے بس کے نہیں ہیں۔ یہ الٹا ہیلی کاپٹر کو ہی تباہ کر دیں گے لیکن فکر مت کرو۔ وہ اب مارے جائیں گے''۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا تو فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''وکرم لائن پر ہے چیف''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کراؤ بات''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''وکرم بول رہا ہوں لیبارٹری سے چیف''...... دوسری طرف سے وکرم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم لیبارٹری میں ہو۔ مختصر بات کیا کرو۔ کیا ہوا ہے۔ یہ بتاؤ''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں نے انتظامات کر لئے ہیں''...... وکرم نے کہا تو شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ گیا۔

''یہ کیا رپورٹ ہے۔ کیا یہی طریقہ ہوتا ہے چیف کو رپورٹ دینے کا۔ تفصیل بتاؤ نانسنس''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''آپ نے مختصر بات کرنے کا حکم دیا تھا چیف''...... وکرم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نانسنس، احمق۔ تمہیں کس نے سیکرٹ سروس میں بھرتی کیا ہے۔ نانسنس۔ جلدی تفصیل بتاؤ۔ جلدی۔ ورنہ میں تمہیں دفن کرا دوں گا نانسنس''...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں نے پورے راستے کو چیک کر لیا ہے اور یہ راستہ جہاں ختم ہوتا ہے وہاں لیبارٹری کا سیکورٹی زون ہے۔ ہم نے وہاں پکٹنگ کر لی ہے۔ چار مشین گنوں سے مسلح افراد وہاں موجود مشینری کے عقب میں چھپا دیئے گئے ہیں جبکہ میں ساتھ والے کمرے میں موجود رہوں گا اور سکرین پر کمرے کی پوزیشن دیکھتا رہوں گا اور ضرورت پڑنے پر خود بھی مشین گن سے انہیں ہلاک کر دوں گا''...... وکرم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''خاتمہ سب کا کرنا ہے۔ یہ سن لو''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... وکرم نے جواب دیا۔

''پوری طرح الرٹ رہو۔ بمل رائے کا ابھی فون آیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی موٹر بوٹ کے ذریعے تمہاری طرف آنے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ ہم ان کے استقبال کے لئے تیار ہیں''...... وکرم نے بڑے با اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ جیسے ہی ان کا خاتمہ ہو، مجھے فوراً اطلاع دینا''۔ شاگل نے کہا۔

''یس چیف''...... وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک"...... شاگل نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ ویسے یہ شاگل کی پرانی عادت تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالتا تھا۔ اس لئے وہ خود وہاں نہیں گیا تھا لیکن وکرم نے جو کچھ بتایا تھا اس سے اس کو خاصا اطمینان ہو گیا تھا۔

کھلے سمند میں موٹر بوٹ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ موٹر بوٹ پر سیاحت کے لئے مخصوص جھنڈا فضا میں لہرا رہا تھا تا کہ اسے سوائے خاص مقامات کے روکا نہ جائے۔ کیپٹن سیٹ پر عمران تھا جبکہ باقی ساتھی عرشے پر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ اس طرح کھلے عام جب ہم جزیرے کے قریب پہنچیں گے تو ہمیں واچ ٹاورز سے چیک نہ کر لیا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ہم جزیرے سے تقریباً تین بحری میل دور ایک ٹاپو پر رکیں گے۔ یہ غیر آباد ٹاپو ہے اور دوربین سے زیادہ سے زیادہ ایک بحری میل اور ٹاورز مشینری کے ذریعے ڈیڑھ دو بحری کلو میٹر تک چیکنگ کی جا سکتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جس سے آپ نے خفیہ راستے کے بارے

میں معلومات حاصل کی ہیں وہ یہ معاملہ اوپن بھی تو کر سکتا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ بتا سکتا ہے لیکن میں نے رسک اس لئے لیا ہے کہ ایک تو وہ بہت بوڑھا آدمی ہے دوسرا وہ اس قدر تجربہ کار یقیناً ہے کہ اسے بتانے کے نتائج کا بخوبی علم ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دو گھنٹے کے تیز رفتار سفر کے بعد وہ نیلور جزیرے کے مغرب میں ایک ٹاپو تک پہنچ گئے۔ عمران کے گلے میں ایک انتہائی طاقتور دوربین موجود تھی۔ عمران نے ٹاپو کے ایک بھاری پتھر کے ساتھ موٹر بوٹ کو اس انداز میں ہک کیا کہ سمندر میں تلاطم کی وجہ سے وہ واپس نہ ہو سکے اور ٹاپو پر اتر کر اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور چاروں طرف چیکنگ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس طاقتور دوربین کی رینج تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر تھی لیکن کافی دیر تک چیکنگ کے باوجود نیلور جزیرہ یا اس کی عمارت بھی نظر نہ آئی تو وہ مطمئن ہو گیا۔ اس کے سارے ساتھی بھی ٹاپو پر آ چکے تھے ۔ دو بڑے بڑے سیاہ رنگ کے تھیلے موٹر بوٹ سے اٹھا کر ٹاپو پر لائے گئے تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ کو رخ کا اندازہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھٹک کر نیلور آئی لینڈ کی بجائے کسی اور جگہ پہنچ جائیں''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے چھوٹے بچے کسی ویران

علاقے میں جا رہے ہوں اور ان کے بھٹک جانے کا اندیشہ ہو۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ میں جو خصوصی واٹر پروف واچ ہے اس کے اندر پورا سافٹ ویئر موجود ہے۔ اس کے ڈائل پر آنے والا کاشن ہمیں ساتھ ساتھ گائیڈ کرتا رہے گا۔ ہم چونکہ خصوصی لباس میں ہوں گے اس لئے راستے میں تم جیبوں سے نہ کچھ نکال سکو گے اور نہ ہی ڈال سکو گے اس لئے یہ واچ خصوصی طور پر خریدی گئی ہے۔ یہ مستقل باہر رہے گی اور نظر آتی رہے گی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے واچ کو آپریٹ کر کے دکھایا تو صفدر سمیت سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''عمران صاحب۔ جو بات ہمیں بعد میں سوجھائی دیتی ہے۔ وہ آپ پہلے سوچ چکے ہوتے ہیں اور اس کا حل بھی نکال چکے ہوتے ہیں۔ یہ کیسے ہوتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''میں پہلے نہیں سوچتا جبکہ تم بعد میں سوچتے ہو۔ بس اتنی سی بات ہے''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اب ہم اپنے اس مشن کا آغاز کر رہے ہیں اور بعد میں سوچنے کی بجائے ابھی سوچ لو۔ میں نے خفیہ راستے کے بارے میں بتایا ہے۔ گو یہ خاصا مشکل راستہ ہے لیکن بہرحال راستہ ہے اور یہ راستہ بقول پاپا کیشو جزیرے کے آبادی والے حصے میں نکلتا ہے لیکن پاپا کیشو اس وقت کی بات کر رہا تھا جب جزیرے پر ابھی

نہ ائیر فورس سپاٹ تھا اور نہ ہی لیبارٹری۔ اس لئے ہمیں محتاط رہنا ہے اور ہر طرح کے حالات کے لئے بھی تیار رہنا ہو گا''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر انہوں نے تھیلوں میں سے خصوصی ساخت کے بنے ہوئے لباس نکال کر پہن لئے۔

''عمران صاحب۔ ہم اس لباس میں کتنی دیر تک پانی کا دباؤ برداشت کر سکیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''پانی کا دباؤ اس صورت میں اثر کر سکتا تھا جب ہم خود اپنی طاقت سے تیرتے ہوئے آگے بڑھتے لیکن اب وہیل فین ہمیں گھسیٹ کر لے جائے گا۔ اس لئے اب ہم بغیر کسی اضافی دباؤ کے پانچ چھ میل تک آسانی سے سمندر کے اندر سفر کر سکتے ہیں۔ آکسیجن کی ہمیں پریشانی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ آلہ ہمارے پاس پہلے سے موجود ہے جو ہمیں پانی کے اندر پانی سے آکسیجن کشید کر کے پہنچاتا رہے گا البتہ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ ہم نیلور جزیرے کے اندر پہنچ کر غوطہ خوری کے لباس احتیاط سے اتار دیں اور پھر پوری طرح محتاط ہو کر جزیرے کی سطح پر پہنچیں تاکہ اگر وہاں کوئی مسئلہ ہو تو ہم آسانی سے نقل و حرکت کر سکیں''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب غوطہ خوری کے لباس پہن کر تیار ہونا شروع ہو گئے۔

''عمران صاحب۔ شاگل کیا کر رہا ہو گا''...... لباس پہنتے ہوئے صفدر نے مسکراتے ہوئے اور قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمیں مارنے کی تیاریاں کر رہا ہو گا اور اس نے کیا کرنا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس بار میں اسے گولی مار دوں گا۔ تم خواہ مخواہ اس جیسے دشمن کو زندہ چھوڑ دیتے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''وہ نیلور جزیرے پر ہو گا تو اسے گولی مارو گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ وہاں کیوں نہیں ہو گا۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ ہمارا مشن لیبارٹری سے لائم لائٹ فارمولا اور اس کے نوٹس حاصل کر کے لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے تاکہ آئندہ اس فارمولے پر کافرستان کام نہ کر سکے اور پاکیشائی سائنسدان اس پر کام کر کے دشمنوں سے اپنی ایٹمی تنصیبات کو محفوظ کر سکیں''...... تنویر نے کہا۔

''شاگل کو معلوم ہے کہ یہاں پر اس کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اس لئے وہ ایسی جگہوں سے دور رہتا ہے۔ اب بھی اس نے یہاں اپنے آدمی بھیجے ہوں گے۔ خود وہ یہاں سے دور ہو گا اور فون پر اپنے آدمیوں کو بیٹھا ڈانٹ رہا ہو گا''...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے اور سب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر مکمل طور پر تیار ہو کر سب سے پہلے عمران پانی داخل ہوا۔ اس کے بعد جولیا اور پھر صالحہ، صالحہ کے بعد تنویر اور اس کے بعد صفدر اور سب سے آخر میں کیپٹن شکیل۔ تاکہ عقب میں رہ کر وہ اپنے ساتھیوں کی کسی بھی معاملے میں فوری مدد کر سکے کیونکہ کیپٹن

شکیل کا تعلق طویل عرصے نیوی سے رہا تھا۔ اس لئے وہ ایسے معاملات سے نہ صرف بخوبی واقف تھا بلکہ وہ ان معاملات میں باقاعدہ تربیت یافتہ بھی تھا۔ عمران سمیت اس کے تمام ساتھیوں نے ہاتھوں میں چھوٹے لیکن مخصوص انداز کے وہیل فین پکڑے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ پنکھے وہیل مچھلی کے سانس لینے کے مخصوص انداز کو سامنے رکھ کر بنائے گئے تھے اس لئے انہیں وہیل فین کہا جاتا تھا اور ان کی وجہ سے عمران اور اس کے سارے ساتھی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں آگے کی طرف کھینچ رہا ہو اور پیچھے سے دھکیل رہا ہو۔ سب سے آگے عمران تھا جس نے ایک ہاتھ میں وہیل فین اور دوسرے ہاتھ میں مخصوص انداز کی ٹارچ پکڑی ہوئی تھی جس کی مخصوص روشنی سے پانی کے اندر بھی سب کچھ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ پھر انہیں پانی میں ہی دور سے ایک سایہ سا نظر آ گیا۔

''عمران صاحب۔ یہ سایہ کس چیز کا ہے''...... صفدر نے لباس میں نصب شدہ مخصوص ٹرانسمیٹر میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہی نیلور جزیرہ ہے۔ ہماری منزل''...... عمران کا جواب سنائی دیا اور پھر یہ سایہ لحظہ بہ لحظہ بڑا ہوتا چلا گیا۔

''وہیل فین بند کر دو''...... عمران نے کہا تو سب نے اس کی ہدایات کی مطابق وہیل فین بند کر کے انہیں غوطہ خوری کے لباس میں بنی ہوئی مخصوص جیب میں رکھ کر زپ بند کر دی۔ اب وہ سب

خالی ہاتھ تھے جبکہ عمران نے وہیل فین اور ٹارچ دونوں کو اپنے لباس کی جیبوں میں رکھ لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران ایک غار کے دہانے میں داخل ہوا۔ یہ دہانہ اندر کی طرف گہرائی میں جا رہا تھا اور گہرائی میں پانی بھرا ہوا تھا مخصوص آلے کی وجہ سے انہیں سانس لینے یا آگے بڑھنے میں کوئی دقت نہ ہوئی اور وہ کافی گہرائی میں پہنچ کر جب آگے بڑھنے لگے تو انہیں محسوس ہوا کہ اب وہ اوپر کی طرف جا رہے ہیں اور پھر جلد ہی پانی ختم ہو گیا۔

''غوطہ خوری کے لباس اتار کر رکھ دو۔ آگے شاید حالات خطرناک ثابت ہوں''...... عمران نے کہا اور اس نے لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی لباس اتارے اور پھر ان سب لباسوں کو ایک طرف کونے میں رکھ دیا کیونکہ ان کی واپسی بھی اسی راستے سے ہونی تھی اور ظاہر ہے ان لباسوں کے بغیر وہ نہ صرف باہر بلکہ اس ٹاپو تک کسی طرح بھی نہ پہنچ سکتے تھے۔ لباس ایک طرف رکھ کر وہ آگے بڑھنے لگے۔ چونکہ سرنگ کے اندر گھپ اندھیرا تھا اس لئے عمران نے ٹارچ جلا لی تھی۔ سرنگ اوپر کو اٹھتی چلی جا رہی تھی۔ پھر کافی آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک موڑ پر پہنچ گئے لیکن انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ابھی کافی گہرائی میں ہیں۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''آہستہ بولو۔ ہم شدید خطرے میں ہیں۔ یہاں قدموں کے نشانات ہیں اور نشانات بتا رہے ہیں کہ یہاں آنے والے فوج یا

سیکورٹی سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ یہ ایسے جوتوں کے نشانات ہیں جو فوج یا سیکورٹی میں استعمال ہوتے ہیں اور نشانات یہ بھی بتا رہے ہیں کہ یہ تازہ ہیں''...... عمران نے مڑ کر آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہماری آمد کا علم ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارا خیال درست ہے۔ وہ ہمارے انتظار میں ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ انہیں یہ نشانات مٹانے کا خیال نہیں آیا۔ ورنہ ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولیوں میں جا گرتے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کیا سوچا ہے۔ وہ تو ہمیں دیکھتے ہی ہم پر فائر کھول دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم نے حماقت کی ہے کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل ساتھ نہیں رکھا ورنہ ہم دیوار ہٹا کر دوسری طرف گیس فائر کر دیتے اور معاملات ہمارے حق میں ہو جاتے لیکن اب فائرنگ ہو گی اور معاملات بدل بھی سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں آگے جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ یہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ہمارے مشن کا انتہائی اہم موڑ ہے۔ ہم معمولی سی غلطی سے جانوں سے بھی جا سکتے ہیں اور مشن بھی ناکام ہو سکتا ہے

اس لئے محتاط رہو۔ ہم نے دوسری طرف پہلے خود نہیں جانا بلکہ کوئی چیز پھینکنا ہو گی تا کہ جو بھی چھپا ہوا ہو، سامنے آ جائے۔ آؤ''۔ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ قدموں کے نشانات ٹارچ کی روشنی میں مسلسل نظر آ رہے تھے۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر انہیں اس خفیہ راستے کا علم تھا تو انہوں نے اسے بلاک کیوں نہیں کیا اور پھر وہ اس فیصلے پر پہنچا کہ اس راستے کو چارے کے طور پر ان کے خلاف استعمال کرنے کا سوچا گیا ہے۔ وہ چلنے کے ساتھ ساتھ مسلسل آئندہ آنے والے حالات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے سب سے زیادہ فکر فائرنگ کی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی فائرنگ کی آوازیں گونجیں گی چاروں طرف سے مسلح افراد چاہے ان کا تعلق لیبارٹری کی سیکورٹی سے ہو، ائیر فورس سے یا وہاں کی آبادی سے، سب ان پر ٹوٹ پڑیں گے لیکن کوئی ایسا حل اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا جو اسے مطمئن کر سکتا اور پھر آگے بڑھتے بڑھتے اچانک راستہ ایک دیوار سے بند ہو گیا۔ ویسے وہ اس قدر بلندی تک پہنچ گئے تھے کہ انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جزیرے کی اوپری سطح پر پہنچ چکے ہیں۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا وہ سب دیوار کی دونوں سائیڈوں میں بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر دیوار کے درمیان اس کی بنیاد پر اپنے پیر کو اس طرح گھمایا جیسے وہ کسی چیز کی موجودگی کو چیک کر رہا ہو۔ پھر ایک جگہ اس کا پیر جم گیا اور اس نے پیر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا

تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری نظر آ رہی تھی جس کا اختتام ایک بڑے کمرے میں ہو رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر گردن باہر نکالی اور ادھر ادھر دیکھا لیکن وہ راہداری اس وقت خالی تھی۔ وہاں کسی کی موجودگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ ہر طرف گمبھیر خاموشی تھی لیکن عمران کی چھٹی حس مسلسل سائرن بجا رہی تھی۔ اسے یہ خاموشی مصنوعی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ہاتھ میں موجود ٹارچ کو کمرے کی طرف اچھال دیا۔ ٹارچ کمرے کے فرش پر ایک چھناکے سے گری اور دوسرے لمحے جیسے کمرے میں بھونچال آ گیا ہو۔ فائرنگ کی تڑتڑاہٹ سے کمرہ اور راہداری گونج اٹھی۔ اب چونکہ فائرنگ شروع ہو چکی تھی اس لئے اب فائرنگ نہ کرنا خودکشی کے برابر تھا اس لئے عمران نے باہر چھلانگ لگائی اور کمرے کے دروازے کی سائیڈ پر پہنچا ہی تھا کہ اچانک سامنے کی طرف سے فائرنگ ہوئی اور عمران اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا لیکن اسی لمحے عمران کے ساتھیوں نے فائر کھول دیا اور پھر ماحول فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے دو اور ساتھی صالحہ اور کیپٹن شکیل بھی ہٹ ہو گئے تھے جبکہ مقابل چار افراد ختم ہو چکے تھے۔ سامنے دروازہ کھلنے پر ایک آدمی نے صفدر پر فائر کھول دیا تھا لیکن صفدر نے یکلخت غوطہ لگایا اور اپنے آپ کو اچانک ہونے والی فائرنگ سے بچا لیا۔ وہ کسی تیز

رفتار پرندے کی طرح اڑتا ہوا اس آدمی سے ٹکرایا اور اس ٹکراؤ سے دونوں کے پاس موجود مشین پسٹلز نکل کر کہیں دور جا گرے اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور لپٹ کر فرش پر الٹ پلٹ ہونے لگے۔ صفدر نے اس آدمی کو جھٹکنے کے لئے جیسے ہی اپنے جسم کو فرش سے اونچا کیا اس آدمی نے حیرت انگیز طور پر صفدر کو فضا میں اس طرح اچھال دیا جیسے کوئی گیند کو ہوا میں اچھال دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی کے دونوں پیر اکٹھے ہو کر بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھ گئے تاکہ صفدر جیسے ہی اچھل کر واپس آئے تو اسے اس انداز میں ضرب لگائی جا سکے کہ نہ صرف اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں بلکہ وہ خود ہی سائیڈ دیوار سے پوری قوت سے ٹکرا کر ختم ہو جائے لیکن صفدر سپر ایجنٹ تھا۔ وہ جھٹکا تو کھا گیا تھا لیکن ذہنی طور پر وہ پوری طرح سنبھلا ہوا تھا۔ پلک جھپکنے میں اس کا جسم نیچے آیا لیکن اس نے درمیان میں ہی جھٹکا دے کر اپنے جسم کو تھوڑا سا پیچھے کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم پوری قوت سے نیچے گرا لیکن اس کا جسم جھٹکے کی وجہ سے تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا تھا اس لئے اس آدمی کے دونوں اٹھے ہوئے پیر اس کے پیٹ سے ٹکرانے کی بجائے سینے سے ٹکرائے لیکن دوسرے لمحے اس آدمی کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے قلابازی کھائی اور وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا جبکہ اس آدمی کا اوپر والا جسم پھڑک رہا تھا لیکن اس کا نچلا جسم اس طرح

ساکت نظر آ رہا تھا جیسے وہ کسی مجسمے کا حصہ ہو اور پھر چند ہی لمحوں میں اس آدمی کا پھڑکتا ہوا جسم بھی ساکت ہو گیا تو صفدر نے اسے ایک نظر دیکھا اور تیزی سے باہر کی طرف لپکا۔ اس نے عمران اور اپنے ساتھیوں کو گرتے دیکھ لیا تھا۔ کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی اب اٹھ کر بیٹھ چکے تھے۔ صالحہ پر جولیا جھکی ہوئی تھی جبکہ کیپٹن شکیل کو تنویر اٹنڈ کر رہا تھا۔ صفدر کی نظر عمران پر پڑی جو دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے بیٹھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ شدید زخمی ہے۔ صفدر پہلے تو عمران کی طرف دوڑا لیکن پھر تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں موجود ایک ریک کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں ایک بڑا سا میڈیکل باکس موجود تھا جو لڑتے ہوئے اس کی نظروں میں آیا تھا۔ صفدر نے سچویشن کو دیکھتے ہوئے میڈیکل باکس اٹھایا اور دوڑتا ہوا عمران کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا نے صالحہ کو لٹا دیا تھا جبکہ کیپٹن شکیل کے بازو میں گولی لگی تھی اس لئے وہ بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر نے جولیا کو بلایا اور پھر ان دونوں نے مل کر عمران کی پسلیوں میں لگی ہوئی گولی باہر نکالی اور پھر بینڈیج کرنے کے بعد طاقت کے دو انجکشن بھی لگا دیئے۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل اور صالحہ کو بھی ٹریٹمنٹ دیا گیا۔

''تم کس سے لڑ رہے تھے۔ کیا ہوا اس کا''...... تنویر نے صفدر نے پوچھا۔

''وہ شاید یہاں کا انچارج تھا۔ میں نے اسے دانستہ ہلاک نہیں کیا تاکہ اس سے مزید معلومات حاصل کی جا سکیں''...... صفدر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے کیا کیا ہے کہ وہ بے بس بھی ہو گیا ہے اور زندہ بھی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب دیوار سے پشت لگائے بیٹھا ہوا تھا۔

''وہ اچھا فائٹر ہے۔ اس نے مجھے فضا میں اچھالا اور پھر میری پسلیاں توڑنے اور مجھے دیوار سے مارنے کے لئے خصوصی ایکشن لے لیا اور دونوں پیر اکٹھے کر کے اوپر کر لئے۔ میں نے اس کا توڑ کیا اور جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکے سے کر لیا۔ اس طرح میرا سینہ اس کے اٹھے ہوئے پیروں کے مقابل آ گیا لیکن میں نے نیچے گرتے ہی اپنے جسم کو زور دار انداز میں آگے کی طرف جھٹکا دیا تو اس کی ٹانگیں میرے جسم کے دھکے کی وجہ سے سر کی طرف گئیں اور اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ڈس لوکیٹ ہو گئے اور وہ بے کار ہو گیا''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اسے کرسی پر بٹھا کر ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے مزید معلومات حاصل کی جا سکیں۔ ہم انتہائی خطرناک پوزیشن میں ہیں''...... عمران نے کہا تو صفدر، تنویر اور جولیا تینوں تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ عمران کو اس کمرے میں موجود کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا جبکہ اس کے سامنے ایک اور کرسی پر اس آدمی کو جسے صفدر نے بے کار کر کے بے ہوش کیا تھا، ڈال دیا گیا اور پھر صفدر نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد

جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی غیر شعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے اوپر والے جسم نے معمولی سی حرکت کی جبکہ اس کے جسم کا نچلا حصہ بے حس و حرکت رہا البتہ اس کے منہ سے بے اختیار کربناک چیخ نکل گئی۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے پوچھا۔

''وکرم۔ میرا نام وکرم ہے۔ تم کون ہو۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ لیکن یہ سب کیا ہوا ہے۔ کیسے ہوا ہے''...... وکرم نے کراہتے ہوئے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔

''سنو وکرم۔ اس وقت تمہاری جو حالت ہے وہ انتہائی خوفناک ہے۔ ہم چاہیں تو صرف ایک جھٹکے سے تمہارا جسم ٹھیک کر سکتے ہیں ورنہ پوری دنیا کے ڈاکٹرز مل کر بھی تمہیں ٹھیک نہیں کر سکتے اور تم باقی زندگی انتہائی عبرتناک انداز میں گزارو گے۔ تم اپنے منہ سے بہنے والی رال بھی صاف نہ کر سکو گے اس لئے بہتر ہے کہ تم ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مجھے ٹھیک کر دو۔ پلیز۔ مجھے ٹھیک کر دو۔ تم جو پوچھو گے میں بتا دوں گا''...... وکرم نے روتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اس سے سوالات پوچھنے شروع کر دیئے اور وکرم اس طرح بتانے لگا جیسے وہ اپنے باس کو تفصیلی رپورٹ دے رہا ہو۔

''تمہارا مطلب ہے کہ سیکورٹی ونگ کی طرف سے کوئی لیبارٹری میں نہیں جا سکتا البتہ لیبارٹری سے راستہ کھولا جا سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کارلس اس راستے کو کھول سکتا ہے اور کوئی نہیں کھول سکتا۔ جب تک یہ راستہ نہ کھلے اس وقت تک لیبارٹری میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا اور درمیانی دیواریں بم پروف ہیں اس لئے جبراً بھی کوئی داخل نہیں ہو سکتا''...... وکرم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، کمرے میں پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''اس کے منہ پر ہاتھ رکھو تنویر۔ صفدر تم فون مجھے لا دو''۔ عمران نے کہا تو تنویر نے وکرم کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جبکہ صفدر نے کمرے میں موجود فون سیٹ اٹھایا اور عمران کے قریب آ کر اس نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا جبکہ فون سیٹ اس نے اٹھائے رکھا۔

''یس۔ وکرم بول رہا ہوں''...... عمران نے وکرم کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''چیف سے بات کریں''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا

ہوں''...... دوسری طرف سے شاگل کی گرجدار آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ وکرم بول رہا ہوں''...... عمران نے ایک بار پھر وکرم کی آواز اور لہجے میں کہا تو وکرم کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''خاموش کیوں ہو رہے ہو۔ کہاں ہیں وہ شیطان پاکیشیائی ایجنٹس''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم بڑے چوکنا ہیں چیف۔ ابھی تک تو انہوں نے ادھر کا رخ نہیں کیا''...... عمران نے وکرم کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہر طرف سے محتاط رہنا اور بغیر کوئی وقفہ دیئے انہیں گولیوں سے اڑا دینا اور فوراً مجھے رپورٹ دینا''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور صفدر کو دے دیا اور تنویر نے وکرم کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

''یہ فون سیٹ یہاں رکھ دو۔ ابھی مجھے فون کرنا ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''سنو وکرم۔ اب تم نے ڈاکٹر کارلس کو فون کر کے اس سے راستہ کھلوانا ہے۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو پھر تمہیں ٹھیک کر دیا جائے گا ورنہ ہم تمہیں اسی حالت میں چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔ ہم تو جو کریں گے سو کریں گے تمہاری باقی زندگی عبرتناک انداز میں

گزرے گی''...... عمران نے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں کیا کہوں''...... وکرم نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جو مرضی آئے کہو''...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ میری تو اس سے بہت کم بات ہوتی ہے پھر وہ بے حد وہمی آدمی ہے''...... وکرم نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''سنو۔ تم اسے کہو کہ چیف شاگل نے ایک تصویر بھیجی ہے جس میں اس لیبارٹری کا سائنسدان کسی غیر ملکی ایجنٹ سے بات کر رہا ہے۔ اس سائنسدان کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ اسے کہو کہ وہ خود یہاں آ کر تصویر دیکھ لیں یا تمہیں کال کر لے''...... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں''...... وکرم نے کہا اور ڈاکٹر کارلس کا نمبر بتا دیا تو صفدر نے نمبر پریس کر کے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور رسیور وکرم کے کان سے لگا دیا۔

''یس لیبارٹری''...... ایک آواز سنائی دی۔

''سیکورٹی ونگ انچارج وکرم بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر کارلس سے بات کرائیں''...... وکرم نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’یس۔ ڈاکٹر کارلس بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک لرزتی ہوئی آواز سنائی دی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ڈاکٹر کارلس خاصی عمر کے ہیں۔

’’ڈاکٹر صاحب۔ میں وکرم بول رہا ہوں سیکورٹی ونگ سے سیکورٹی انچارج‘‘...... وکرم نے کہا۔

’’کیوں کال کی ہے‘‘...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

’’چیف شاگل نے ایک تصویر بھجوائی ہے جس میں آپ کی لیبارٹری کا ایک سائنسدان ایک غیر ملکی ایجنٹ سے بات کر رہا ہے۔ اس سائنسدان کو آپ پہچان سکتے ہیں اس لئے یا تو آپ یہاں سیکورٹی ونگ میں تشریف لائیں یا پھر مجھے لیبارٹری میں آنے کی اجازت دیں لیکن آپ نے کسی سائنسدان کو اس بارے میں نہیں بتانا تاکہ اس کی باقاعدہ چیکنگ کی جا سکے‘‘...... وکرم نے کہا۔

’’میری لیبارٹری کا کوئی سائنسدان ایسا نہیں کر سکتا۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے‘‘...... ڈاکٹر کارلس نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

’’آپ تصویر دیکھ لیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ بہت اچھا ہے۔ بتایا تو یہی گیا ہے کہ یہ سائنسدان اس لیبارٹری کا ہی ہے‘‘...... وکرم نے کہا۔

’’اوکے۔ میں راستہ کھولتا ہوں۔ تم سیدھے میرے آفس میں آ جانا اور مجھے تصویر دکھانا۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ بات لیبارٹری میں

پھیلے‘‘...... ڈاکٹر کارلس نے کہا۔

’’اوکے ڈاکٹر صاحب‘‘...... وکرم نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو صفدر نے رسیور ہٹایا اور واپس کریڈل پر رکھ کر اس نے فون سیٹ کو عمران کے قریب زمین پر رکھ دیا۔

’’کہاں سے کھلتا ہے یہ راستہ‘‘...... عمران نے پوچھا تو وکرم نے راستے کی تفصیل بتا دی۔

’’تم کتنی بار ڈاکٹر کارلس کے آفس گئے ہو‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’صرف دو بار‘‘...... وکرم نے جواب دیا۔

’’اس راستے سے آفس تک پہنچنے کی تفصیل بتاؤ‘‘...... عمران نے کہا تو وکرم نے تفصیل بتا دی۔

’’صفدر تم میرے ساتھ آؤ گے اور تنویر۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت یہاں کی نگرانی کرو گے‘‘...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’آپ یہاں رہیں۔ میں مس جولیا کے ساتھ جا کر مشن مکمل کر لیتا ہوں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’نہیں۔ میرا جانا ضروری ہے۔ ہم نے لائم لائٹ کا فارمولا حاصل کرنا ہے‘‘...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’اس کا کیا کرنا ہے‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’ہماری واپسی کا انتظار کرو۔ وہاں لیبارٹری میں وائس چیکر لازماً

موجود ہو گا۔ اس لئے میں نے وکرم کی آواز اور لہجے میں خود بات کرنے کی بجائے وکرم سے بات کرائی ہے اور ایسی ضرورت اب بھی پڑ سکتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ ہمیں وکرم پر رحم کھانا پڑے گا“...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رحم کھانے کی بات سن کر وکرم کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے اب کسی طرح بھی ایڈجسٹ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اس پر رحم کھانے کا مطلب تھا کہ اسے باقی زندگی کی عبرتناک تکلیف سے بچانے کے لئے اسے ہلاک کرنا دراصل اس پر رحم کھانا ہے۔

شاگل شاکھا میں بنائے ہوئے اپنے سب ہیڈکوارٹر کے آفس میں بیٹھا بظاہر ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا لیکن دراصل وہ انتہائی بے چینی سے وکرم کی طرف سے کال کا منتظر تھا کیونکہ اسے رپورٹ مل چکی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک موٹر بوٹ میں سوار ہو کر نیلور جزیرے کی طرف گئے ہیں لیکن جب کافی طویل وقت گزر گیا اور کوئی کال نہ آئی تو اس نے بے چین ہو کر خود ہی کال کر لی۔ دوسری طرف سے وکرم نے اسے بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھی ابھی تک جزیرے پر نہیں پہنچے تو وہ بے حد حیران ہوا کہ آخر یہ لوگ کہاں چلے گئے۔ بہرحال اس کال سے اسے کافی اطمینان ہو گیا تھا۔ اس نے واچ ٹاورز پر موجود واچ کمانڈر کیپٹن شانت سے پہلے ہی بات کر لی تھی کہ وہ چاروں واچ ٹاورز پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو باقاعدہ نظر میں رکھے اور پھر اسے اس کی اطلاع دے لیکن اس کی طرف سے بھی کوئی کال نہ آئی تھی۔ اس

لئے وہ مطمئن ہو گیا تھا لیکن نجانے کیوں اس کی چھٹی حس بڑے
زور وشور سے خطرے کا سائرن بجا رہی تھی لیکن وہ اپنے آپ پر
ضبط کئے بیٹھا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ فوراً اپنے مخصوص
ہیلی کاپٹر میں بیٹھے اور لیبارٹری پہنچ جائے اور اپنے سامنے عمران
اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھے لیکن اسے معلوم تھا
کہ وہاں اس کی اپنی جان بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس لئے
وہ باوجود شدید بے چینی کے اپنے آپ پر ضبط کئے بیٹھا تھا لیکن
جب مزید اڑھائی تین گھنٹے گزر گئے اور کسی طرف سے کوئی کال نہ
آئی تو اس کی برداشت جواب دے گئی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی
سے رسیور اٹھایا اور انتہائی تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی
نے کال رسیور نہ کی تو شاگل کا چہرہ غصے سے بگڑنے لگ گیا۔

”کیا ہوا ہے تمہیں وکرم۔ کیوں نہیں کال رسیو کر رہے ہو تم۔
بولو“...... شاگل نے اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے اس کی آواز
شاکھا سے نیلور جزیرے تک پہنچ جائے گی لیکن یہ اس کی جھلاہٹ
تھی۔ اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی
سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب لیبارٹری انچارج
ڈاکٹر کارلس سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ درمیانی راستہ کھول کر
سیکورٹی ونگ میں کسی کو بھیج کر معلوم کرا دیں کہ وکرم کال کیوں نہیں
اٹنڈ کر رہا لیکن یہاں بھی کافی دیر تک جب کسی نے کال اٹنڈ نہ کی

تو محاورتاً نہیں حقیقتاً شاگل کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس کے
ذہن میں شدید خطرے کا الارم بجنا شروع ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا
کہ اگر نیلور لیبارٹری کے اندر کچھ ہوا تو نئے وزیراعظم اس کا لازماً
کورٹ مارشل کرا کر اسے موت کی سزا دلوا دیں گے اور اس بار
صدر بھی اس کا تحفظ نہ کر سکیں گے۔ اگر یہ نہ بھی ہوا، تب بھی
کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کی سیٹ لازماً اس سے چھین لی
جائے گی۔ یہ سب سوچتے ہوئے اس نے ایک بار پھر کریڈل دبایا
اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔ اب وہ واچ کمانڈر کیپٹن شانت کو کال کر رہا تھا
جو چاروں واچ ٹاورز کا کمانڈر انچارج تھا اور روزانہ وہ کسی ایک
ٹاور پر موجود رہتا تھا تاکہ کوئی کوتاہی نہ ہو سکے۔ شاگل کو معلوم تھا
کہ آج وہ عقبی واچ ٹاورز پر موجود ہے۔ اس بار گھنٹی بجتے ہی
دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا تو شاگل نے بے اختیار اطمینان
بھرا طویل سانس لیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہاں سے بھی کال اٹنڈ
نہ کی جائے۔

”چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں“۔
شاگل نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ واچ کمانڈر کیپٹن شانت بول رہا ہوں“...... دوسری
طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کیپٹن شانت۔ نہ لیبارٹری میں کال اٹنڈ کی جا رہی ہے اور نہ

ہی لیبارٹری کے سیکورٹی ونگ سے۔ آپ کسی کو وہاں بھیج کر معلوم کرائیں کہ کیا ہوا ہے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''سر۔ کیا ہو سکتا ہے۔ ہم جزیرے کے چاروں طرف صبح سے دوربینوں سے چیکنگ کر رہے ہیں۔ نہ کوئی بوٹ نظر آئی ہے، نہ کوئی جہاز اور نہ ہی کوئی آدمی تیرتا ہوا دکھائی دیا اور نہ کوئی جزیرے کے قریب آیا ہے اور نہ کوئی صبح سے اندر داخل ہوا ہے۔ ویسے فون خراب ہو گیا ہو گا''...... کیپٹن شانت نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ اٹ از مائی آرڈر نانسنس۔ ورنہ میں تمہارے چیف کمانڈر سے بات کروں گا نانسنس''...... شاگل نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یس سر۔ ابھی میں رزلٹ معلوم کر کے آپ کو خود فون کرتا ہوں سر۔ آپ کا فون نمبر میرے پاس موجود ہے سر''۔ اس بار کیپٹن شانت نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاگل کی ڈانٹ سے اسے حقیقتاً اپنا مستقبل تاریک ہوتا دکھائی دیا تھا اس لئے وہ گھگھیانے پر اتر آیا تھا۔

''جلدی معلوم کرو اور مجھے رپورٹ دو''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''نانسنس۔ آگے سے مجھے سمجھا رہا ہے۔ مجھے۔ شاگل کو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کو۔ نانسنس''...... شاگل نے اپنی

عادت کے مطابق رسیور رکھ کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی سے اٹھ کر کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ وہ مسلسل مٹھیاں بھینچ اور کھول رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں''...... شاگل نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن شانت بول رہا ہوں سر۔ لیبارٹری کے سیکورٹی ونگ میں آپ کے پانچ آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کا درمیانی راستہ بدستور بند ہے لیکن انچارج وکرم کی لاش ایک کرسی پر پڑی ہوئی ہے۔ اس کے سینے میں گولیاں ماری گئی ہیں۔ وہاں ہال میں ایک بڑا سا میڈیکل باکس بھی پڑا ہوا ہے جسے باقاعدہ استعمال کیا گیا ہے''...... کیپٹن شانت نے کہا۔

''یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ ابھی تو تم نے خود کہا تھا کہ کوئی جزیرے پر نہیں آیا۔ پھر انہیں کسی جن بھوت نے ہلاک کیا ہے۔ کیا تم نشے میں ہو یا پاگل ہو چکے ہو''...... شاگل نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ میں خود سیکورٹی ونگ میں موجود ہوں۔ پہلے میں نے ایک آدمی کو بھیجا۔ اس نے جب یہ رپورٹ دی تو مجھے خود اس پر

یقین نہ آیا اور پھر میں خود یہاں پہنچا اور اب آپ کو فون کر رہا ہوں''۔ واچ کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن لیبارٹری میں بھی کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ درمیانی راستہ بھی اندر سے بند ہے تو لیبارٹری کی پوزیشن کیسے معلوم کی جائے''۔ شاگل نے کہا۔

''سر۔ میں واچ ٹاورز پر جا کر ایک کمانڈو کو لیبارٹری کے پانی کی نکاسی کے راستے سے اندر بھجواتا ہوں۔ اس کے لئے خصوصی آلات استعمال کرنے پڑیں گے تاکہ راستہ گزرنے کے لئے کلیئر ہو سکے لیکن اگر ڈاکٹر کارلس ناراض ہو گئے تو پھر آپ کو میرا تحفظ کرنا ہو گا''...... کیپٹن شانت نے کہا۔

''جلدی کرو۔ جلدی۔ فکر مت کرو۔ تم میرے احکامات پر عمل کر رہے ہو''...... شاگل نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کو فون کر کے رپورٹ دیتا ہوں''...... کیپٹن شانت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور خود بھی کرسی پر جیسے گر سا پڑا۔

''یہ سب کیسے ہو گیا جبکہ کوئی جزیرے پر پہنچا ہی نہیں تو یہ سب کیسے ہو گیا۔ آخر کیسے ہو گیا''...... شاگل نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ نجانے کتنی دیر تک اسی حالت میں رہا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے آہستہ سے سر اوپر

اٹھایا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا اور آنکھیں انتہائی سرخ نظر آ رہی تھیں۔ اس نے ڈھیلے ہاتھ سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ شاگل بول رہا ہوں''...... شاگل نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور شاید طویل عرصے بعد پہلی بار اس نے اپنی عادت کے مطابق اپنا تعارف نہیں کرایا تھا۔

''کیپٹن شانت بول رہا ہوں سر۔ لیبارٹری میں تمام سائنسدانوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں خود اس وقت لیبارٹری میں موجود ہوں۔ کمانڈو نے مخصوص راستے سے اندر جا کر جب مجھے رپورٹ دی تو مجھے یقین نہ آیا کہ جب لیبارٹری میں داخلے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے درمیانی راستہ کھولنے کا کہا اور جب وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو میں خود اندر گیا۔ واقعی یہاں انچارج ڈاکٹر کارلس کے ساتھ آٹھ دیگر سائنسدانوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے''۔ کیپٹن شانت نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کی مشینری کا کیا ہوا''...... شاگل نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

''مشینری تو محفوظ ہے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن اسی لمحے ایک خوفناک دھماکا دوسری طرف سے سنائی دیا جس میں انسانی چیخ بھی شامل تھی اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی تو شاگل نے رسیور رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے میز پر مکے مارنے

شروع کر دیئے۔ دھماکے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے۔

''ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہوا ہے۔ کیسے ہو جاتا ہے۔ نجانے کیوں ہو جاتا ہے''...... شاگل نے مکا مارتے ہوئے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا لیکن اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''اب کیا رہ گیا ہے باقی۔ یہ میری موت کا پروانہ ہو گا''۔ شاگل نے بڑے مایوسانہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ڈھیلے سے انداز میں رسیور اٹھا لیا۔

''لیں شاگل بول رہا ہوں''...... شاگل نے اسی طرح ڈھیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تمہیں وکرم اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت اور سائنسدانوں سمیت لیبارٹری کی تباہی کی اطلاع مل چکی ہے۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ لیبارٹری کے انچارج سائنسدان نے کسی قیمت پر فارمولا دینے سے انکار کر دیا تھا اور موت قبول کر لی تھی لیکن فارمولا چونکہ پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جانا تھا اس لئے مجھے سائنسدانوں کو بھی ہلاک کرنا پڑا اور لیبارٹری بھی تباہ کرنا پڑی تاکہ کافرستان یہاں لائم لائٹ فارمولے پر کام نہ کر سکے۔ لیبارٹری کی تباہی سے وہ فارمولا جہاں بھی ہو گا جل کر

راکھ ہو گیا ہو گا اور اس پر کام کرنے والے سائنسدان بھی ہلاک کر دیئے گئے تاکہ وہ فارمولے پر مبنی یادداشت سے کام نہ لے سکیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس ناکامی پر تمہارا بھی کورٹ مارشل ہو گا لیکن فکر مت کرو میں تمہارے کافرستانی صدر کو فون کر کے بتا دوں گا کہ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ تم نے بہترین انتظامات کر رکھے تھے۔ میرے ساتھی زخمی بھی ہوئے لیکن اصل تباہی تمہارے سائنسدان ڈاکٹر کارلس کی ضد کی وجہ سے ہوئی ہے تاکہ تمہارا کورٹ مارشل نہ ہو اور یار زندہ صحبت باقی پر عمل ہو سکے۔ گڈ بائی''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''تم دشمن ضرور ہو عمران۔ لیکن شریر دشمن ہو''...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ کافی حد تک بحال ہو چکا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی روایت کے مطابق اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے مشن تو مکمل کر دیا لیکن مس جولیا نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ آپ نے شاگل کو فون کر کے کہا کہ آپ لائم لائٹ کا فارمولا حاصل نہیں کر سکے۔ اس لئے آپ نے انتقامی طور پر سائنسدانوں کو بھی ہلاک کر دیا اور لیبارٹری بھی تباہ کر دی ہے تا کہ اس پر دوبارہ کام نہ ہو سکے حالانکہ فارمولا آپ ڈاکٹر کارلس کے آفس کے خصوصی سیف سے حاصل کر چکے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ فارمولا مستقبل کے لئے اس قدر اہم ہے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو کافرستان کیا تمام سپر پاورز ممالک اس کے حصول کے لئے

پاکیشیا پر دھاوا بول دیتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن صرف شاگل کے علم میں لا کر یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی بات کو کون تسلیم کرے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"شاگل چاہے کچھ بھی ہو، بہرحال کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اس کی گواہی بہرحال معتبر سمجھی جائے گی لیکن شاید جولیا نے اپنی رپورٹ میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے شاگل کو کہا تھا کہ میں کافرستان کے صدر کو فون کر کے اس کی سفارش کر دوں گا تا کہ اس کا کورٹ مارشل نہ کیا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"شاگل کو معلوم ہے کہ اس کی کوتاہی پر کسی بھی وقت اس کے خلاف مقدمہ چلا کر اسے سخت سزا دی جا سکتی ہے جسے ہم محاورتاً کورٹ مارشل کہتے ہیں لیکن میری بات سن کر اب وہ پورے زور و شور سے میری بات کی تائید کرے گا کہ عمران فارمولا حاصل نہیں کر سکا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ نے کافرستان کے صدر کو فون نہیں کیا۔ پھر"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہاں کافرستان سے صدر کو فون کر کے ہم پھنس بھی سکتے تھے کیونکہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں فون کالیں ٹریس کرنے کا بہترین نظام نصب ہے اور مجھے کوئی جلدی بھی نہ تھی البتہ اب یہاں سے کال

کروں گا تو اسے وہ کسی صورت ٹریس نہ کر سکیں گے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''پریذیڈنٹ ہاؤس کا نمبر دے دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پریذیڈنٹ ہاؤس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب میرا نام بخوبی جانتے ہیں۔ ان سے بات کراؤ ورنہ کافرستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو''...... کچھ دیر بعد نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے جواب دیا۔

''پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو جناب پریذیڈنٹ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار موڈ میں کہا۔

''تم نے کیوں فون کیا ہے''...... صدر کی سخت سی آواز سنائی دی۔

''اس لئے تاکہ آپ کو بتا سکوں کہ آپ کے بوڑھے سائنسدان ڈاکٹر کارلس کی بے پناہ ضد کی وجہ سے ہمارا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ اس نے ہمیں لائم لائٹ کا فارمولا نہیں دیا اور موت قبول کر لی۔ جس کے جواب میں ہم نے سائنسدانوں کو بھی ہلاک کر دیا اور لیبارٹری بھی تباہ کر دی تاکہ اگر ہم لائم لائٹ کا فارمولا حاصل نہیں کر سکے تو کافرستان بھی اس پر کام نہ کر سکے اور یہ بھی بتا دوں کہ آپ کی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے اپنی طرف سے ہمیں ہلاک کرنے کی پوری کوشش کی اور میرے ساتھی شدید زخمی بھی ہوئے لیکن خوش قسمتی سے بچ گئے۔ شاگل کا ہم نے خاتمہ کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ بچ گیا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس کا کورٹ مارشل کر کے اس کو لازماً موت کی سزا دیں گے تاکہ ہم آئندہ کافرستان میں اطمینان سے مشن مکمل کر سکیں۔ گڈ بائی''۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو آپ نے الٹی بات کر دی۔ اسے سزا دلوانے کی''۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب اسے سزا نہیں ہو گی۔ اگر میں اس کی تعریف کر دیتا تو اسے لازماً سزا دی جاتی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے فارمولا سرداور کے حوالے کر دیا ہے یا نہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''جو مجھے چیک دے گا اسے فارمولا بھی مل جائے گا البتہ مجھے یقین ہے کہ سرداور مجھے گیسوں کو سونگھانے اور کیمیکلز کھلانے کے اور کچھ نہیں دیں گے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چیک تو میں بھی آپ کو نہیں دے سکتا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''نہیں دے سکتے۔ کیوں وجہ''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ آپ نے پوری ٹیم کے سامنے شاگل کو فون کر کے اعتراف کیا ہے کہ آپ کا مشن ناکام ہو گیا ہے اور اب میرے سامنے کافرستان کے صدر کو فون کرتے ہوئے بھی یہی سب کچھ دوہرایا ہے اور آپ بتائیں کہ مشن ناکام ہونے کی صورت میں سزا دی جاتی ہے یا انعام''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن فارمولا تو میں لے آیا ہوں''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تو پھر دیں مجھے۔ کہاں ہے وہ۔ پھر سوچوں گا کہ آپ کو چیک دیا جا سکتا ہے یا نہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ تو میں نے سرداور کو دے دیا اور ساتھ ہی انہیں کہہ دیا ہے کہ وہ اس بارے میں کسی کو نہ بتائیں حتیٰ کہ چیف آف سیکرٹ سروس کو بھی اور انہوں نے تو بہرحال اس کی وصولی سے انکار کر دینا ہے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اب آپ خود بتائیں کہ آپ کو چیک کیسے دیا جا سکتا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا کا نہیں، میرا مشن واقعی ناکام ہو گیا ہے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں فور سٹارز کا ایک نیا کارنامہ

مکمل ناول

سنگین جرم

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

☆...... پورے ملک سے نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر کے غیر ملک میں باقاعدہ نیلام کرنا ایک ایسا سنگین جرم ہے جسے کوئی بھی انسانی معاشرہ برداشت نہیں کر سکتا۔

☆...... پاکیشیا میں اس سنگین جرم کا وسیع نیٹ ورک کام کر رہا تھا کہ فور سٹارز اس نیٹ ورک سے ٹکرا گئے۔

☆...... عمران، ٹائیگر اور فور سٹارز پوری قوت سے اس سنگین جرم کے خاتمے کے لئے میدان میں اتر آئے۔ پھر ---- ؟

☆...... اس سنگین جرم کے مرتکب انسان نما بھیڑیوں نے عمران اور فور سٹارز کے خلاف اپنی پوری قوت جھونک دی لیکن انجام کیا ہوا ---- ؟

☆...... سینکڑوں اغوا شدہ عورتوں کو ان بھیڑیوں کے چنگل سے صحیح سلامت نکالنا عمران اور فور سٹارز کے لئے ایک چیلنج کی صورت اختیار کر گیا۔

☆...... کیا عمران اور فور سٹارز اس چیلنج میں کامیاب ہوئے۔ یا ---- ؟

☆...... ایک ایسا ناول جو معاشرے میں موجود اس سنگین جرم کی پوری تصویر قارئین کے سامنے لے آئے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈونچر

مکمل ناول

بلیک سن

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

صامالی قزاقوں کی سفاک اور بہیمانہ کارروائیوں سے شروع ہونے والا ایڈونچر۔

ڈاکٹر آفتاب ☆ پاکیشیا کا بڑا سائنسدان جسے صامالی قزاقوں نے ہلاک کر دیا۔ کیا واقعی انہیں قزاقوں نے ہلاک کیا تھا۔ یا ---- ؟

بلیک سن ☆ سیاہ فام افراد پر مشتمل ایک ایسی تنظیم جو پوری دنیا میں اپنی حکومت قائم کرنے کی خواہاں تھی اور وہ اس کے لئے اپنی کارروائیوں میں مصروف تھی لیکن اس کے مقابل عمران اور اس کے ساتھی اترے تو ---- ؟

بلیک سن ☆ جس کے تحت ایک ایسی لیبارٹری تھی جس کے حفاظتی انتظامات کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ قطعی ناقابل تسخیر۔ لیکن کیا واقعی ---- ؟

وہ لمحہ ☆ جب لیبارٹری کے ناقابل تسخیر حفاظتی انتظامات کو عمران نے بچوں کے کھیل میں تبدیل کر دیا۔ کیسے۔ کیا ہوا ---- ؟

وہ لمحہ ☆ جب عمران باوجود کوشش کے بلیک سن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر سکا۔ کیا عمران نے شکست تسلیم کر لی۔ یا ---- ؟

پے در پے ہونے والے واقعات، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھی گئی ایک یادگار کہانی۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573